بل کذبوا بما لم یحیطوا بعلمہ ولما یاتہم تاویلہ کذلک کذب الذین

تصدیق براہین احمدیہ

جلد اول

بجواب

تکذیب ۔ خبط ۔ تنقیہ وغیرہ

از

عمدۃ المتکلمین حکیم مولوی نور الدین ملازم سرکار جموں و کشمیر

مصنف کتاب فصل الخطاب لمقدمۃ اہل الکتاب (دو جلد)

رسالہ ابطال الوہیت مسیح وغیرہ وغیرہ

سنہ ۱۳۰۸ھ مطابق سنہ ۱۸۹۰ء

بمطبع پنجاب پریس سیالکوٹ میں غلام قادر فصیح مالک مطبع کے اہتمام سے چھپی

بار اول .... (تعداد اشاعت ۷۰۰) .... (قیمت بلا محصول [illegible])

فہرست مضامین سدیق

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
...وادوٹس اور معجزہ	۲۸۰	ایک عجیب یادداشت - آریہ کو قدامت		اور یہہ بہی یادرہے کہ عقل اہل	
....	۲۸۲	کا گھمنڈ - بالکل غلط ہے	۳۱۸	اسلام کے نزدیک - ایک صفت	
...علم	۲۸۳	سبع سموات کا ثبوت - آریون کے		ہے و صوفیہ و فلاسفہ کہ بیان می	
...عیاشی - حق تلفی کی		اسلامات سے سبع سموات کی نسبت		کردند آن تبیین را تہ کاشفات ایشان	
....	۲۸۶	ایک اور توجیہ	۳۲۱	است اگر ہست شریعت ناطق [illegible]	
...ضرور ... ہے بحث	۲۹۲	اختلافات قرآنیہ کا جواب	۳۲۹	انسان رابی گو [illegible]	
...ن - ... لریم فضل ہے....	"	اور ایک پرانے آشنا کا قصہ	۳۳۱	انفسکم و فی انفسکم [illegible] -	
...مستشرقوں کا عربیا قرآنیش		انسانی یا جدانی وہ روح جس کا بیان			
...تہا	۲۹۷	تصدیق کے صفحہ نمبر ۲۴۱ مین ہے		تمت	
...ت قرآن مجید سے الہامی		اسپر یہہ حاشیہ اس لئے قابل ایزاد			
...مین اختلاف کو دور کیا	۳۰۰	ہے کہ بعض احباب کو وہ معنے مفید			
...ت توحید الوہیت کی تکمیل کی	۳۰۲	کا خاص عندیہ معلوم ہوتے ہین -			
...اور مختصہ مخلوط ہوگئے تہے		الروح - الذی اعتمد علیہ عامۃ المتکلمین			
...کی حفاظت نہین رہی تہی		من اہل السنۃ انہ جسم لطیف فی البدن			
...الٰہی کی	۳۰۴	سار فیہ سریان ماء الورد فیہ وعن			
...قرآن مجید جامع تعلیمات		الاشعری النفس الداخل الخارج			
...قرآن کی نسبت اقتباس		قسطلانی جلد اول صفحہ نمبر ۲۸۶			
...اب دیا ہے	۳۰۶	اب وما اوتیتم من العلم الا قلیلا			

اغلاط نامہ

غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
السد	سد	۳۰	۱۰	۳۰۲	۲ و ۳	۶۶	۶	دوسرا سمندر	سمندر
بہی	اہی	۳۲	۱	اول یہود	یہود	۷۰	۱۷	اپنی قوم	قید
وان	ان	۳۵	۴	من	ہمن	۷۴	۱۳	نیشاپیٹے	پیشینیٹے
ولیہا الکتب	ولکم ما کسبتم	۳۶	۵	عضو	عضو	۷۵	۲	مرستے	مہاپہلے
مود	ثمود	۳۷	۱۲	برادرون	برادرون	۷۷	۱۷	یا	آیا
-	کانوا	۵۲	۱۲	سلام	اسلام	۷۹	۱۰	شاخ	شاخ اور ایک انسانی صفت
یوتم	یومہم	۵۵	۷	ہین	نہین	۸۹	۱۵	جاتی	نہتی
المنظرین	المنظرین	۶۳		خردل	خردل	۹۰	۱۵	تیرے	تیسرے
یوم	یومہم	۶۳	۲۰	شگذار	شکرگذار	۹۱	۱	خاص	+
السموات مطویت	السموات	۶۵	۳	مسائل	سائل	۹۱	۱	انسانی	+

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۹۲	۱۴	سوف	موصوف
۹۳	۵	ہین	ہین
=	۱۸	ہستی	نیستی
=	۱۹	صفتین	صفے
=	=	سوجو	موجود
۱۰۹	۱۰	دہ	مادہ
=	۱۳	سے خلق	خلق سے
۱۱۳	۶	ایمان ن	ایانا
=	۱۱	مِن	مَن
=	=	المستقیمُ	مستقیم
۱۱۸	۱	کاقو	کاقول
=	۶	شیطاین	شیطات
=	۱۹	شیطان	شیطان سے
۱۱۹	۴	لاتعبدُ	لاتعبدوا
۱۳۸	۳	پہر	بلکہ
۱۳۹	۸	بپہم	بہم
=	۱۸	بہی	سے
۱۴۴	۲	شنبی	پشینی
۱۵۰	۲۰	زند	زندہ
۱۵۶	۹	قیول	قیوم
۱۵۷	۲	پچ	پرکاش
۱۵۸	۵	قرات	کیا قران
۱۶۰	۱۶	تراتیئے	ترتیبئے
۱۶۱	۱۷	سوالیقین	یقین
۱۶۷	۱۶	منہدیون	منہدیین بلکہ ایرانیون
۱۶۹	۱۳	تکذیب	تکذیب
۱۷۰	۹	صفت	صنعت
۱۷۲	۱۹	کوڑا گرگٹ	حشرات الارض
۱۷۴	۱۰	ہم نہین سمجہتے حیوانات کو	حیوانات سے
۱۷۴	۱۰	کرنے سے	کرتے ہین
مرتبہ	۱۱	منع کیا جاوے	مستثنیٰ کیا گیا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۷۸	۱۰	کہ	جو
=	۱۱	تسلط بخشتا ہے	بخشتا ہے
=	=	اُس وقت	+
۱۸۱	۱	المرسکین	المرسلین
=	۱۷	فادیہا	فادیہا
۱۸۶	۵	نقشے	نقشے
۱۸۸	۱۲	ثمر	ثمبر
=	۱۴	مس	اس
۱۸۹	۱۷	کراتے	کرتے
=	۱۹	ہین	ہین
۱۹۰	۱۹	اسے	ایسے
۱۹۱	۱۵	بین	ہین
۱۹۷	۲۰	قاب	ایک قاب
۱۹۸	۹	سلہ	سلّہ
۲۰۱	۱۷	یہ کے	یہ سے
۲۰۲	۵	لتیرہ دہام لوگ	دہام لوگ
۲۰۴	۱۹	افسوس	افسون
۲۰۶	۵	کہیے	کہئے
=	۸	معلہ	معاملہ
۲۰۷	۱۳	لگار	لگا
۲۰۸	۷	اود	اور
۲۱۰	۱۳	پرشیر	بہ ہیشر سلہ
۲۱۱	۱۷	تیسرے	چوتہی
۲۱۲	۱۴	الارض	الارض کا جملہ
۲۱۷	۱۶	توریت	توریت
۲۲۱	۱۷	سہن	کُن
۲۲۲	۱۵	کے بنانے	بنانے کے
۲۲۴	۶	وانطلق	وانطلق
=	۸	اختلاق	اختلاف پ ۲۳ سورہ ص
=	۱۰	نیطنون	نیطنون پ ۲۵ سورہ جاثیہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۲۵	۱۳	بہی کی	کی بہی
=	۱۹	ذرا بہی اچہا	+
۲۲۶	۱۶	حالتہٗ	حالتہ
۲۲۷	۱۱	لوگون	لوگونپر
۲۳۵	۳ و ۷	بُریدہ	بَریدہ
۲۴۸	۱۶	مختلطہ	مختلفہ
۲۵۶	۱۰	تم	تمہارے
۲۵۷	۴	فاصلہ	فاصلہ
۲۹۵	۱	کے	کے احکام
۲۹۵	۱۱	گہرانے تمام	گہرانے سے تمام
=	۱۵	ہون	[illegible]
۲۹۸	۱۶	قرآنی ضرورت کے	کے قرآنی ضرورت
۳۰۳	۱۹	تیری	میری
۳۱۴	۲	اس	اس الہامی
=	۱۲	خیالات	متضاد خیالات
=	۱۶	میوہ بر رحمت	[illegible]
۳۰۵	۱	اور ہین	[illegible] ہین
=	۱۷	الیونکو	[illegible] سونکو
۳۰۶	۲	الکتا	الکتاب
۳۰۷	۱۱	بہی آجتک	آجتک بہی
۳۱۱	۷	نچانے	[illegible]
۳۱۲	۱۶	اسی اس لفظ کو	[illegible] اسکا یہہ لفظ
۳۱۴	۳	اور حد	حد
۳۱۵	۱۱	اگہسرہ	[illegible] کس گنتی
۳۱۶	۷	دہ	[illegible] سکے وہ
۳۱۷	۱۵	کا بیان	[illegible]
۳۱۸	۸	ساتیر	وساتیر
۳۲۸	۱۳	مین اپنا	[illegible]
	-		

تمت

بل كذّبوا بما لم يحيطوا بعلمه ويلٌ يومئذٍ للمكذّبين

تصدیق براہین احمدیہ

جلد اوّل

بجواب

تکذیب - خبط - تنقیہ وغیرہ

از

عمدۃ المتکلمین حکیم مولوی نور الدین ملازم سرکار جموں کشمیر

مصنّف کتاب فصل الخطاب لمقدّمۃ اہل الکتاب (دو جلد)

و رسالہ ابطال الوہیت مسیح وغیرہ وغیرہ

سنہ ۱۳۰۷ھ مطابق سنہ ۱۸۹۰ء

پنجاب پریس سیالکوٹ میں غلام قادر فصیح مالک مطبع کے زیر اہتمام چھپی

بار اول .... (تعداد اشاعت ۷۰۰) .... (قیمت بلا محصول

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ علی نبیہ الامین

انٹروڈکشن

جہانتک تاریخی واقعات - قدیمہ اور جدیدہ آثار - اور عقل شہادت دیتی ہے اس دنیا مین اضداد کا مقابلہ ہوتا رہا - اور یقینی طور پر کہہ سکتے ہین کہ آیندہ بھی کسی مدت تک ایسا ہی ہوتا رہیگا -

کیمسٹری کی گواہی ذرّات عالم کی نسبت اس وقت چھوڑ دو - انسانی گروہ پر نظر کرو سعید کے ساتھ شقی یا سرینٹ کے ساتھ ڈیسپو کب سے مقابلہ کر رہا ہے مومن و کافر کا جھگڑا - اور عالم و جاہل کا تنازع کوئی پہلے قسم سے جدا فساد نہین یہہ الفاظ - سعید اور شقی - بھلے اور برے یا سرینٹ اور ڈیسپو کے ہی عنوان ہین اور ان کا مخاصمہ وہی اضداد کی باہمی جنگ ہے یہہ باہمی حملہ بڑے بڑے نتائج موجب اور خدا ترس پر سمجھ والون کے واسطے انواع و اقسام فوائد کا باعث ہے

علم الکیمیا ۱۲ منہ سلے اچھا ۱۲ منہ پہلے ڈیسپیو - برا ۱۲ منہ

ان منافع کا تذکرہ جو اس جدال و قتال سے اس حملہ کے مجاہدین اور شہداء کے حق مین پیدا ہوتے ہین اس رسالے مین نامنون ہے مگر قدرت کے کارخانہ مین جب اختلاف موجود ہے یہہ ایسی قوت اور طاقت کے ساتھہ ہوتا ہے کہ مخلوق مین کوئی بہی نہین گذرا اور نہ ہے جسنے اس اختلاف کو مٹایا ہو۔

بلکہ یہہ سچا الہام

وَلَا یَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِیْنَ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ - اس جنگ کے قیام کی خبر دیتا ہے۔

کارخانہ قدرت کا کام چونکہ خبیر و علیم اور عزیز و حکیم کے صفات کا نتیجہ اور انہی کا اثر ہے اور اسواسطے ظہور پذیر ہے کہ اللہ تعالی کی کاملہ صفات کا **اقتضا** پورا ہو اور وہ صفات منتج نتائج اور مثمر ثمرات ثابت ہون نہ نکمی اور بیکار!

اسلئے

ممکن ہی نہین کہ بیوجہ اور بدون حکمت ہو بلکہ ضرور یہہ الٰہی کام بہی انواع و اقسام **حکمتون** پر مبنی ہوگا اور ظاہر ہے کہ اختلاف اور تضاد کے وقت دونون گروہ ایک دوسرے کے مغلوب کرنے مین **اولوالعزمی** سے کام لیتے ہین۔

پس ضرور ہے کہ ان مین سے ایک فتحیاب ہو اور دوسرا شکست پاوے۔ گو ایک کی کامیابی اور دوسرے کی ناکامی کچھہ دیر کے بعد اور دونون کا فیصلہ بعضون کو مختنی مجاہد غازی اور شہید اور بعض کو اسیر اور مقتول بنا دینے کے **پیچھے** ہی کیون نہو۔ اور یہہ بہی عیان ہے کہ ان دونون گروہون کی **لڑائی** گو ہر زمانے مین نئے رنگ سے شروع ہوتی ہے دونون نئے انکی ور دیان نئی۔ زبانین نئی ہتہیار بہی نئے ہوتے ہین مگر اصلی دعوون پر گہری نگاہ کرو تو وہی پرانے دعوے ہین صرف طرز بیان مین کچہہ

ف۱ اور ہمیشہ رہینگی اختلاف مچاتے مگر جنپر رحم کیا تیرے پروردگار نے۔ پ۱۲ - سورہ ھود - ع ۱۰

ایسی تراش و خراش ہو جاتی ہے کہ سرسری نگاہ والا ان دعوون کو نئے دعوے اور اثبات و نفی کے سوالون اور جوابون کو نئے سوال اور نئے جواب خیال کرتا ہے۔ مگر متامل جانتا ہے کہ یہہ وہی **آدم اور شیطان** والا پورانا جھگڑا ہے جو نئے رنگ سے رنگین کیا گیا ہے پہہ امر بہی شاید **فروگذاشت** کے قابل نہو گا کہ ان حملون کے دیکھنے والے دو قسم کے لوگ ہوتے ہین۔ کمزور۔ کم حوصلہ ناتجربہ کار۔ قوی۔ بلند حوصلہ اور تجربہ کار۔ گو پہلے گروہ کا یہی خیال ہوتا ہے کہ مومن اور سرشیٹ آج نہ گرے تو کل پس پا ہونگے۔

کیونکہ یہہ مقدس گروہ ابتدا مین بلحاظ اپنی سوسائٹی کے بہت ہی **قلیل** اور اسپر غربا اور ضعفا کا مجمع ہوتا ہے۔ دنیاوی سامان کے لحاظ سے اس جماعت کے عام ممبر ابتدائی حالت مین ہیچمیرز نظر آتے ہین۔ مال و منال اور حصص سلطنت مین اس گروہ کے اعضا **کم قدر** دکھائی دیتے ہین۔

اسلئے ان مخلصون اور سچے اہل ایمان کو انکے مخالف حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہین اور کہتے ہین۔

لَئِن رَّجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ

مگر عاقبت اندیش اللہ تعالی کی صفت عدل اور رحم اور صفت فوقیت علی الکل ایمان رکھنے والا فتح و نصرت کا مالک صرف اللہ تعالی کو یقین کرنے والا۔ تمام نظام عالم کا قابض اور متصرف صرف ایک الہ الحق قدوس رب کو سمجھنے والا اللہ تعالی ہی کو حق اور راستی کا حامی اور مدد گار جاننے والا جانتا ہے۔ کہ الہی امداد انجام کار راستبازی

ف اگر ہم شہر مین گئے تو ضرور معزز لوگ ان ذلیلون کو وہان سے نکال دین گے۔ پ ۲۸ سورہ منافقون۔ ع ۱۔ ملائکہ فرشتون ۱۲ شیاطین ۱۲

کیے تھا ہے - حق ہی کی عمارت مستحکم چٹان پر قایم ہے سچائی کامیابی سے تالج کار علیحدہ نہین ہوتی - اور وہ الہام آلہی بالکل سچ ہے جسمین ہے -

وَالْاٰخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِيْنَ [1]

متمول مگر کافر کے مقابلہ مین یہی مفلس مگر مومن آخر کا دولتمند ہوا . کرتے ہین - ابتدائی حالت مین ظاہر کے ذلیل مگر اللہ تعالی کے سچے فرمانبردار ہی ظاہری عزت سے بھی معزز ہوتے ہین -

سُبْحَانَ اللهِ - وَالْعَظَمَةُ لِلّٰهِ تَعَالٰى !!!

یہہ عجیب و غریب راستی اور راستبازی کی معیار ہے - یہی ہمیشہ ہر ملک مین تعجب انگیز - اور راحت بخش معجزہ اور الٰہی نشان ہے ! اور

یہی پہلوان کو بڑون سے مقابلہ کرتے وقت یقینًا تسلی دیرہا اور ہے اور رہیگا -

آدم سے پہلے ملائکہ - دیوتا [2] سُرون کے سامنے جن - شیاطین [3] اور اَسُرون کی جوگت ہوئی اور جس ذلت کو وہ پہونچے آثار صحیحہ اور پستکون [4] سے عیان ہے -

پھر آدم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کی عداوت سے جو وبال ابلیس پر آیا - اور اسکی شرارت کے بدلے شیطان کی جو حقارت ہوئی وہ غالب عمرانات کے زن و مرد بلکہ بچے پر بھی مخفی نہین مگر آدم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ آخر اہل ایمان کے مورث اعلے بنے - اور اللہ تعالی نے آپکی اولاد مین ہزارون ہزار انبیا - اور ملوک اپنے پیارے پیدا کئے -

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ وَاحْشُرْنَا مَعَهُمْ - آمین - [5]

---

[1] آخر کار کامیابی خدا کے پاس پرہیزگارون ہی کا حصہ ہے ۱۲
[2] فرشتون ۱۲ [3] شیطان ۱۲ [4] ویدون کے خلاصے یا تفاسیر ۱۲
[5] ترجمہ - اے اللہ ہمکو بھی انہین سے کر اور انکے ساتھ اٹھا - اور ہمارے عرض قبول کر

ہم ہرگز اس سے انکار نہین کرسکتے کہ شیطان کی اولاد بھی چلی اور ان مین بھی بڑے بڑے شہنشاہ (اخنع الاسماء) اور فرعون پیدا ہوئے جو ہمہ تن شیطان کے مظہر اسکے ملتبہ اور تعلق کے باعث شیطان اور شیطان کی ذرّیت کے اولیا۔ ان ملاعنہ کے عضا ہتھیار انکے پیادے اور سوار ہوئے۔ اور کسی وقت تک رہین گے۔

مگر کیون ~~ہوئے~~؟ غور کرو

اسی نشان کے قایم رکھنے اور یاد دلانے کو کہ پہلوان کے مخالف شیطان اور اسکے مظہر اور اسکے اولیا بڑے لوگ کیسے ہی کثیر التعداد قوی اور دولتمند کیون نہون آخر ایسے ذلیل اور خوار ہوا کرین گے جیسے آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی مخالفت مین **شیطان**

کون بتا سکتا ہے؟ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عدو کدہر گئے؟ کچھ کھوج تو لگاؤ کیا ہوئے؟ **بے نام** ونشان ہین اب تاریخ بھی انکی تشخیص سے ساکت ہے۔ اور الٰہی غضب نے پانی کو جو ایک آیت رحمت اور حیوٰۃ کا مدار ہے ایسی شکل بخشی کہ ایک طرف اس کی خانہ زاد لکڑیون سے جہاز بنے جسمین اس سعید ومومن کے متبع نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خادم جا بیٹھے اور پانی کے جوش سے انہین اپنے کندہون پر اوٹھا لیا۔ اور دوسرے طرف نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دشمنون کو۔ نہین نہین راستی کے مخالفون۔ حق کے مقابلہ کرنیوالون کو اون کی بدکرداری کے بدلہ جہنم پہونچا دیا۔

حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قصہ قرآن کریم مین عقل والون کو عبرت دلانے اور نصیحت پر چلنے والون کو نصیحت کے واسطے بار ہا مذکور ہوا۔ سنو:۔

---

۵۱ نہایت مکروہ نام ۱۲

وَيَصْنَعُ الْفُلْكَ وَكُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ مَلَأٌ مِّنْ قَوْمِهٖ سَخِرُوْا مِنْهُ - قَالَ اِنْ تَسْخَرُوْا
مِنَّا فَاِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ[۵۲] كَمَا تَسْخَرُوْنَ

نوح علیہ السلام کے نام لیوے اور اوسکی طرف منسوب ہونے پر فخر کرنے والے آجتک موجود ہین اور انہین ہزارون ہزار روحانی معلم اور پرہیزگاری الٰہی انعامات و احسانات سے سرفراز اور ممتاز ہین نوح علیہ السلام کے مخالفون کے معبودان باطلہ ود۔ سواع یغوث۔ یعوق نسر کا کوئی حامی نہین رہا۔ اور نوح کی تعلیم توحید نبوۃ اور معاد کے ہزارون ہزار ناصر و معین موجود ہین نوح علیہ السلام کے مخالفون حق کے دشمنون پر کمزور اور مظلوم کی وہ آہ اثر کر گئی جسکا بیان آئیہ ذیل مین ہے۔

رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكَافِرِيْنَ دَيَّارًا ۝

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو برکت پائی وہ ایشیا۔ یورپ امریکہ افریقہ اور بڑے بڑے معلوم اور آباد جزائر کی آنکھہ سے مخفی نہین۔ اور جو وبال اسکے دشمنون پر انکی بدایمانی بدکرداری اور حق کی عداوت کے بدلے پڑا کیا اوس کا یہہ نشان کچھہ کم ہے۔ کہ وہ تمام بے نام و نشان ہوگئے؟ ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالی نے فرمایا۔

"اور تجھکو مبارک اور تیرا نام بڑا کرونگا اور تو ایک برکت ہوگا اور جو تجھے برکت دیتے
ہین برکت دونگا اور اونکو جو تجھپر لعنت کرتے ہین لعنتی کرونگا۔ پیدایش ۱۲-۲-۳"

---

۵۲ کاف سببیہ معنے دیتا ہے یا مثل کے ۱۲ منہ
۵۳ خیرخواہ۔ تفنع بیان ۱۲
۵۱ اور وہ (نوح علیہ السلام جہاز بناتا تھا اور جب اوسکے پاس سے نکل جاتے اوسکی قوم کے سردار ہنسی کرتے نوح علیہ السلام سے (نوح علیہ السلام نے کہا اگر تم ہنسو ہمپر تو ہم ہنستے ہین تمپر پھر یہہ ہی اس لئے یا اتنا جو تم ہنستے ہو۔ سیپارہ ۱۲۔ سورہ ھود۔ ع۔ ۴
۵۴ اے میرے رب مت چھوڑ اس زمین پر ان کافرون سے کوئی بسنے والا۔

اور فرمایا[1] وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرَاهِيْمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ

حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نہایت صحت بخش اور نجات دہ نصائح پر کان نہ رکھنے والے[2] وضع الٰہی کے دشمن فطرت کی مخالفت میں قوے کو برباد کرنے والے ڈوب[3] کہ مر گئے؛ اونکی بستی کی یہی خبر ہے جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا

سر غریب سعید۔ اور استنباز حضرت موسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی مصری بادشاہ کے اس سخت ظلم و تعدی کو دیکھکر جو اُسنے اُنکی قوم پر شروع کر رکھی تھی اس خیال سے کہ جس بادشاہ کی رعایا ہو کر رہئے اسسے بغاوت کرنا اہل ایمان اور سچے اسلام والونکا کام نہیں فرعون شاہ مصر سے درخواست کی۔ اور بجا درخواست کی۔

اَرْسِلْ[4] مَعَنَا بَنِيْٓ اِسْرَآئِيْلَ وَلَا تُعَذِّبْهُمْ

پر اس نافہم نے حضرت موسٰی جیسے مومن ناصح کی عمدہ اور بجا درخواست کیطرف توجہ نہ کی اُلٹا بنی اسرائیل کو زیادہ تر دُکھہ دینے لگا بلکہ جناب موسٰی علیہ السلام جیسے پاک خیرخواہ کی نسبت ناعاقبت اندیشی کے باعث حقارت کی راہ سے کہا

يَا قَوْمِ اَلَيْسَ لِيْ مُلْكُ مِصْرَ وَهٰذِهِ الْاَنْهَارُ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِيْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ[5]
اَمْ اَنَا خَيْرٌ مِّنْ هٰذَا الَّذِيْ هُوَ مَهِيْنٌ وَّلَا يَكَادُ يُبِيْنُ[6]

---

[1] اور ابراہیمی ملت سے کون روگردان ہو سکتا ہے سوائے اسکے جس نے اپنے تئیں احمق ٹھہرایا۔
[2] یہہ بدکار لونڈے باز تھے نعوذ باللہ ۱۲۔
[3] ہمنے اسکو زیر و بالا کر دیا۔ پ ۱۲۔ سورہ ھود ع ۷۔
[4] بنی اسرائیل (میری قوم) کو میرے ہمراہ کر دے اور انہیں دکھہ نہ دے۔ پ ۱۶ سورہ طٰہٰ ع
[5] اے میری قوم کیا تم نہیں دیکھتے۔ ملک مصر کا میں مالک ہوں اور یہہ ندیان میرے نیچے بہتی ہیں۔ پ سورہ ع
[6] بلکہ میں بہت اچھا ہوں اس ذلیل سے اور یہہ تو صاف صاف بول بھی نہیں سکتا۔ پ سورہ ع

فَلَوْلَآ اُلْقِيَ عَلَيْهِ اَسْوِرَةٌ مِّنْ ذَهَبٍ اَوْ جَآءَ مَعَهُ الْمَلٰٓئِكَةُ مُقْتَرِنِيْنَ ۞

اور موسیٰ علیہ السلام کا ضعیف مگر سعید اور دشمنون کی سختیون پر صابر گروہ آخر اسی وعدہ الٰہی کے مطابق کہ صادق بخلاف کاذب و مکذب کامیاب ہوتا ہے کامیاب ہوا۔

وَاَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِيْنَ كَانُوْا يُسْتَضْعَفُوْنَ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ۭ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى عَلٰي بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ ڏ بِمَا صَبَرُوْا ۭ وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهٗ

بے بس نہایت خاکسار بنی اسرائیل کے گھرانے کے خاتم الانبیا۔ رسول مسیح ابن مریم علیہما السلام کے قسی القلب دشمن کدہر گئے؟ کوئی انکا پتہ بتا سکتا ہے؟ ان بے ایمان "شاہیون" اور "سابیون" کے بچون پر فتوی لگ گیا! نیر حکم ہو چکا۔ اور حضرت مسیح علیہ السلام کے اتباع جس جاہ و حشم کے ساتھ جناب مسیح علیہ السلام کے منکرون پر حکمران ہین اس سے ہندوالے کیا تمام آباد دنیا بے خبر نہین۔

ہمارے ہادی (اے رب اے رحمن اے رحیم مولی کریم مجھے بہی اسکے خدام مین لکھیو اور اسی کی مرافقت جنت مین عطا کریو!) کے آیات نبوت مین حضرت مسیح کے اتباع اور انکے منکرون کا تذکرہ بطور پیشین گوئی مندرج ہے۔ اسپر غور کرو۔

اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰٓى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۞

۱؎ کنگن اسکے زمانہ مین عزت کا نشان تہا جیسے ہندستان کی ہندو ریاستون مین اب بہی ہے۔

۲؎ بہلا کیون نہ ڈالے گئے اسکو سونیکے کنگن۔ اور نہ آئے اسکے ساتھ فرشتے پرا باندہ کر۔ پ ۲۵ سورۃ زخرف۔ ع ۴

۳؎ اور ہمنے مالک بنایا موسیٰ کی ضعیف قوم کو مبارک ملک شام کی تمام زمین کا۔ اور پوری ہوئی اچھی بات تیرے رب کی بنی اسرائیل پر اسلئے کہ صابر ہوئے۔ اور خراب کیا اسکو جسے بنایا فرعون اور اسکی قوم نے۔ پ ۹ سورۃ اعراف۔ ع ۱۶

۴؎ جب اللہ نے فرمایا اے عیسیٰ مین لینے والا ہون تجہکو اور بلند کرنیوالا ہون اپنی طرف اور پاک کرنیوالا تجہے کافرون سے اور کرنیوالا ہون تیرے تابع لوگون کو کافرون کے اوپر قیامت تک

حضرت عیسٰی علیہ السلام کے اتباع اور اونکے ساتھہ والے مسلمان ہین یا عیسائی اور انکے منکر یا یہود ہین اور تھے یا اس انڈیا میں آریہ اور مختلف بلاد مین کچھہ پارسی اور کچھہ بدہ[1] یہہ تمام منکر قومین حضرت مسیح علیہ السلام کے اتباع کے ماتحت ہین اور ہمیشہ ماتحت رہینگی اور یہہ پیشین گوئی قیامت تک ثابت اور استحکام کے ساتھہ ظاہر ہوکر قایل کے واسطے ایت صداقت اور نشان نبوت رہیگی۔

کیا جس کتاب مین اس پیشین گوئی کا تذکرہ ہے اور جس کتاب مین اس پیشین گوئی کا دعوٰی اسطرح پر ہے کہ قیامت تک اسیطرح رہیگی وہ کتاب ایسے علیم وخبیر کی نہین۔ جو جزئیات اور کلیات پر محیط اور انپر تفصیل واقف ہے؟

اب مین تمام سرگشتون[2] کے سرپشت اور تمام اہل ایمان کے سردار اسعد الخلق (فداک ابی وامی صلی اللہ علیک وسلم) کے قصہ پر اس کلام کو ختم کرتا ہون۔

حضور علیہ السلام نے ایسے وقت جب تمام دنیا پر روحانی تمدنی اور اخلاقی حالت کی نسبت ظلمت اور تاریکی چھائی ہوئی تھی اور دنیا کے لوگ گم کردہ راہ بھول بھلیان مین مبتلا تھے۔ آفتاب کی مانند طلوع فرماکر راہ نمائی کا بیڑا اوٹھایا۔ اور لگے نکالنے لوگون کو ظلمات سے نور کیطرف۔

خدا کیواسطے ذرا غور توکرو۔ اس سراج منیر کی نورافشانی کیوقت تمام آباد دنیا کا کیسا حال تھا؟ دنیا کے انبیا جنہین انسان کے خادم کہنا چاہئے اور جسب الحکم۔

---

[1] کچھہ بدہ اور اور قومین مسیح علیہ السلام سے بہی ناواقف ہین اور انکے پورے منکر نہین ہوئے ہین یاد رہے ۱۲

[2] تمام عمدہ لوگون سے افضل ۱۲

اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ [۱]

انسان کے ماتحت ہین بالعکس انسان کے معبود بنائے گئے۔ غور کرو۔ ہندوستان کا ملک ایسا تہا کہ اِس مین پتہر اور درخت پوجے جاتے تہے۔ بلکہ یون کہنا چاہئے کہ آریہ ورت بقول آریون کے بہی ہندستان ہو چکا تہا۔

حیرانی ہوتی ہے کہ لنگ [۲] کی مہماں [۳] اور اوسکی پوجا کا دور دورہ یہان تہا! بہگ [۴] اور شکتی کی پرستش یہان تہی! وام مارگ۔ اگہور۔ کپال مت کے بانی اور گروہ یہان ہی تہے۔ جین۔ اور ناستکون کا مبدا۔ اور مولد یہی آریہ ورت تہا!

آریون کے یا ہندؤن کے ہمسایہ یا پہلے استاد بلکہ بہائی بند قدیم ایرانی اگنی ہوتری تہے۔ جنہون نے آسمانی بروج سیارون ستارون اور خاصکر سورج کو معبود بنا رکہا تہا بلکہ انکے نہائت ناپاک اثر سے فارسی لٹریچر مین تمام سکہون اور دکہون کو آسمانی گردش کی طرف منسوب کیا گیا تہا۔ اسلام کے مدعی لایق منشیون نے سورج کو حضرت نیر اعظم وغیرہ مقدس الفاظ سے یاد کیا۔

یہہ لوگ یزدان اور آہرمن دو خداؤن خالق خیر اور خالق شر کے معتقد تہے مغرب اور شمال بلکہ اندرونی حصہ عرب مین یہود اور عیسائی تہے۔

عیسائیون کا یہہ حال کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا ازلی بیٹا بلکہ خدا یقین کرتے اور اوسکو اصل ایمان جانتے تہے۔ اور ان کا اعتقاد تہا اور ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ

---

[۱] کیا تم نہین دیکہتے اللہ تعالیٰ نے مفت تمہاری خدمت مین لگا دیا جو کچہہ آسمانون اور زمین مین ہے پ ۲۱ سورہ۔ لقمان ع ۲

[۲] لنگ پوجا حسب اعتقاد عام ہنود کے شیوجی کے عضو تناسل کی پرستش ہے۔

[۳] مہماں۔ عظمت۔

[۴] عورت کا عضو تناسل۔

وحدہٗ لاشریک لہ من کل الوجوہ ایک ہے اور تین ہے - پناہ ہم بخدا!!! - عیسائی کہتے ہین کہ خدا باپ ازلی - خدا بیٹا ازلی - خدا روح القدس ازلی - تینون خدا ہین پہر خدا ایک ہے !!!

تَکَادُ السَّمٰوٰتُ یَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا ۝[1]

وَمَا یَنْۢبَغِیْ لِلرَّحْمٰنِ اَنْ یَّتَّخِذَ وَلَدًا اِنْ كُلُّ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّاۤ اٰتِی الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ۝[2]

اُسوقت کیتہولک فرقہ کا عروج تہا اور عیسائیون مین بعض ایسے بہی تہے جو صدیقہ مریم علیہا السلام کو مستمم تثلیث جانکر انکی تصویر پر گوٹے کناری کے کپڑے ڈالتے تہے - مدینہ مین بہی بعض لوگ بتون کو گرمی اور سردی کا لباس علیحدہ علیحدہ چڑہاتے ہین -

پادری کا - مذہبی مقدس کا بہہ رعب اور یہہ **عظمت** نہی اور ہے کہ عیسائیونکا بچہ بدون مذہبی مقدس اُسکے خاص لباس اور اس خاص رسم کے جو مسیحی کلیسیا کے واسطے ضرور ہے کلیسیا کا عضو اور اسکا ممبر نہین ہوسکتا -

کوئی عیسائی بدون وساطت **پوپ** کے نکاح نہین کرسکتا - نماز کے واسطے کنیسہ مین جانا ضرور ہے اور وہان قسیس کا ہونا لازم - گناہ گار کو گناہ کی معافی لینے وقت لازم ہے کہ قسیس کو اپنی بدکرداریونپر واقف کرے - اگر بدکار اپنے گناہونپر پادری کو آگاہ نہ کرے تو گناہ گار کا گناہ معاف ہی نہو!

[1] قریب ہے کہ آسمان چور چور ہو جائین اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ذرہ ذرہ ہو کر گر پڑین کہ وہ رحمن کا بیٹا پکارتے ہین -

[2] اور رحمن کو سزاوار نہین کہ بیٹا اختیار کرے کیونکہ سب جو آسمان و زمین مین ہین رحمن کے حضور مین بندہ بنکر آنیوالے ہین - پ ۱۶

مرنے کے بعد دفن کے موقعہ پر اگر پادری موجود نہو تو یہہ ابدی سفر یہہ آخری منزل طی ہی نہو۔

عیسایون کے اُستاد اور معلم اور اونکے پاک کتاب کے پہلے اور آجتک کے محافظ یہود تھے۔

جنہون نے توحید کو تشبیہہ تک اور عبادت کو اُسکے صرف جسمانی مظہر تک اور اخلاق کو قساوت قلبیہ کے ساتھ مختلط اور محدود کر رکھا تھا توحید اور اخلاق فاضلہ کیطرف ہم دعوۃ ہرگز نہین کرتے تھے۔

یہود کے کئی فرقے قیامت کے منکر بہی تھے۔ بلکہ انجیل سے واضح ہے کہ جناب مسیح علیہ السلام سے بہی اِس مسئلہ مین انہون نے تکرار کی۔

اور اکثر یا قریبًا کل اِس نہ ہے اور تمام برایون کے سرچشمہ بداعتقاد کے معتقد تھے۔ کہ یہود۔ بنی اسرائیل خدا کی برگزیدہ قوم ابراہیم راستباز کی راستبازی سے انجام کار نجات پائینگے۔ جسکا قرآن کریم نے تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ کہکر ابطال کیا۔

پہر عیسائی یہہ بہی اعتقاد رکہتے ہین کہ حضرت مسیح علیہ السلام جیسا نیک بندہ اور رسول بلکہ عیسائیون کا خدا تمام عیسایونکی لعنتون سے ملعون ہوکر اور عیسائی قوم کی بدکاری۔ اور فسق و فجور اور گنہگاری سے گنہگار بنکر۔ عیسایون کا کفارہ ہوا۔!!!

ك یہہ وہ لوگ ہین جنکی نسبت آریون اور پادریون کا خیال ہی کہ اسلام بلکہ بادی اسلام کے معلم تھے اسلام نے اگر اقتباس کیا ہے۔ تو غور کرو کیسی جوہر شناسی اور کامل ہدایت کو کام مین لایا ہے کہوٹے اور کہرے ملے جلے جواہرات مین سے کہرے موتیون کو الگ کرنا کیا چہوٹا سا کام ہے؟ - غور کرو۔ ص

اسلئے

عربکے لوگ شرک مین ڈوبے ہوئے تہے اور شرک کی ذاتی لازم جہالت مین سخت مبتلا تہے۔ اور اُسکے نتیجہ باہمی اختلاف مین پہنسکر ایک دوسرے پر حملہ کرکے کمزور اور ذلیل اور مفلس بن رہے تہے۔ نہ انہین کوئی ہدایت نامہ تہا نہ کوئی قانون شراب خوری۔ قمار بازی۔ عزت اور فخر۔ اور بہادری کا نشان تہا۔ اور بس۔

تعصب۔ ہٹ۔ ضد۔ اور عداوت۔ گویا انکی فطرۃ ہو رہی تہی۔ ایسے وقت مین حضرت

خاتم الانبیاء۔ اصفی الاتقیا سید ولد آدم۔ فخر بنی آدم واعظ سعادت صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ ہدایت اور رہنمائی پر کمر باندہی اور ساتہہ ہی یہہ بہی دعوے کیا کہ مین اللہ تعالی کی طرف سے ملہم ہوا ہون۔ مین بہی اون سعیدون مین سے ایک ہون جنمین

آدم علیہ السلام۔ نوح علیہ السلام۔ ابراہیم علیہ السلام۔ لوط علیہ السلام موسی اور عیسی علیہم الصلوۃ والسلام تہے۔

انبیا کے قصے بار بار قرآن کریم مین پڑہکر لوگون کو یاد دلاتے کہ گذشتہ رؤساء اہل ایمان اور اعداء حزب شیطان کی تاریخ پڑہ لو۔

اِس پاک گروہ کے مخالفون کی تباہی سے عبرت پکڑو۔ اِن شریرون کے قصون کو پڑہ کر نصیحت حاصل کرو۔

یہی قصے میری راستی اور راستبازی کے آیات اور علامات یا بطور محاورہ معجزات اور خوارق عادات ہین۔

منکرو! جسطرح پہلے ہمیشہ بُرون کے مقابلہ مین انجام کار فتحیاب ہوتے رہے اور راستی کے دشمن یا انبیا علیہم السلام کے مخالف ہر زمانہ مین آخر شکست پاکر بے نام و نشان

ہوتے رہے ہیں ایسے ہی او دشمنون! حق کے مخالفو! میری مخالفت میں تم ذلیل اور خوار ہو جاؤ گے۔

حملہ آورون کے حملون کی خبر دی اور یہہ بھی بتا دیا کہ میرے مخالفو! اگر تم مجھہ پر حملہ آور ہوگے تو نتیجہ یہہ ہوگا۔

سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ[۱]

سورہ شعرا وغیرہ میں انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ان قصص کا بیان ہے جنہیں انبیا علیہم السلام کے ساتھہ انکے دشمنون کے مقابلون کا تذکرہ ہوتا ہے اور مخالفون کی بیہودہ تکذیب کا آخری نتیجہ اور دائمی ثمرہ بتایا جاتا ہے۔ اور پھر آخر میں ہر قصہ کے یون کہا جاتا ہے۔

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ[۲]

اسی سورہ میں حضرت نوح علیہ السلام کے اعدا نے جب نوح علیہ السلام کو یہہ کہکر وعظ سے روکا۔

لَئِن لَّمْ تَنتَهِ يَا نُوحُ لَتَكُونَنَّ مِنَ الْمَرْجُومِينَ[۳]

اُس وقت حضرت علیہ السلام نے بھی فرمایا اور اسطرح دعا کی۔

رَبِّ إِنَّ قَوْمِي كَذَّبُونِ فَافْتَحْ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ فَتْحًا وَنَجِّنِي وَمَن مَّعِيَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ[۴]

---

[۱] قریب ہے وہ وقت کہ میرے مخالفون کی جمعیت ہزیمت پاوے۔ اور پیٹھہ دیکر بھاگین۔
[۲] اس قصہ میں بے ریب ایک نشان معجزہ ہے اور اکثر نہیں مانتے۔
[۳] اگر تو اس منادی سے اے نوح نہ رکا تو تجھہ پر پتھراؤ کیا جاوے گا۔
[۴] اے میرے رب میری قوم نے مجھے جھٹلایا۔ تو میرے اور انکے درمیان فیصلہ کردے اور مجھے اور میرے ساتھہ والے ایمان والون کو بچالے۔

پہر جو نتیجہ نکلا اوس کا بیان ہے

فَاَنْجَيْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ثُمَّ اَغْرَقْنَا بَعْدُ الْبَاقِيْنَ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۱

اسیطرح اس سورہ شعرا مین قوم عاد کا جناب ہود علیہ السلام سے مقابلہ اور قوم ثمود کا حضرت صالح علیہ السلام سے جہگڑا - اور قوم لوط کا جناب لوط علیہ السلام کے مواخذے سے پچکان نہ دہرنا ایسی ہی طرز سے بیان ہوتا ہے -

سورہ مزمل مکہ معظمہ مین اُتری جب حضور علیہ السلام بظاہر نہایت کمزوری کی حالت مین تہے اور بظاہر کوئی سامان کامیابی کا نظر نہ آتا تہا - قران نے صاف صاف جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت فرمایا -

یہہ رسول اس رسول کی مثل ہے جو فرعون کیوقت برگزیدہ اور بنی اسرائیل کا ہادی بنایا گیا - جسطرح اُس رسول حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دشمن بے نام و نشان ہوگئے ایسے ہی اس رسول کے دشمن معدوم ہونگے -

اِنَّا اَرْسَلْنَا اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَا اَرْسَلْنَا اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا فَعَصٰى فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ فَاَخَذْنٰهُ اَخْذًا وَّبِيْلًا فَكَيْفَ تَتَّقُوْنَ اِنْ كَفَرْتُمْ ۲

اور جسطرح جناب موسیٰ علیہ السلام کی قوم دشمنون سے نجات پاکر فتحمند اور خلافت اور سلطنت سے سرفراز ہوئی - اسی طرح - ٹہیک اسی طرح - لا ریب ایسی طرح اس رسول کے اتباع بہی موسیٰ علیہ السلام کی اتباع کیطرح بلکہ بڑہکر ابراہیم کے موعود

---

۱ - پہر بچالیا ہمنے اسے اور اُسکے ساتہہ والون کو بہری کشتی مین اور غرق کردیا اُسکے پیچہے سب کو - لاریب اس قصہ مین ایک نشان معجزہ ہے -

۲ - ہمنے ہی بہیجا تمہاری طرف رسول نگران تم پر جیسے بہیجا تہا فرعون کو رسول پہر جب نافرمانی کی فرعون نے اس رسول کی تو سخت پکڑ لیا ہمنے اسے - پہر تم اگر اس رسول کے منکر ہوگے تو کیونکر بچوگے -

ملک بالخصوص اور اپنے وقت کے زبردست بادشاہ ہون پر علی العموم خلافت کرین گے

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِى الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِى ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ

آخر دیکہہ لو۔ اِس فطرت کے قاعدہ نے۔ اس الٰہی سنت یا عادۃ اللہ نے۔ ناظرین کو وہی نتیجہ دکہایا جو ہمیشہ اہل ایمان کے ساتہہ انکے بے ایمان مخالفون کے بیجا حملون کیوقت دکہائی چلی آتی ہے۔

ہمارے ہادی۔ بلکہ ہادی انام علیہ الصّلوۃ والسلام کی قوم مین۔ نہین نہین۔ آپ کے مولد ومسکن اور آپکے ملک مین آپکا کوئی دشمن نہ رہا۔ دشمن کیسے؟ انکے آثار بہی نہ رہے! مکہ معظمہ نہین۔ بلکہ جزیرہ نمائے عرب پر نگاہ کر لو تمام عرب آپکے خدام یا خدام کے معاہدین کی جگہہ ہوگیا۔

اللہ اللہ!!

جیسے آپ بے نظیر ہین ویسے ہی آپکی کامیابی بہی بے نظیر واقع ہوئی!۔

ناظرین!

ایسی کامیابی کسی ملہم کسی مدعی الہام۔ کسی پیغامبر۔ کسی مصلح۔ کسی رسول یا کسی بادشاہ کو کبہی ہوئی ہے؟ ہرگز نہین۔ کس مقتدا نے۔ کس بادشاہ نے۔ نام تو لو۔

ملہ۔ وعدہ دیچکا اللہ تعالےٰ ان لوگون کو تم مین سے جو ایمان لائے اور کام کئے انہون نے اچہے ضرور خلیفہ کر دیگا ان کو اس ملک مین مین (جیسا کا وعدہ ابرہیم ہوا) جیسے خلیفہ بنایا انکو جو ان سے پہلے تہے اور طاقت بخشیگا انہین اس دین پہیلانے کے لئے جو اللہ تعالےٰ نے انکے لئے پسند فرمایا اور ضرور ہی بدلدیگا انہین خوف کے بعد امن سے۔

ملہ۔ من قبلہم سے وہ قوم موسیٰ کی بنی اسرائیل مراد ہے جنکا ذکر۔ واورثنا القوم الذین یستضعفون مشارق الارض ومغاربہا التی بارکنا فیہا مین ہے۔

وحدت ارادی کی روح پھر الہامی دعوے کے بعد اپنی قوم مین اپنے ملک
مین - اوّلاً و بالذات اسطرح پھونکی ؟ - کسنے - بتاؤ تو سہی - اسطرح کی نئی زندگی بخشنے؟
کسکے وسیلے ایسی عملی طاقت ظہور مین آئی ؟ - مذہب لو! کسکا مولد آزاد دیکھتے ہو؟ -

حضور علیہ السلام نے نہ صرف اپنا ملک - بلکہ اپنے مورث حضرت ابراہیم علیہ السلام کا موروثی ملک آزاد کرا لیا! -

ہمیشہ حق کے مخالف اور متکبر - انبیا اور انکے غریب جان نثاروں کو ستاتے - اور انکے مقابلہ مین ظالمانہ صف آرا ہوتے ہین - پر آل کار وہی کمزور - اور مومن غالب ہوتے ہین سچ ہے -

۱ اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا لَا يَسْتَوُوْنَ

یاد رکھو

یہی ایک رحمت بخش **قانون** ہے جو سچائی کا معیار رہا - اور رہیگا - اور یہی تسلی دہ **معجزہ** ہے جسنے بھلائی اور برائی کو عام نظر کا آدمی بھی امتیاز کرسکتا ہے -

ہان فتح مندی اور کامیابی کا **تاج** لینے کے واسطے - استقامت - حسن ظن - وفاداری - راستی - اور کوشش - **شرط** ہے

۳ اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا -

۲ اَلظَّآنِّيْنَ بِاللّٰهِ ظَنَّ السَّوْءِ عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ -

---

۱ - کیا جو مومن ہے وہ فاسق کا سا ہوسکتا ہے نہین وہ برابر نہین - پ ۲۱ - سورۃ السجدہ ۵
۲ اسکی نسبت بدظن کرنے والے - انکی نسبت سخت سزا کا فتوے ہے - اور ان پر اللہ کا غضب پڑا -
۳ یقیناً وہ لوگ جنہون نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر وہ پکڑ رہے انپر فرشتے اترتے ہین کہ خوف نہ کرو اور غم نہ کہا - پ ۲۴ سورۃ حم سجدہ - ع ۱۸ -

۵۱ وَظَنَنْتُمْ ظَنَّ السَّوْءِ وَكُنْتُمْ قَوْمًا بُورًا۔

۵۲ وَذَٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِي ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ أَرْدَاكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ مِنَ الْخَاسِرِينَ۔

۵۳ أَوْفُوا بِعَهْدِي أُوفِ بِعَهْدِكُمْ

۵۴ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ

۵۵ وَأَنْ لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ وَأَنَّ سَعْيَهُ سَوْفَ يُرَىٰ

یہہ ایک مختصر تذکرہ ہے جو گذشتہ واقعات پر مبنی ہے جس کی شہادت آثار باقیہ اور تواریخ صحیحہ سے ظاہر ہے۔

یہان۔ انڈیا مین ہمارے مورث آے۔ استقامت۔ باہمی اعتماد پر حسن ظن۔ وفاداری۔ صداقت۔ اور سعی۔ اور سعادت کا مخزن توحید الوہیت اور جزا اور سزا کا مستحکم مسئلہ اور ایمان بالملائکہ اور ایمان بما انزل اللہ اور ایمان بالانبیا کا پاک اعتقاد جو تمام نیکیون کا منشا ہے۔ اور تقدیر کا نہایت سچا مسئلہ جو تمام بلند پروازیون کا چشمہ ہے۔ اور مروت شجاعت ہمت عدل۔ اور اخلاص۔ یہہ ساری صفات فاضلہ اپنے ساتھ لائے انکا ظاہر و باطن ایک تھا جیسا ایمان۔ اور اخلاص رکھتے تھے

۵۱۔ اور تم نے برا گمان کیا۔ اور تم کہپ جانیوالے لوگ ہوگئے۔ پ۔ ۲۶۔ سورہ فتح۔ ع۔ ۹۔

۵۲۔ اور اُسی گمان نے جو تمنے اپنے ربّ کیا تمہین ہلاک کیا پہر تم زیانکار ہوگئے۔ پ۔ ۲۴۔ سورہ حٰم سجدہ۔ ع۔ ۱۷۔

۵۳۔ میرے عہد کو پورا کرو مین تمہارے عہد کو پورا کرون گا۔ پ۔ ۱ سورہ بقرہ۔ ع۔ ۵۔

۵۴۔ اے مومنو اللہ سے ڈرو اور صادقون کا ساتہہ اختیار کرو۔ پ۔ ۱۱۔ ع۔ ۴۔

۵۵۔ انسان کا بہرہ وہی ہے جو اوس نے کمایا۔ اور اُسکی کمائی دیکہی جاوے گی۔ پ۔ ۲۷۔ سورہ نجم۔ ع۔ ۷۔

ویسے ہی کامیاب بھی ہوتے رہے۔

مگر انکی اولاد نے اپنے آباء کے اقتدا بین سستی کی۔ بزرگون کی چال نچلے۔ بلکہ حسب

فَخَلَفَ مِنۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ۔ [۵۱]

حرص وہوا کے پیچھے پڑے تب انکو حسب الٰہی وعید۔

فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا [۵۲]

بت پرستون کے رسوم اور عادات لینے کی سزا ملی جس کو آج تم او مسلمانو! دیکھتے ہو۔ اور سنتے ہو۔ اگر قلب سلیم رکھتے ہو تو فکر کرو۔

البتہ ان بین نہایت نیک اور باایمان بہی تہے۔ اور ہین۔ الا عام گروہ نافرمان ہوا۔ پہلون کو ان نافہمون کے ساتھہ ملا جلا رہنے اور علیحدہ نہو نیکے باعث بدون کی سزا کا حصہ دار ہونا پڑا۔ اور کیونکر شریک نہوتے؟۔

لَا تَرْكَنُوْا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ۔ [۵۳]

کی ممانعت پر انکا ہی عمل درآمد رہا۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنَّا۔ [۵۴]

۵۱۔ پھر اُن کے بعد ایسے جانشین پیدا ہوئے جنہون نے عبادت الٰہی کو ترک کیا اور خواہشات کے پیچھے لگ گئے
۵۲۔ جلدی وہ سزا کو پہونچینگے۔ سورہ مریم۔ پ ۱۶ - ع ۷۔
۵۳۔ ظالمون کی طرف نہ جھکو کہ تمہین آگ چھوئے گی۔
۵۴۔ اے خدا تو معاف کرنیوالا ہے۔ عفو کو دوست رکھتا ہے۔ ہمسے درگذر فرما۔

ہان - ان اللہ تعالےٰ کے ان پیارے بندون نے اپنی قوم کے نافرمانون کا ساتہہ کیون نچھوڑا ؟ - کیون ایسے لوگون سے الگ نہوئی ؟ - غالبًا قوم کی خیرخواہی - اُنکی بہلائی کے خیال سے مگر ہدایت نامہ قوم کے پاس تہا - اور کم و بیش اسپر عملدرآمد بہی تہا - پاک کتاب کی زبردست تاثیر کبہی کبہی غافل سست قوم کو جگاتی رہی سلئے انمین اللہ تعالےٰ کے پیارے رستباز - اولیاء کرام - علماء عظام - وعظ حق پیدا ہوتے رہے - اور بقدر استعداد و ہمت سچائی کو پہیلاتے رہے - اور ان کے مجاہدات - دعاؤن - خلوص - اور توجہ کی برکات سے اپنے بیگانے متنبہ ہوتے رہے - اور ان پاک لوگون کی کوششین مثمر ثمرات ہوئین والحمد للہ رب العلمین -

ہندستان کی بُت پرستی - ہندون کا دور از عقل قصص کو بیہودہ سے بہی زیادہ مقدس جاننا - دنیا سے مخفی نہین - اور ان دونون مہلک مرضون سے جو بد نتائج ظہور مین آئے اُنسے دیانندی پنتہہ کو بہی انکار نہین -

توحید الوہیت - اور اعلے درجہ کے علوم - اتفاق - یکتائی کے حاصل کرنے مین یہی دونون - (۱) غیر اللہ کی پرستش - (۲) خیالی جہوٹے افسانون پر یقین کرنا بڑی روک ہوتے ہین - میرے پیارے بہائی مسلمانو ! - یہی دونون آفتین اب تمکو دامنگیر ہوگئین - اور یہی دونون برباد کن اسباب جو مشرکون اور یہود دونکی بدولت تمہاری سوسائٹی مین در آئے تہین اُنکے ساتہہ ہی لے ڈوبے -

عاقبت اندیشی کرو ! - اللہ تعالےٰ کا خوف کرو ! - مشرکون یہودون کی شاگردی سے توبہ کرکے - اور قرآن کریم - اور حدیث نبی رؤف الرحیم کا اتباع اختیار کرکے دیکہہ لو ! جیسے کہ اس اتباع سے تمہارے اسلاف - دین و دنیا کے سلاطین - اور امراء خلفا بنگئے

ویسی ہی تم ہی بناؤ گے - یاد رکھو! - نصرانیت - دہریت - یہودیت - شرک کے اجتماع سے جنسے اب تمہارے اکثر کالجیئیر زمرکب ہین - کبھی بھی تم کامیاب نہو گے!-

غرض

ان باہمت ارواح مقدسہ کے قوی اثر سے ہند مین ہمیشہ اسلام پہیلتا رہا۔ نہ جیسے ہمارے بعض **طلیق اللسان** لکچرارون کا بیان ہے - کہ اسلام ہند مین بجبر داخل ہوا - ! - زمانہ حال کا تذکرہ ہے کہ مولوی **شیخ عبید اللہ** صاحب کی ہمت نے ایک تحریک کی جسنے صدہا اپنے اور بیگانے - بیدار ہوگئے - بلکہ مخالفون کی تعلیم یافتہ سوسائیٹی - بلند آواز سے پکار اُٹھی کہ **بُت پرستی - اور لغوافسانے بے ریب تباہی کا موجب ہین** "- مولوی صاحب کا ایک بڑا مکذب اپنا قدیمی طرز ترک کرکے - دیانندی عالیجنابون مین آ داخل ہوا مگر ترقی ہمیشہ بتدریج ہوا کرتی ہے اور ان نئے جاگنے والون کو پوری راستی پر پہونچ جانا شاید اسلئے ہی نصیب نہ ہوا - کہ قومی تعلقات اور انواع و اقسام کی جسمانی ضرورتون نے یکدم قوم سے علیحدگی کی اجازت ندی - **برہمو** مذہب والون نے آریہ سے زیادہ جلدی قدم اُٹھایا - بہ نسبت آریہ کے بہت کچھ اسلام قریب آگئے - او آریہ برہمو نکسے ساتھ اس لئے ہی شریک نہوئے کہ ذات پات کا امتیاز جو بدظنی - تکبر - اور باہمی تنفر - کا منشا ہے اور بنی نوع کے اتحاد مین سخت خلل انداز ہے - چھوڑ نہ سکے - بلکہ مین کہتا ہون - دفعی جذب اسواسطے ہی نصیب نہوا - کہ دل صرف اللہ تعالے کا طالب نہ تھا - دنیوی آسایش اور نیشنیلٹی کا خیال قوۃ ایمانیہ پر غالب آگیا - ایسے ہی اسبابنے نور فطرت و سلیم کانشنس کی بنیائی کو دُھندلا کردیا - اور آخرت یا

پیچھے آنیوالی حالت پر دنیا یا موجودہ خیالی راحت کو ترجیح دیدی !

سبحان اللہ !!!

کسی زمانہ مین آخرت کو دنیا پر ترجیح تہی - اور دنیا ایک فانی اور محض خواب خیال سمجہی جاتی تہی - اور اب اس زمانہ مین نوجوان کا لجیٹر ون اور انکے ہم خیال لوگون مین عام طور پر یہ دیکہا جاوے (الا من عصمہ اللہ) تو صرف چند روزہ دنیوی آسایش ہی نجات اور آرام کی جگہہ ہے ! - ان نئے جاگنے والون نے **قصہ مختصر** اسلام کے قریب آتے آتے روگردانی اور اجتناب کیا - معلوم ہوتا ہے - اور یقینًا ہے بہی یون ہی کہ کسی شریر کی یہہ خواہش -

اَنْظِرْنِیْۤ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ[۱]

منظور ہوگئی - اس منظوری مین کیا حکمت ہے ؟ - یہہ ایک جدا بحث ہی اور یہہ بیان بالکل سچ ہے کہ اُسے کہا گیا -

اِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ[۲] -

مگر تعجب ہے !

اس گروہ نے جس کتاب کو کامل ہدایت نامہ یقین کیا اسکے پورے سمجہنے والے پنجاب کے منتہا تک نظر کرو کہین نہ ملین گے - وید کی سنسکرت کی عبارت بہی نہین پڑہ سکتے - مگر یہہ کہے جاتے ہین کہ ہماری ہی کتاب تمام علوم اور فنون کی معلم اور استاد ہے - ثبوت پوچہئے - تو کیا ہوگا - ! -

اِس کتاب کے وجود سے آریہ کے ماسوا اور بلاد کے لوگ واقف بہی نہ تہے ہند سے کس ملک مین وید کا ترجمہ پہونچا ؟ - آریہ صاحبو ! - کوئی مستحکم دلیل چہوڑ ناقص شہادت ہی پیش کرو

---

۱ - مجہکو بعثت کے دن تک مہلت دے -

۲ یقینًا تجہے وقت معلوم کے دن تک ڈہیل دی گئی -

مسلمانو!

اس حملہ کا باعث جو آریہ جماعت۔ اسوقت مسلمانو نپر کر رہی ہے اور اس تنفر کا موجب جو آریہ نے ظاہر کیا ہے۔ صرف آریہ ہی نہین۔ بلکہ تمہاری غفلت اور اپنی پاک کتاب کی خدمت مین علمی اور عملی طور پر بے پروائی ہی اسکی **علت** ہے۔ تمنے اپنی پاک کتاب کو طاق نسیان پر رکھدیا۔ جسکا وبال تمپر یہ پڑا کہ تمہارے کئی فرقے ہو گئے۔ مین مانتا ہون کہ یہود اور عیسائیون کا سا تمہارا حال نہین۔ تمکو باہم **الفت** بہی ہے۔ مگر نہ ایسی جیسی چاہئے۔ اہل کتاب کا نمونہ دیکھہ لو۔!

اللہ تعالے انکے حق مین فرماتا ہے

وَمِنَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّا نَصَارَىٰ أَخَذْنَا مِيثَاقَهُمْ فَنَسُوا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوا بِهِ[۱] فَأَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ۔

سوچو اگر انہین اتفاق ہوتا تو تمام دنیا پر جو چاہتے کرتے۔ مگر جرمن سے فرانس۔ روس سے انگلستان کو جو کچھہ کہٹکا ہے ظاہر ہے۔ باانیکہ سب عیسائی ہین! مسلمانو! تمہارا مالک رازق اللہ ایک۔ تمہاری کتاب ایک تمہارا رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم جیسا ایک۔ عیسائی تین کے بندے ہین۔ آریہ چار کتابون کے متبع۔ انمین اختلاف ہوتا تو ہوتا۔ ہم مین ایسی وحدت کے ہوتے اتنا تفرقہ بہی کیون ہوا ؟۔

الحاصل

مشرکون سے نکلتے توحید کی طرف آتے ہوئے گروہ۔ بلکہ یون کہئے اسلام کے قریب آنیوالے دیانندی پنتہہ کو جب مختلف اسباب سے رکاوٹ ہوئی۔ اور وہو کہ مین

[۱] - اور ان لوگون مین سے جنہون نے کہا ہم نصرانی ہین۔ ہمنے پختہ اقرار انکا لیا۔ اس یاد دلائی گئی بات پر عمل کرنا بہول گئے۔ پہر ہمنے ان مین عداوت اور بیر کو مُرکا دیا۔

مبتلا ہوئے۔ تو اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے ان مین کے سعید ونکو غلطی سے بچنے کے لئے
حضرت میرزا غلام احمد صاحب مجدد کو پیدا کیا۔ اور انہین توفیق دی کہ آریہ۔ اور انکے
سوا جسقدر اسلام کے مخالف ہین ان سب کو موجہ اقوال سے سمجھاوین۔ اور مغالطات کے
مواقع سے انہین آگاہ کرین۔ حضرت میرزا صاحب نے اس مقصد اعلےٰ کی ابتدائی تحریک کے
واسطے ایک کتاب لکھی اور اسکا نام **براہین احمدیہ** رکھا۔

اللہ تعالےٰ کے سامان قدرت کو دیکھو غافل قوم کے جگانے کو کیا تدبیر نکالی! اس
کتاب کی تکذیب پہ ایک پولیسمین کھڑا ہو گیا۔ الحمد للہ تعالےٰ۔ اس مکذب نے تمام مباحث
ضروریہ کو اکٹھا جمع کرنا شروع کر دیا۔ آریہ کے عام مذہب ہین گو۔ **کاسہ لیسی** اور جوٹھا کھاتا
ہے مگر اس شخص نے تمام عیسایون اور پادریون کے اعتراض ہی لے لئے۔

اسواسطے

عیسایون کے ایک بفارمر نور افشان نے تکذیب کی مدح مین کہی صفحے سیاہ کئے ہین
ایک جگہہ لکھتا ہے۔

"تکذیب براہین ایسی دل چسپ ہے جب اسے ابتدا سے دیکھنا"
"شروع کرو تو دل یہی چاہتا ہے کہ آخر تک دیکھہ بیجاوے"۔

سبحان اللہ کیا سچ ہے!

اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ اُوْتُوْا نَصِیْبًا مِّنَ الْکِتٰبِ یُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ
وَیَقُوْلُوْنَ لِلَّذِیْنَ کَفَرُوْا هٰۤؤُلَاۤءِ اَهْدٰی مِنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سَبِیْلًا

سل۵۔ دیکھو توان کتاب والون کو یقین لا رہے ہین ساتھہ بدکارون۔ اور نافرمانون حد سے نکلنے والون کے۔ اور منکرون کو کہتے ہین۔ یہ اسلامیون اور مومنون سے زیادہ ہدایت یافتہ ہین۔

اگرچہ عیسائیوں مین ایسے منصف بھی ہین جنمین سے ایک نے مجھے لکھا ہے

"تکذیب کے ریویو سے اتفاق صرف صاحب ریویو کے سے مزاج والونکا ہوگا"

"تکذیب براہین کو سنہ دیکھہ چکا ہے بجز یا وہ گوئی کے میرے ہاتھہ تو کچھہ نہین آیا مان"

"کوئی فحش سیکھنا چاہے تو اچھی کتاب ہے۔ عیسائی اعتراض بہم پہونچا کر۔ اپنی لیاقت"

"ضرور جتائی ہے ایسے مباحثہ سے چکلی کی کہانیان اچھی ہین"۔

خاکسار نے

جب اس کتاب تکذیب کو دیکھا تو وہ کل تکذیب یاد آگئے جو آدم سے لیکر ہمارے ہادی (فداہ ابی وامی صلی اللہ علیہ وسلم) تک آپکے اور آپکے سچے اور نیک فرمانبردارون کو جان نثارون کے مقابل گذرے۔ مگر وہی الٰہی سنت اور خدائی قاعدہ کہ انجام کار اہل ایمان اور راستباز ہی فتحیاب ہوتے ہین میرے واسطے جان افزا۔ راحت بخش ہوا۔ ہمارے ہادی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو باری تعالےٰ فرماتا ہے۔

وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّن قَبْلِكَ فَصَبَرُوا عَلَىٰ مَا كُذِّبُوا وَأُوذُوا حَتَّىٰ أَتَاهُمْ نَصْرُنَا وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِ اللَّهِ وَلَقَدْ جَاءَكَ مِن نَّبَإِ الْمُرْسَلِينَ

اور جگہہ جب حضور علیہ السلام تنہا مکہ معظمہ مین تھے تو فرماتا ہے کہ اپنے مخالفون اور ہجا حملہ آورون۔ نافہم مکذبون کو سنادے۔

سِيرُوا فِي الْأَرْضِ ثُمَّ انظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ

۱ے بیشک جھٹلائے گئے رسول تجھہ سے پہلے۔ پھر صبر کیا انھون نے تکذیب پر اور دکھہ دئے گئے یہانتک کہ آئی انکے پاس مدد ہماری۔ اور اتہی باتین کوئی نہین بدل سکتا۔ اور تیرے رب آچکی تجھے خبر پہلے رسولون کی۔

۲ے زمین مین سیاحت کرو پھر دیکھو جھٹلانے والون کا انجام کیا ہوا۔

کوہی دیکھ لے۔ جو حالت انبیا علیہم السلام کے مکذبون کی ہوئی اسٹے بڑھکر ہمارے حضور علیہ السلام کے نافہم مکذبون کی ہوئی۔ جہاں سے مکذبون نے آپ کو نکالا وہان سے خود ہی ابد الآباد کے واسطے نکل گئے۔ سچ ہے والعاقبۃ للمتقین۔

حضرت میرزا صاحب خاتم الانبیا اصفی الاصفیا صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے خادم اور اسلام کے باخلاص حامی اس زمانہ کے مجدد وملہم ہین۔

بیٹھے چاہا (اور خدا کے فضل سے یقین ہے کہ میری نیت کا ثمرہ مجھے ضرور ملیگا)۔ کہ رستبازون کا ساتھ دون اور انکے انصار سے بنون۔ اسلئے براہین کی تصدیق پر کمر ہمت کو چست باندھکر اس رسالہ کو لکھا۔

وانما الاعمال بالنیات۔ وانما لامرأ مانوے۔ اللہم وفقنی لما تحب وترضی وانت حسبی ونعم الوکیل۔

تکذیب صفحہ اول۔ "انسانیت سے باہر آزادی مبدأ فساد ہے اصل مین وہ آزادی نہین بلکہ آواگون کی بنیاد ہے۔"

مصدق براہین۔ بے ریب انسانیت سے باہر کی آزادی مبدا فساد ہے۔ وہ آزادی نہین۔ بلکہ انواع واقسام کے سزاؤن کی موجب اور تکالیف کی باعث ہے لیکن آریہ دیانندیو! بتاؤ تو سہی تمہارے اعتقاد کے بموجب کبھی کوئی انسان اس آزادی اور مبدأ فسا د آزادی سے پاک بھی ہوا یا نہین؟۔ بتاؤ وید کا کوئی قاعدہ ہے جسپر عمل کرنیسے کوئی شخص ابدی نجات پاسکتا ہے؟ اور تمہاری مقدس کتاب نے ہی مخلوق کو کوئی ایسا ذریعہ بتایا ہے جس سے انسان آئیندہ آواگون سے بچ جاوے؟۔ مکذب کی کتاب صفحہ نمبر ۲۲ مین ہے "محدود ارواح کے اعمال محدود ہین۔ اور محدود اعمالون کا نتیجہ بے حد نہین ہو سکتا"۔

اسواسطے (بطور دیانندی پنتھہ)

نجات ابدی روح حاصل نہین کرسکتی - اور نہ ابدی دُکھہ بھوگ سکتی ہے - اور یہہ بھی آپ لوگونکا اعتقاد ہے -

"مہان پرلے کیوقت (جب مرکبات کے اجزا الگ الگ ہوجاوینگے اور اجزا کا باہمی تعلق" "ٹوٹ جائیگا) بیج انکریا تر (بقدر تخم) اعمال اور بُرائی اعمال کے ارواح مین محفوظ" "رہتی ہے اور اسی مقدار اعمال سے مہان پرلے کے بعد جاندار اشیا کا پیدا" "ہونا شروع ہوجاتا ہے" -

یاد رہے - ایسے مہان پرلے کا وجود صرف خیالی ہے دیانندیون کے پاس کوئی اُسکی دلیل نہین -

مکذب !

تمہاری تحریر اور دیانندیون کی تقریر سے صاف واضح ہوتا ہے - کہ اس مبدا فساد اور لوگون کی محکم بنیاد کا حامی - صرف آپکا خیال یا اعتقاد ہے - اور اسی بُرے اعتقاد کا ثمرہ ہے - جو انکو اُس **مذہب** سے سخت بغض ہورہا ہے - جسمین **ابدی نجات** اور **دائمی** آرام کو جو روح کا اصلی تقاضا اور سلیمہ فطرت کا منشا ہے تسلیم کیا گیا اور جس مذہب نے ایسی یاس اور قنوط کو کفر کہا ہے اُسکے مقابلہ مین آپ سر توڑ کوششین کررہے ہین - اور اموال کو خرچ کرتے ہین ! - اگرچہ مجھے یہہ صدا آرہی ہے ؎

سَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ

اور اس مال کے خرچ کرنے پر یہہ آلہی وعید اُسکے انجام کی خبر دے رہا ہے -

---

ف ان ظالمون کو پتا لگ جائیگا کہ کیسی گردش ان پر آنے والی ہے -

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوا عَن سَبِيلِ اللَّهِ فَسَيُنفِقُونَهَا ثُمَّ تَكُونُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُونَ [1]

تمام سلیم الفطرتون کا اعتقاد ہے - جب ارواح اللہ تعالے کے رحم یا عدالت یا دونون سے بری الذمہ اور غیر مجرم ٹھہرین گے - یا جب ارواح اپنے اعمال بد کی سزا الٰہی عدالت سے پا چکین گے - تو وہ نجات پا کر اعلے درجہ کی نیکی - حمد اور ثنائے الٰہی مین مشغول رہین گے اور ہمیشہ فرمانبرداری کرینگے اور چونکہ نیک اعمال کا نتیجہ ہمیشہ آرام ہی ہوتا ہے اسلئے وہ ہمیشہ کے آرام اور سدیو کال کے آنند مین مسرور ہونگے -

غیر محدود زمانہ مین - اُنکے محدود اعمال کا نتیجہ - یا انکے ان غیر محدود اعمال کا ثمرہ جن کو وہ غیر محدود زمانہ مین کرتے رہین گے - اللہ تعالے کے فضل سے ابدی نجات اور بے انت سکھ ہوگا ! آپکے پاس کونسی دلیل ہے کہ محدود اعمال کا نتیجہ غیر محدود آرام نہین ہو سکتا ؟ - کیا فضل الٰہی محدود ہے ؟ غیر محدود نہین ؟ یا اسمین کمی ہے ؟ - بطور آپکے بھی مین اس مشکل کو حل کر دیتا ہون کیونکہ یہان فضل کا بیان ہے - آپنے مذہب کے صفحہ دو سو بتیس [۲۳۲] مین اعمال محدود کے عوض غیر محدود نجات کا ملنا - اسنبھو یا محال کہا ہے - حالانکہ یہ صرف آپکا دعوے ہے جو دلیل نہین کرتا اور آپنے محدود کا مونکا پھل غیر محدود ملنا اپنی عقل سے جسکو آپنے سلیم مان رکھا ہے پسند نہین کیا - حالانکہ روح کا تقاضا یہہ نہین - حل اشکال یون ہے - نیک اعمال کا نتیجہ اللہ کے فضل سے وہ آرام ہوگا جسکو اہل اسلام جنت [2] تم لوگ خوشی کا مقام کہتے ہو -

وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي أُورِثْتُمُوهَا بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ -

---

[1] جو لوگ اپنے مالون کو اسلئے خرچ کرتے ہین کہ اللہ کے رستہ سے روکین سو وہ خرچ کر کرینگے پھر آل کار پشیمان ہو کر مغلوب ہو جاینگے سورہ انفال سپارہ - ۹ - رکوع ۱۸ -

[2] اور یہی وہ جنت ہے جسکے وارث اپنے اعمال کے سبب تم ہوئے - سورہ زخرف - سپارہ ۲۵ - رکوع ۱۳ -

انسان کو بلحاظ انسانیت ضرور ہے اپنے خالق اپنے رازق اپنے محسن رحیم اور کریم مالک کی حمد اور ثنا کرے اور اسکے شکریہ مین مشغول رہے۔

اور اُسکے بعد

تمام خلق سے عموماً اور ابنا جنس سے خصوصاً پیار اور محبت کرے اور بنی نوع سے برادرانہ برتاؤ سے پیش آوے۔ اور بغض و کینہ سے پاک رہے۔ قرآن کریم پر نظر کرو ہمین اہل جنت کی نسبت کیا تذکرہ ہے۔ اور اُس آرامگاہ مین پہنچنے کے بعد کیسی صلح آمیز اور باامن انجمن کا ذکر فرماتا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ يَهْدِيْهِمْ رَبُّهُمْ بِاِيْمَانِهِمْ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝ دَعْوٰىهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ [1]

وَسِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا حَتّٰۤى اِذَا جَآءُوْهَا وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ ۝ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَآءُ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ۝ [2]

جنت مین باہمی تعلقات کیسے ہونگے۔

---

[1] تحقیقاً جو لوگ ایمان لائے اور اچھے عمل کئے اُنکا رب اُنہین راحت کی جنتون مین لے جاویگا جن کے نیچے نہرین بہتی ہون گی۔ اُنکی پکار اُن (جنتون) مین یہ ہوگی اے اللہ تو قدوس ہے! ۔ اور اُنکی باہمی دعا و سلام کی باتین امن اور سلامتی ہونگی۔ اور آخری پکار اُن کی یہہ ہوگی کہ اللہ رب العلمین کی حمد ہو!۔

[2] جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے ہین جنت کو گروہ گروہ مین اُنہین لے چلینگے۔ جب اُسکے پاس آوینگے اور اُسکے دروازے کھولے جاوینگے جنت کے نگہبان اُنہین کہینگے تم پر سلامتی ہو تمنے پاک زندگی بسر کی تو اب ہمیشہ ہمیشہ کیلئے اسمین داخل ہو۔ اور وہ (بہشتی) کہینگے اللہ کی حمد ہے جس نے اپنا وعدہ ہم سے سچا کیا اور اس زمین کا وارث ہمین بنایا۔ اس جنت مین جہان ہم چاہتے ہین ٹھکانا بنا لیتے ہین عاملون کا اجر کیا ہی خوب ہے!۔

وَنَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِیْنَ لَا یَمَسُّهُمْ فِیْهَا نَصَبٌ وَّمَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِیْنَ

مسلمانو! کیا تم اسی دنیا مین اسلام کی برکت سے اَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا کے مخاطب نہین ہوچکے؟ اب تمکو کیا ہوگیا؟ کیا بغضبا عدا تو نہین ہوگئے؟ غور کرو ما ہم عنہا بمخرجین کا جملہ دوام نجات کا مثبت ہے اور جس آیۃ کو مکذب نے تکذیب کے صفحہ ۲۲۰ مین لکھا ہے اسکا جواب موقع پر دینگے یہان اتنا یاد رہے اس السمٰوٰت کا الف ولام جو آیۃ مادامت السموات والارض مین ہے خصوصیت کے معنے دیتا ہے۔ یعنے جنت کے سموات اور والسموات مطویات کے الف ولام سے دنیا کے سموات مراد ہین جو فنا ہوجائین گے دیکھو آیۃ یوم تبدل الارض غیر الارض والسموات مطویات وبرزوا للہ الواحد القہار۔

تکذیب براہین صفحہ نمبر ۳۰۲۔ قرآن کریم کی پڑا نی۔ تمام الخ۔

مصدق براہین۔ ناصحانہ گذارش پرداز ہے۔ مکذب براہین! اپنی بے باکی کے نتائج پر جو آپکے دور از اخلاق کلمات مین سلیم کانشنس یا بے تعصب فطرۃ کے ساتھ یا غضب اور طمع سے ذرہ الگ ہوکر نظر ثانی کرکے دیکھئے۔ اور زیادہ نہین ہو وقت بقدر امکان راستی اور راستبازی کی خوبی آپکے مدنظر رہے۔ پھر کہتا ہون۔ منصفانہ نگاہ سے دیکھئے قرآن کریم مناظرات اور مباحثات کیوقت کیا پسندیدہ طرز سکھاتا ہے۔ اور تہذیب و شرافت سے کام لینے کے فواید کیسی حکیمانہ تدبیر سے بیان فرماتا ہے۔ مکذب! آپ اپنی بناوٹ سے بے ریب کسیقدر معذور ہین۔ مگر انسانی ملکی قوے سے اللہ کریم نے آپکو بالکل محروم

سلہ اُن (اہل بہشت) کے دلون مین کوئی (دنیوی) بغض تھا بھی ہوگا تو ہم اُسے نکال ڈالین گے (وہان) وہ بھائی بنکر جو کیون پر آمنے سامنے بیٹھینگے وہان انہین کوئی دکھ درد نہوگا اور نہ وہ نکالے جائینگے۔ سورۃ حجر۔ سپارہ ۱۴ رکوع ۴

نہین رکہا۔ پس آپ پر فرض ہے کہ اُنسے بہی کام لیا کرین اللہ کریم نے اگر چاہا۔ آہستہ آہستہ بتدریج وہ قوی ہوجاوین گے ؛

انسانی گروہ کمزور ہے۔ ہمین ایسے بہی گذرے۔ جو۔ کلوخ انداز را پاداش سنگ است کا فتوے دیگئے۔ مین انکے کہے پر عمل کرتا تو بدلہ مین گالی گلوچ کی مجہے بہی اجازت تہی مگر قران کریم نے میری دستگیری فرمائی جہان فرمایا۔

ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ وَمَا يُلَقَّاهَا إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا وَمَا يُلَقَّاهَا إِلَّا ذُو حَظٍّ عَظِيمٍ [۱]

غور کرو قرآن کریم کی تہذیب کیسی ہے۔ ٹہوکر کہانے کے اسباب ہین جو بغض آلود دل کی راہ مین بکثرت موجود ہین۔ پر انصاف اور راستی بہی اگر کوئی مثمر برکات ہے تو حق کہنے لینے مین بہی کوئی روک نہین ؛

دنیا مین بسبب **اختلاف** مذاہب اور عادات کے بے شک وریب یہہ مرض پہیلا ہوا ہے کہ ایک مذہب کا پابند دوسرے مذہب والے کو بُرا نہین بہت ہی بُرا کہتا ہے۔ اپنے مذہب اور اپنے مذہب والون کے سوا دوسرے مذہب اور دوسرے مذہب والون مین کسی خوبی کا وجود تسلیم نہین کرتا۔

شدت غیظ و غضب مین۔ غالب اشخاص ہمیشہ اپنے مقابل کو یہی کہتے ہین تو کچہہ راہ پر نہین"۔ افسوس ہے۔ کئی مسلمانون نے بہی باہمی جہگڑون مین بخلاف حکم قرآنی یہی طرز اختیار کر رکہا ہے! ۔ مگر قرآن اسلامیون کو اعلے درجہ کی **مُرَبلیٹی** اور **رَوَاداری** سکہانے کیواسطے

[۱] تو بُری بات کو نیک بات کے عوض مین ٹال دے۔ تب جلد تیرا دشمن بہی دلی دوست ہوجاویگا۔ اس کام کا ذمہ اٹہانا بڑی برداشت والون کا کام ہے۔ اور ایسے بڑے حظ والے اختیار کرتے ہین۔ سورہ حم سجدہ۔ سپارہ ۲۴ رکوع ۱۹

اوّل۔ یہود۔ اور عیسائیون کے اُس بُرے برتاؤ کو بیان کرتا ہے جو ہٹ اور ضد اور جہالت کا لازمہ ہے۔ کیونکہ اسلامی تعلیم کے وقت بھی دونون قومین مدعی اتباع کتاب اللہ اور مدعی علوم حقہ ابتدائً جناب خیرخواہ انام علیہ التحیۃ والسلام کے سامنے موجود تھین جس سے غرض یہ ہے کہ پیروان قرآن کریم بلکہ خواہشمندان راستی اور راستبازی اُس بُری طرز سے محفوظ رہین۔

وَقَالَتِ الْيَهُودُ لَيْسَتِ النَّصَارٰى عَلٰى شَيْءٍ وَّقَالَتِ النَّصَارٰى لَيْسَتِ الْيَهُودُ عَلٰى شَيْءٍ وَّهُمْ يَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ؕ

یہود نے کہا عیسائی کچھ راہ پر نہین اور عیسائیون نے کہا یہود کچھ راہ پر نہین۔ حالانکہ ممکن ہے بلکہ واقعی یون ہے کہ عیسائیون مین بہت سی خوبیان ہون۔ پس یہود کا عام طور پر یہ کہنا کہ عیسائی کچھ راہ پر نہین غلطی اور ناسمجھی ہے۔ ایسا ہی ممکن ہے بلکہ واقعی ہے کہ یہود مین کچھ بھلائی بھی ہو۔ پس عیسائیون کا علی العموم یون کہدینا کہ یہود کچھ بھی راہ پر نہین بڑی ناسمجھی اور بے انصافی ہے۔ غرض علی العموم کسی مذہب کو یون کہدینا کہ وہ بالکل ہی بھلائی سے مبرّا ہے۔ کوئی علمی بات نہین۔ اسواسطے قرآن اور اُسکے لانیوالے محسن خلق نے یہود اور نصارا کی مقدس کتابون کو جہان یاد کیا بڑے انصاف اور راستبازی سے یاد کیا مدح کے الفاظ بولے۔

إِنَّآ أَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا هُدًى وَّنُوْرٌ۔

ملہ اور یہود کہتے ہین نصارے کچھ بھی نہین اور نصارے کہتے ہین یہود کچھ بھی نہین۔ حالانکہ وہ کتاب (مقدس) کو پڑھتے ہین اور نادان ایسا ہی کہا کرتے ہین سورہ بقرہ۔ سیپارہ (۱) رکوع ۱۴

ملہ ہمنے توریت اتاری اُسمین ہدایت اور نور ہے۔

وَاٰتَیْنٰہُ الْاِنْجِیْلَ فِیْہِ ھُدًی وَّنُوْرٌ [1]

یاد رہے- تمام قران اور صحیح احادیث مین توریت- انجیل اور مجوسیون کی مقدس کتب کی اہانت کا نام ونشان نہین باآنکہ ان مین انواع واقسام کا تبدل اور تغیر اور ازدیاد ہے- بلکہ تمام دنیا کے مقدس کتابون کی نسبت ایسا اشارہ بھی نہین کیا جسکی نسبت خلاف ادب کا وہم بھی کرسکین- حالانکہ اسوقت بہت سی کتابین اور صحیفہ دنیا مین موجود تھے جو انبیا کی طرف منسوب کیئے جاتے- بلکہ بقول داراشکوہ کے جسکو تہذیب صفحہ تکذیب نمبری ۹۷ مین نقل کیا ہے- اپنشد رگوید کے ضمیمہ یا اسکی خلاصے یا کسی قسم کی تفسیر) کو بھی قرآن نے کتاب مکنون اور اسکے چھونے والون کو مطہرون کہا!- گو یہہ قول حاشیہ کا محتاج ہے- قران کریم نے تمام مذاہب کے ان معبودون کی دشنام دہی سے جنکو بت پرست پکارتے ہین حکماً قطعی ممانعت کردی ہے جہان فرمایا ہے-

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ فَیَسُبُّوا اللّٰہَ عَدْوًا بِغَیْرِ عِلْمٍ [2]

مکذب براہین کے ان عالی جنابون مین سے جنکی فہرست تکذیب کے صفحہ ۲۹ مین دی گئی ہے- ایک نے جسکو عربیت کا دعوے ہے مجھے فرمایا "قران کریم نے اگر گالی سے منع کیا ہے تو تعجب ہے کہ بتون کے توڑنے کا کیون تاکیدی حکم کیا" اسوقت انکی خدمت مین کہا گیا- کہ آپ قران دانی کے بڑے مدعی ہین از راہ مہربانی آیت کا نشان دیجیئے جس مین قرآن کریم نے بتون کے توڑنے کا تاکیدی حکم دیا ہے- ہان کسی تاریخی واقعہ کے بیان مین اگر قران نے کہا ہے کہ فلان موحّد

[1] یعنے اسے انجیل دی اسمین ہدایت اور نور ہے۔
[2] - ان کو جنہین اسد کو چھوڑکر پکارتے ہین برامت کہو- پھر وہ ضد اور نادانی سے اسد کو برا کہینگے- سورہ انعام- سپارہ ۷ رکوع ۱۹

بت پرستی کے دشمن نے اپنے یا اپنی قوم کے بت توڑے تھے تو یہہ امر اور ہے اور ایک واقع اور نفس الامر کا بیان ہے *

تکذیب صفحہ ۴ مین فرماتے ہین "مرزا صاحب کی کتاب (براہین احمدیہ) مین کہین برہمو دہرم کو گالی گلوچ دی ہے کسی جگہہ مرزا صاحب عیسائیون کو کوس رہے ہین۔ کسی جگہہ آریون کو برا بہلا بتا رہے ہین"

"یہہ تو ہر عیسائیون کے تو آپ وکیل نہین۔ وہ ہمسے یا مرزا جی سے نپٹ لینگے۔ اگر مرزا صاحب نے انکو برا ہی کہا اور بہلا ہی کہا تو خفگی کی کیا بات ہے۔ برائی کے لحاظ سے برا کہنا اور بہلائی کی جہت سے بہلا کہنا۔ تو انصاف ہے اور منصف کا کام ہے۔ برا ہی کہنا۔ اور بہلائی و برائی ہر دو کو برائی کا بتانا و بے ریب برا ہے۔ جو اکثر مقامات مین آپ سے ہوا۔ غور کیجئے۔ آپکے اس شعر مین جو ذیل مین درج ہے۔ (تمام) کا لفظ کس طرح انصاف کا خون کرتا ہے۔

* قرانی - کرانی - پرانی تمام *
* فتادند ہر یک زبنا دتمام *

اور آپ نے صفحہ ۳۶ مین کس قوت سے کام لیا جہان کہا ہے "خدا محمدیان بے علم - نا فہم - دہوکہ باز - فریبی - وغیرہ وغیرہ" باری تعالی اپنے رحم اور فضل سے تمہین ہدایت کرے یا سفا قلوس کے مبتلا عضو کو کاٹ ڈالے - آمین -

کیا آپنے اور آپکے عالیجناب اندرمن نے تہذیب سے کام نہ لینے مین کچھہ کمی فرمائی ہے؟ بالفرض اگر مرزا صاحب نے آپکے نزدیک تہذیب کے خلاف سخت کلامی سے کام لیا تہا تو کیا آپ مرزا صاحب کے پیرو تہے؟ آپکو دعوے ہے کہ آپ ایک کامل کتاب کے متبع ہین! - برائی کا پیرو کیا آریہ اور سرشٹ ہو سکتا ہے؟ -
کیا آپکی کامل کتاب یہہ چال سکہلاتی ہے جو آپ نے تکذیب مین برتی ہے؟ -

قرآنی طرز مباحثات مین جو خوبی ہے۔ کچھ تو آگے بیان کر چکا ہون اور اور گذارش کرتا ہون۔ قران کریم منادی۔ مناظرات اور جدال کیوقت حکم کرتا ہے۔

اُدْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَن ضَلَّ عَن سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ١ ۔

ہر ایک سلیم الفطرت۔ دنیا کے معاملات کا واقف خوب جانتا ہے کہ بعض لوگ صبر سے کام نہین لے سکتے۔ اور یہ بھی کہ بعض اوقات چشم پوشی۔ صبر۔ درگذر نقصان عظیم کا موجب ہوتی ہے۔ چور۔ باغی۔ اور راستہ لوٹنے والے کو اگر سزا ندیجاوے اور صرف رحم ہی اسپر کیا جاوے تو کتنا نقصان ہوتا ہے۔ فطری قوے مین انتقامی طاقت بھی سلیم الفطرۃ انسان کے ساتھ لازمی ہے۔ پھر اگر کوئی قوت انتقام کو بھی کام مین لاوے اور مقابلہ ہی چاہے تو اُسے بھی قرآن کس طرح نیک روی کی تعلیم کرتا ہے اور کسطرح صبر اور نرمی کی ترغیب دیتا ہے۔

وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُم بِهِ وَلَئِن صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصَّابِرِينَ ۔

وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ إِلَّا بِاللَّهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِي ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُونَ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوا وَّالَّذِينَ هُم مُّحْسِنُونَ ۞

١ اپنے رب کے راہ کی طرف حکمت اور عمدہ نصیحت سے لوگون کو تم بلاؤ اور اُن سے پسندیدہ طرز سے مباحثہ کر تیرا رب انہین بہی خوب جانتا ہے جو اوسکی راہ سے بہک گئے اور وہ راہ پانے والون کو بہی جانتا ہے۔

٢ اور اگر تم سزا دو تو اُتنی ہی دو جتنی تمہین دی گئی ہے اور اگر تم صبر کرو تو صبر والون کے حق مین تو وہ بہت ہی بہلا ہے۔

٣ اور تو (اے محمد) صبر کر اور تیرا صبر نہین مگر اللہ کا کام ہے اور ان پر غمگین نہ ہو اور انکی بدسگالیون سے تنگ دل نہ ہو۔ اللہ ان کے ساتھ ہے جو ڈرنے والون اور نیکوکارون کے ساتھ ہے۔

فائدہ - قرآن کی تعلیم سبحان اللہ کس حکیمانہ طرز کی ہے - اور کیون نہو؟ -
عزیز حکیم کی تعلیم ہے!-

صبر کے بیان مین یہی کہین الصابرین مین الف ولام عہد لگا کر اور کہین -
فَمَنْ عَفٰى وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ
فرما کر جتا دیا کہ جس **عضو** مین اصلاح اور سنوار نہو وہ بے جا اور برا ہے اور جسمین اصلاح اور سنوار ہوا سپر **اجر** ہے اور اسکا اجر اور بدلہ **پروردگار** دیگا +

مکذب براہین - محمدی اور عیسوی معجزات اب قدر کے لائق نہین شعبدہ بازی رہ گئی ہے "

مصدق - عیسوی معجزات کے مثبت کمزور نہین اور وہ میرے جواب کے محتاج نہین آپکے مذہب مین یہی دنیا سورگ اور یہی دنیا نرگ ہے - دنیوی عیش و آرام - نیک اعمال اور راستی کا نتیجہ اور اسیکا ثمرہ اور اسی کا پہل ہے - عیسوی معجزات کے قائلین کی سچائی تو بقول آپکے عیسائیون کے عیش و آرام سے ظاہر ہے - محمدی معجزات کی بابت مجھسے سن لیجئے +

اوّل تو آپنے خود تکذیب کے صفحہ ۱۶۳ مین کئی آیات لکھدیئے ہین جنسے آپنے اپنے خیال مین ثابت کر لیا ہے - کہ قرآن شریف مین محمد صاحب نے معجزات سے انکار فرمایا - اپنی کتاب خبط نام مین اور ایسے دلائل دیئے ہین جنسے بزعم خود ثابت کر لیا ہی کہ **محمد صاحب** (صلی اللہ علیہ وسلم) نے معجزات سے انکار فرمایا - پس مین کہتا ہون کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے معجزات سے انکار فرمایا تو آپکا اعتراض کس قدر اور خوبی کا رہا!

لہ جس نے درگذر کی اور سنوار گیا تو اسکا اجر اللہ پر ہے +

اور بطریق اولےٰ آپ ہی کے قول کے موافق اسلام ہر قسم کے شعبدون سے بری ٹھیرا
دوم - یہ عربی لفظ معجزہ قران کریم مین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت نہین آیا - اگر معجزے
کے معنے شعبدہ بازی اور بہان متی کا تماشا ہے تو مین آپکو یقین دلاتا ہون کہ شعبدہ بازی
کا دعوے حضرت خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہین نہین فرمایا - آپ عربی
دانی کے بڑے مدعی ہین قران کریم مین کہین دکھلائے کہ حضرت نے شعبدہ بازی
کا دعوے کیا ہو - بلکہ صحیح احادیث کی اعلے طبقہ کی کتابون بخاری مسلم - اور
ترمذی مین اس لفظ معجزہ کا پتہ دیجئے - ہان ایک صورت آپکی تصحیح کلام کی بن سکتی
ہے جب ہادی اسلام نے شعبدہ بازی کا دعوے نہ کیا اور اسکو کام مین نہ لائے تو
بیشک شعبدہ بازی روتی ہوگی کیونکہ قدر کے لائق نہین رہی - اگر قدر کے لائق ہوتی
تو اُسے اللہ تعالے کا برگزیدہ - برگزیدون کا سردار اور اللہ تعالے کا پیارا
خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم ترک نہ فرماتا - جب اُنہون نے شعبدہ بازی کو ترک فرمایا
اور آپکے کروڑون فرمان برادرون نے آپکی باعث نجات پیروی کو اختیار کر کے
شعبدہ بازی کو چھوڑ دیا - اور لغو جانا تو بے ریب شعبدہ بازی روئیگی اور روتی ہے
مگر اکثر اہل ہنود اور آریا ورت کا شکریہ کرے جسکی طفیل اسکو ہند مین ابتک جگہہ
مل رہی ہے - اگر انکار ہو تو آپکا اور آپکے بعض عالیجنابون کا امرتسر سے تعلق ہے
وہان بت پرست آپکے بھائی بند اسکے لئے چندہ جمع کر رہے ہین دیکھ لیجئے -
سوم - معجزہ کے معنے عربی مین دوسرے کو عاجز کر دینے والا ہین - آپ لغت
عرب مین تحقیق کر لین - اور بعد تحقیق کامل اور انصاف محمدی اور عیسوی معجزات
کی تصدیق کے واسطے کچھ تو اپنی تاریخ ہند سے کام لین اور کچھ ہمارے آثار دیکھ لیجئے

مین یقین کرتا ہون کہ آپکو محمدی اور عیسوی معجزات یا محمدیون اور عیسائیون کے افعال معجزہ
سے ہرگز انکار نہو گا - اگر شک ہو تو حسب ہدایت وید مقدس دُشٹ قومون کے نکالنے
کے واسطے ذرہ شستر (ہتہیار) اُٹھا کر امتحان کر لیجئے - خوب واضح ہو جاویگا کہ ان
دونون اہل کتاب قومون نے بت پرست حریفون کو عاجز کر دینے مین کیا کیا معجزات
اور کارہائے نمایان دکہائے ہین اور اب بہی انکا مقتدر رہا تہہ ویسے ہی معجزات دکہانے
کو تیار ہے - آپ تو صفحہ ۳ مین لکھ چکے ہین کہ آپکو واقفیت رزم و ازرم سے بہرہ ور
کیا ہے ؟ - یا اسوقت کا انتظار ہے جسکے واسطے آپ چست و چالاک سرپٹ گہوڑے
دوڑا رہے ہین -

چہارم - اب اثبات معجزہ لیجئے - اور جب معجزہ ثابت ہو گیا تو بہی آپکا اعتراض اُٹھ گیا
یہان مین نے معجزہ کے معنے خرق عادت ہی مان لئے ہین - مگر بغور پڑہئے - آپکو
تواریخ عرب سے عیان ہو گا کہ حضور (فداہ ابی و امی) صلی اللہ علیہ وسلم یتیم رہ گئے
تہے جس ملک مین آپنے وعظ شروع کی وہان کی بت پرستی ایک خطرناک تہی اور
وہان جسقدر لوگ آباد تہے قریباً کل اسمین گرفتار تہے - اور پہر بہی جیسا بت پرستی کا
لازمہ ہے سخت کندہ ناتراش اور ضدی جاہل تہے ۔

عرب کے حدود و اطراف کا حال دنیا جانتی ہے مشرق مین ایکطرف یہی آپکا
آریہ ورت تہا آپ اچھی طرح اندازہ کر سکتے ہین کہ اُن دنون مین اس آریہ ورتا
کی کیا حالت تہی اور اب تک ہے - مگر آئندہ اُمید ہے کہ طفیل اسلام کے فیض و برکت سے
کسیقدر بت پرستی کی گہنونی عادت کو چہوڑا ہے کامل موحد دیندار بہی ہو جاوینگے
دوسری جانب پارسی تہے جنہون نے ستارہ پرستی اور یزدان اور آہرمن دو

خداؤن کا الہ اپنا ایمان سمجھہ رکھا تھا - شمال اور مغرب مین یہود اور عیسائی تھے جنکا تذکرہ گذر چکا اگر اور مطلوب ہے تو اُسکے واسطے قران کریم کی یہہ آیت پڑہ لو جسمین انکی حالت کا خوب فوٹو کھینچا ہے -

اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ اُوْتُوْا نَصِیْبًا مِّنَ الْکِتٰبِ یُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ وَیَقُوْلُوْنَ لِلَّذِیْنَ کَفَرُوْا هٰۤؤُلَاۤءِ اَهْدٰی مِنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سَبِیْلًا [١]

اُنکے کامل نمونے ہمارے وطنی عیسائی بھائیون کو دیکھ لو نورافشان مین کس زور و شور سے تکذیب کا ریویو دیا ہے - اور محض بغض وعناد کی وجہ سے کتاب والون (اہل اسلام) کو مقابلے مین مانی ہوئی بت پرست قوم کی ستایش مین فصاحت کو خرچ کیا ہے یہود کا بچھڑے کی پوجا کرنا - موسیٰ کے سامنے کا واقعہ ہے اور بعد کی بُت پرستی قاضیون کی کتاب سے جو کتب مقدسہ مین کی ایک کتاب ہے پڑھ لیجئے - عیسائیون کی بت پرستی ظاہر ہے کہ وہ حضرت مسیح علیہ السلام جیسے خاکسار نیک بندے کو خدا یقین کرتے ہین - اگر بیٹا کہتے ہین تو اول مسیح کو خدا کا ازلی بیٹا اور خود خدا یا ان ذاتاً خدا سے متحد بتاتے ہین - دوم اسکی انسانیت کے ساتھہ اسکی الوہیت کے اعتقاد اور پرستش کو ایمان اور باعث نجات یقین کرتے ہین - اُس سے استعانت اور نجات طلب کرتے ہین - کفّارات معاصی پر جو کچھہ اِن قومون کا خیال ہے - وہ ناگفتہ بہ ہے - اور اِس مسئلہ سے جو خطرناک نتائج پیدا ہوتے ہین وہ عیان - یہہ قصہ طول ہے - اور اسوقت یہود وعیسائیون اور پارسیون سے بحث نہین بلکہ تاریخی طور پر اسکا تذکرہ مطلوب ہے - میرے مخاطب آریہ تسلیم کرینگے کہ یہہ طرز عیسائیت کا بے ریب شرک ہے گو عیسائی اسکا کچھہ ہی جواب دین *

---

[١] - دیکھتے ہو انکو جنکو کتاب سے بہرہ ملا وہ شیاطین اور ناپاک روحون پر اعتقاد لا رہے ہین اور (خدبین) کا فرون کی نسبت کہتے ہین کہ وہ مومنون سے اچھی راہ پر ہین!! سورہ نساء - سپارہ - ۵ - رکوع - ۵

خود عرب کیا تہے سابق مین کہہ چکا ہون - انکے رسومات کا تذکرہ کہین اَور جگہہ کرون گا -
ایسے وقت **حضرت** نے توحید کی وعظ شروع کی - ایسے وقت مین **توحید الوہیت**
اور صرف باری تعالی کے **معبود برحق** ہونے کی منادی اختیار کی بے شک علمی طور پر
توحید الوہیت کا وعظ کتب مقدسہ مین موجود ہوگا یا تہا - الا عملی حالت بالکل مفقود تہی عملاً و
اعتقاداً توحید پر ظلمت کا ابر چہایا ہوا تہا - عیسائیون نے لوتہر کے زمانہ مین کچھ ترقی
مذہب مین کی - مگر شرک سے پاک نہوئے - اور آریہ ورت مین ابتک توحید کا جو کچھ حال
ہے آپسے مخفی نہین - گو خدا کے فضل سے برہمو بہت کچھ ہمارے قریب آگئے اور بت پرستی
سے بیزار ہوگئے ہین - اور قرانی راستی ظہور پاتی جاتی اور اسکا اصل مطلب پورا ہوتا جاتا
ہے اور امید قوی ہے کہ انشاء اللہ کچھ عرصہ کے بعد **آفتاب حق وصدق** ضرور جلوہ گر ہوگا ۔

حضرت خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے وقت مین توحید الوہیت کی طرف
بلایا - جب چارون طرف اندہیر مچا ہوا تہا - اور کہا -

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهٖ شَيْئًا ۱

إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ ۲

وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا ۳

تمام ملک کے رؤسا امرا اور بت پرستی کی عادی قومین مخالفت پر کہڑی ہوگئین
اور سخت سخت ایذائین دینی شروع کردین جسقدر ہو سکے دیندار جناب رسالتمآب کے ساتہہ
ہوئے ان سب کو ملک چہوڑ چہاڑ **ہجرت** کرنی پڑی اور حبش کو چلدئے - آخر نوبت

---

۱ - اللہ کی عبادت کرو اور اسکے ساتہہ کسی کو شریک مت کرو -
۲ - اللہ ہمکو کہ اس سے شرک کیا جاوے معاف نہ کریگا اور اسکے سوا جسے چاہیگا معاف کردے گا -
۳ - اور جس نے اللہ سے شرک کیا وہ سخت گمراہ ہوا -

بدینجا رسید کہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ چھوڑ مدینے چل بسے بت پرستوں نے وہاں بھی چین نہ لینے دیا اور استیصال کے درپے ہوگئے تب قرآن کریم میں حکم ہوا کہ جب مشرکوں نے اسلام کا استیصال چاہا۔ تو اہل اسلام کو بھی اپنے تحفظ پر کمربانہنی چاہیے

قَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ[۱]

اور کسی آیندہ زمانہ میں اعتراضات کو دفع کرنیکی خاطر قرآن کریم نے صریح طور پر مقاتلہ کی وجہ بیان فرمائی ہے جہاں فرمایا۔

اَلَا تُقَاتِلُونَ قَوْمًا نَّكَثُوا اَيْمَانَهُمْ وَهَمُّوا بِاِخْرَاجِ الرَّسُولِ وَهُمْ بَدَؤُكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ۔[۲]

آخر الہی نصرت شامل اسلام اور اہل اسلام ہوئی کہ صاحب اسلام ہی غالب رہے اور آپکے دشمنوں کی ایک نہ چلی۔ اور آپکی تمام پیشین گوئیاں فتح و نصرت کی پوری ہونے لگیں اس نعمت کا بیان آیت ذیل میں دیکھو۔

وَاذْكُرُوا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيلٌ مُسْتَضْعَفُونَ فِي الْاَرْضِ تَخَافُونَ اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَاٰوٰكُمْ وَاَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ وَرَزَقَكُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ[۳]

حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے ہی معجزات تھے کہ تمام عرب مقابلہ میں عاجز ہوگئے!۔ اور ایسا عجز اختیار کیا کہ اپنے خیالی مذہب سے آخر دست بردار ہوگئے!۔ اللہ اللہ کیسے آیات بینات ہیں اور کیسے برکات ہیں!۔ کیا کوئی قریشی آپکا مخالف دنیا میں موجود ہے۔ آپکی ساری قوم آپکے سامنے آپکے جیتے جی اس دین میں داخل ہوگئی جسمیں داخل کرنیکا آپنے بیڑا اٹھایا تھا۔ عرب کے ایسے شہر میں جہاں آپنے وعظ شروع کی (اقربائت

---

[۱]۔ اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے لڑو جو تم سے لڑتے ہیں اور زیادتی مت کرنا اللہ زیادتی کرنیوالوں کو پیار نہیں کرتا سورۂ بقر سیپارہ ۲۔ رکوع ۲۴

[۲]۔ تم کیوں نہیں لڑتے ایسے لوگوں سے جنہوں نے توڑ دئیے عہد اور قسمیں۔ اور فکر میں ہیں کہ رسول کو نکال دیں اور انہوں نے تم سے پہلے چھیڑ کی سورۂ توبہ سیپارہ ۱۰۔ رکوع ۸۔ [۳]۔ اور یاد کرو جب تم تھوڑے تھے اور اس سرزمین (مکہ) میں ناچیز سمجھے جاتے تھے تمہیں ڈر رہتا تھا کہ لوگ تمہیں اچک کر لے جائینگے ایسے حال میں تمکو (خدا نے) جگہ دی اور اپنی نصرت سے تمہاری تائید کی اور عمدہ چیزیں مرحمت فرمائیں تو کہ تم شکر کرو۔

شتوم یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) یہہ الہام سن لیا!-

اَلْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن دِينِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ
لَكُمْ دِينَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِينًا[لہ]

یہہ نصرت کسی ہادی مذہب کو اپنے سامنے - اپنی زندگی مین ہوئی ہے تو اسکی نظیر دو - اِس بے نظیر کامیابی مین ہی اعجاز ظاہر ہے - اور عدیم نظیر مین اس کامیابی کے خرق عادت ہونے مین کونسا شبہ ہے ؟ مسیح علیہ السلام کو بڑی کامیابی ہوئی مگر کیا اُنکی اپنی قوم اُس بادشاہت مین داخل ہوئی جسمین داخل کرنیکے لئے حضرت مسیح کو بادشاہ بنایا گیا تھا - اور جس کے حصول کی امید مین اُسکے سر پاک تیل ڈالا گیا تھا ؟ کیا وہ قوم جو ہدایت کے لئے مقصود بالذات اور مسیح کی اپنی قوم تھی اِس نجات سے نجات یاب ہوئی ؟ - کیا مسیح اُنکے لئے قربانی ہوا ؟ - کیا کہوئی ہوئی بہیڑین اسکے ہاتھہ آئین ؟ - نہین نہین - ہرگز نہین - بلکہ اس بیت المقدس مین جہان کبوتر فروشی سے مسیح علیہ السلام نے منع کیا تھا سور کی قربانی ہوئی !!! - کیا بیدہ مذہب کا بانی اُس کامیابی پر خوش ہوگا کہ آریہ ورت مین اُسنے اپنا کچھ ثبات اور قیام مذہب دیکھا ہو - ویدون کے اور پرانون کے حامی برابر آریہ ورت مین موجود رہے ! - علاوہ برین اونسے الہام کا دعوے ہی کیا کیا ؟ - کیا یہہ نصرت دیانند جی کو حاصل ہوئی ؟ - ویدون کے حامی نے ہمارے دیکھتے دیکھتے وید کی حمائیت کا بیڑا اُٹھایا مگر اپنی مقدس و پیاری کتاب کا ترجمہ بہی پورا پورا قوم کے سامنے نہ رکھہ سکا ! بلکہ اور قوم کی نجات تو ایک خواب و خیال ہے جس کتاب پر نجات کا مدار سمجھا تہا - وہ کتاب

لہ - آج مین نے تمہارا دین تمہارے واسطے کامل کر دیا اور اپنا فضل تم پر پورا کیا اور اسلام کو دین تمہارے لئے پسند کیا - سورہ مائدہ سیپارہ ۶ - رکوع - ۵ -

بہی ملک کو دکہا نہ سکا !!!۔ حسب دعوے آریہ صاحبان ویدون کو اس موجودہ دنیا مین آئے ہوئے دو ارب برس کے قریب زمانہ گذرتا ہے !۔ پر اس کتاب کی نسبت نص الٰہیہ کا یہہ حال ہے کہ آریہ ورت مین ہی یہہ کتابین پورا رواج نہین پا سکین اور دیار و بلاد کی نسبت دعوے بلادلیل ہے۔ چشم دید حالت سے بڑہکر اونکے خیالی اشاعت کو کوئی کیون کر مانے اور کیونکر یقین کرے۔ کہ ویدہی کی بدولت تمام دنیا نے سچے علوم سیکہے اور توحید ذاتی اور توحید صفاتی اور توحید الوہیت کا پتہ ویدہی سے لگا !!۔ ہم تو اب بہی آریہ ورت مین جینیت والون کو انکا سخت مخالف پاتے ہین پہر اگر اس کامیابی کی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہوئی۔ اگر نظیر دکہلانے سے عجز ہے اور واقعی عجز ہے تو آپ کے وہ افعال جو کامیابی کے باعث ہوئے بے ریب خرق عادت اور معجزہ ہین !۔ کون گذرا ہے جس نے ملہم الٰہی ہونے کا جہوٹا دعوے کیا ہو اور ایک کتاب کو خدا کی بنائی ہوئی کتاب بتایا ہو پہر اپنی قوم اور اپنے ملک پر خاص کر ان عظیم الشان موجودہ سلطنتون پر جو اپنی جگہہ بے نظیر نہین۔ مثلاً ہمارے ہادی (فداہ۔ ابی وامی) کے وقت ایرانی سلطنت جو ایشیا کے بے نظیر اور قریبًا کل ایشیا پر حاوی اور دوسری روم کی سلطنت جو قریبًا کل یورپ اور آباد افریقہ پر متسلط تہی پورا فتحیاب ہوا ہو ؟۔ اور کامیابی جو راستبازی کا معیار تہی حاصل کر چکا ہو۔

پنجم۔ اگر معجزہ کسی علامت نبوت یا نشان رسالت کا نام ہے جسے قرآنی اصطلاح مین آیت کہتے ہین تو سنئے آیات رسالت محمدیہ اسقدر ہین اور تہین کہ صاحب آیات کے آیات دیکہکر اسقدر لوگ اسکے دین مین داخل ہوئے کہ منکرین کے چہکے چہوٹ گئے۔ اور حضرت نے اپنے کانون سے سن لیا۔ الیوم یئس الذین کفروا من دینکم ؕ

سبحان اللہ کیا معجزہ ہے :-

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا

فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ؕ[1]

آپکی تعلیم کچھکم آیت نبوت ہے ؟ - جو تمام نیکیون کا مجموعہ اور تمام برائیون سے مطہرا ہے -

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ[2]

قرانی اوامر اور نواہی کی کیفیت کا فوٹو ملاحظہ کرنا ہو تو دیکھو -

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِى الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ؕ[3]

تکذیب صفحہ ۵ -

مکذب - قومی حمایت بیکار اور بیجا بحر طویل سے قرانی حفاظت دشوار - کیونکہ خود حدیث راوی ہے - جسقدر فرقے مومنون کے ہین سب دوزخ کی آگ مین جلینگے پھر آخر کہا ہے - "اہل تشیعہ اہل تسنن کا خاکہ اوڑا رہے ہین" -

مصدق - کیا آپ کو اپنے آریہ ورت سرشٹون کے ملک مین اتفاق نظر آیا ہے ؟ کیا جنکو آپ پرانی کہتے ہین - آریہ ورتی نہین ؟ کیا آپ انکا اور وہ آپ کا

ف۱ - جب اللہ کی نصرت آگئی اور فتح حاصل ہوگئی اور لوگون کو اللہ کے دین مین جوق جوق داخل ہوتے تونے دیکھلیا تو (بس تو تو اپنا کام پورا کرچکا) اب اللہ کی حمد و ستائیش کر اور اس سے استغفار کر کیونکہ وہ توّاب ہے - سورہ فتح

ف۲ - تم ایک اچھی جماعت ہو لوگون کے لئے نمونہ کے طور پر نکالے گئے - تم نیکی کا امر کرتے اور بدی سے روکتے ہو اور اللہ پر اعتقاد رکھتے ہو - سورہ آل عمران - سپارہ ۴ - رکوع ۳

ف۳ - اللہ امر کرتا ہے عدل و احسان کا اور قریبیون کو دینے کا اور روکتا ہے بیحیائی اور منکرات اور بدکاری سے تمہین نصیحت کرتا ہے کہ دھیان کرو -

خاک ہوئین اوڑا نے ہو - کیا آپکے قلیل اور کمزور گروہ کے سا ہتی جنہین عملی طاقت والے جیسے کچھ ہین دنیا پر مخفی تہین لنگ کے پوجاری پرتمان بت لکے فدا - بت پرست - وحدت وجود کے قائل ویدانتی - سنیاسی - بیراگی - یوگی - سکھ - جین بدہ - برہمو - وغیرہ وغیرہ اور دہریون کے کئی فرقے - آریہ ورتی - یا ہندوستانی - آریون کے نورچشم آریہ نکے مخالف آریہ ورت مین موجود نہین اگر آپکا فرمانا سچ ہے تو کیا آپ ہی کے قول کو ٹیکر آپکا مخالف کہہ نہین سکتا " دیانندیون کی قومی حمایت بیکار ہے اور بیجا جبر طویل سے وید کی حفاظت دشوار ہے " - کیونکہ ہمارا مشاہدہ دکہارہا ہے - کہ انہین باہمی سخت نفاق ہے اور آتش نفاق سے سخت کباب ہو رہے ہین عقل کہتی ہے کہ جس قدر نہین حق کے مخالف ہین وہ اپنے کئے کی سزا ضرور پائین گے *

" تکذیب - مسلمان تیغ آبروئی غلمان سے سربریدہ ہین "

مصدق - بہشتی نعمتون مین اسلام بیان کرتا ہے کہ بڑی نعمت خدا کی رضامندی ہے - (دیکہو قران کریم *

وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ أَكْبَرُ[1]

پس سچے مسلمان الہی رضامندی کے گرویدہ ہوکر اسکی عبادت کرتے ہین نہ اسباب کے لئے جسکی نسبت آپنے کہہ دیا ! - دنیا کی نعمتین اور دنیوی عیشن وآرام اور دولتمندی آریون کے اعتقاد مین نیکیون کا پہل ہے - اور ظاہر ہے کہ غلمان بعض دولتمند ہندیون کے لوازمات مین داخل ہین پس کیا یقیناً یہہ الزام آپ لوگون پر نہین ہوسکتا ؟ بلکہ جب دیانند کے نزدیک یہی دنیا ہی سورگ اور نیکی کے ثمرات لینے کی جگہہ ہے - گو چند اعمال کے بدلے ارواح

[1] - اللہ کی رضامندی سب سے بڑی چیز ہے -

جبکہ بے شوا غل دنیا سے بہی آزادی اور انند مین رہین گے - تو اس صورت مین دیانتداری منتہیہ کے مطابق غلمان نیکی کے ثمرات نہین تو اور کیا ہین! - بات یہہ ہے کہ سخت عداوت کے سبب آپکو غلمان کا قصہ سمجھہ مین نہین آیا - یا قرآن کریم کو نہ دیکھا ہے - اور نہ سمجھا ہے افسوس اس ادعائے تہذیب کے زمانے مین یہ درشت زبانی! - تمام قرآن کریم مین غلمان کا لفظ صرف ایک جگہہ ستائیسوین سیپارہ سورہ طور مین ہے - اگر قرآن کریم کا اردو ترجمہ بہی آپ دیکھہ لیتے اور تہوڑا سا ماقبل سے پڑہ لیتے تو بشرط انصاف آپ ایسے خلاف تہذیب امر کے مرتکب نہوتے - سُنئے -

[1] وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُم بِإِيمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَا أَلَتْنَاهُم مِّنْ عَمَلِهِم مِّن شَيْءٍ - كُلُّ امْرِئٍ بِمَا كَسَبَ رَهِينٌ - وَأَمْدَدْنَاهُم بِفَاكِهَةٍ وَلَحْمٍ مِّمَّا يَشْتَهُونَ - يَتَنَازَعُونَ فِيهَا كَأْسًا لَّا لَغْوٌ فِيهَا وَلَا تَأْثِيمٌ وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ كَأَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُونٌ [1]

باری تعالی فرماتا ہے - "بہشتیون کی اولاد ان کے پاس پہریگی" - وہان مومن اولاد کی جدائی کا غم نہ دیکہینگے اور اونکے لئے نہ ترسینگے - جب لفظ **ولا تاثیم** صریح اسکی صفت مین موجود ہے - جسکے معنے ہین نہ گناہ مین ڈالنا - پہر آپ کو ایسا ناشایان خیال کیون گذرا - اس معنے کی تفسیر خود قرآن کریم نے سورہ دہر مین اور لفظون کے ساتھہ کی ہے - اور وہان غلمان کے بدلے ولدان کا لفظ جو ولد یا ولید کی جمع ہے

---

[1] اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد نے بہی ایمان مین ان کی پیروی کی ان کی اولاد کو بہی ہم ان سے لاحق کردینگے اور انکے عمل سے کچھہ بہی کمی نہ کرین گے - ہر شخص اپنی اپنی کمائی کا گردیدہ ہوگا اور ہم ان کو من بہاتے گوشت اور میوے عنایت کرین گے - ان مین ایسے پیالون کو دور دینگے - جن مین (بخلاف دنیوی مے) بہکی اور بدخیالات کا اثر نہوگا - اور اون کے درمکنون کے ایسے لڑکے پالے انکے اردگرد اچہلتے کودتے ہونگے - سورہ طور - سیپارہ - ۲۷ - رکوع ۳ -

فرمایا ہے۔

وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُخَلَّدُونَ - إِذَا رَأَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَنْثُورًا

اور سورہ واقعہ مین ہے۔

وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُخَلَّدُونَ بِأَكْوَابٍ وَأَبَارِيقَ وَكَأْسٍ مِنْ مَعِينٍ

تکذیب - تلوار کی دین اور پیارے دہرم کا مقابلہ کرکے اوس جبر و اکراہ کو محبت و چاہ کے روبرو لاکر اٹکو

مصدق - اسلام کے معنے صلح کے ساتھ زندگی بسر کرنا - چین سے رہنا - کیونکہ یہ لفظ سلم سے مشتق ہے جسکے معنے صلح اور آشتی کے ہین بعضے پادریون کی دشمنانہ تحریر نے - مین سچ کہتا ہون آپ کو دہوکہ دیا ہے - جبر اور اکراہ سے اسلام اور تصدیق قلبی کا حصول ممکن نہین قران کی دوسری سورہ کو جو مدینہ مین نازل ہوئی اور جسمین جہاد کا حکم ہوا ہے پڑہ لیجئے - اور غور کیجئے آپ کا کلام کہانتک سچ ہے -

لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ

اسلام مین شرط ہے کہ آدمی صدق دل سے باری تعالے کی الوہیت اور اوسکی معبودیت اور اوسکے رسولونکی رسالت وغیرہ وغیرہ ضروریات دین پر یقین لاوے تب مسلمان کہلاوے - اور ظاہر ہے کہ دلی یقین جبر و اکراہ سے کبہی ممکن نہین ہے مین بڑی جرأت سے کہتا ہون کہ حضور علیہ السلام اور اونکے راشد جانشینونکے زمانے مین کوئی شخص جبر اور اکراہ سے مسلمان نہین بنایا گیا - بلکہ محمود غزنوی

لہ - اور پہرتے ہین انکے پاس بچے سدا رہنے والے جب تو انہین دیکھے خیال کرے انہین موتی بکہرے -
لہ - اور پہرتے ہین انکے پاس بچے سدا رہنے والے - آبخورے تشتیان - اور پیالے ستہرے پانی کے لیکر -
لہ - اسمین زبردستی نہین - اور حق و باطل واضح ہوگیا -

اور عالمگیر کے زمانے مین بہی کوئی شخص عاقل و بالغ جبر سے مسلمان نہین کیا گیا۔ دنیا مین تاریخ موجود ہے صحیح تاریخ مین اس الزام کو ثابت کیجئے۔ مین نے زمانہ نبوی اور خلافت راشدہ کے وقت اور محمود و عالمگیر کی تاریخ کو اچہی طرح دیکہہ بہال کر یہہ دعوے کیا ہے۔ زمانہ رسالت مآب مین اور خلافت راشدہ مین صلح اور معاہدہ اس کے بعد کل مذہب کے لوگ مذہبی آزادی حاصل کر چکے تہے۔ خیبر کے یہود و بحرین اور غسان کے عیسائی۔ حضرت خاتم الانبیا کے اور خلیفہ عمر رضی اللہ عنہ کے وقت شام کے یہود اور عیسائی اسلام کی رعایا تہے اور اپنے مذہبی فرائض کی بجا آوری مین بالکل آزاد تہے۔ عالمگیر کے عہد مین بڑے بڑے عہدہ و نیز ممتاز ہندوستان کے پرانے باشندے اپنی بت پرستی پر قایم دکہلائی دیتے۔ اگر عالمگیر کی لڑائیون سے اسلام پر الزام ہے تو عالمگیر نے تاناشاہ سے جو ایک سید تہا دکن کے ملک مین جنگ کی بہر اپنے مسلمان باپ اور بہائیون کے ساتہہ جو معاملہ کیا وہ مخفی نہین۔ پس عالمگیری جنگ مذہبی جنگ کیون خیال کی جاتی ہے؟ عالمگیر نے کبہی کسی ہندو کو تلوار اس سبب سے نہین لگائی کہ وہ ہندو تہا۔ اور کبہی اوسنے زبردستی اونکو مسلمان نہین کیا۔ اونکی جو مذہبی عبادت اور رسومات عہد قدیم سے چلی آتی تہین اونکو نہین روکا محمود کی نسبت کہین تاریخ سے یہہ نہین معلوم ہوتا کہ اوسنے اشاعت اسلام اور دعوت اسلام مین ہمت صرف کی ہو۔ گجرات مین اتنے دنون تک پڑا رہا مگر ایک ہندو کو مسلمان نہ بنایا۔ اپنے بہائی مسلمان امیر اسماعیل سے جنگ کی کیا وہ لڑائی بہائی کو مسلمان بنانے کے لئے تہی؟ اور ہند کے حملے تو راجہ جیپال نے خود کرائے جسنے محمود سے لڑنے مین ابتدا کی۔ ورنہ محمود کا تو یہہ منشا تہا کہ تاتار کے بلاد کو فتح کرے۔ نہ ہند کو۔

اسلام نے اپنے مخالفون پر بے شک تلوار اوٹہائی ہے۔ مگر کس شرط پر۔ اوس شرط کا

تذکرہ خود قرآن کریم مین موجود ہے -

وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ۝ وَقَاتِلُوهُمْ حَتّٰى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ لِلّٰهِ ۝

بخاری جلد ۳ صفحہ ۸۰ مطبوعہ مصر مین لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ کے معنے تفصیل سے مندرج ہین :-

وَكَانَ الْإِسْلَامُ قَلِيلًا فَكَانَ الرَّجُلُ يُفْتَنُ فِي دِينِهِ إِمَّا قَتَلُوهُ وَإِمَّا يُعَذِّبُوهُ حَتّٰى كَثُرَ الْإِسْلَامُ فَلَمْ تَكُنْ فِتْنَةٌ -

اچھا ہمنے بطریق تنزل یہہ ہی مانا کہ اسلام نے جنگ کی - مگر وید مین جنگ کی جسقدر تاکید ہے اور وید کے مخالفون کے استیصال اور اونکے خطرناک سزاؤن کا جسقدر حکم ہے - اگر آپ اسکا علم رکہتے بشرطیکہ خوف الٰہی ساتھہ ہوتا تو آپ اور آپکا کوئی آریہ بہائی اسلام پر جنگ کا الزام دینے کی کبہی جرأت نہ کرتا - ایک مختصر تذکرہ سناکر وید کے چند احکام آپکے دیانتداری بہاش سے لکہتا ہون ذرا بغور ملاحظہ فرمائے - لیکن مین اس تذکرہ مین پہلے ان آیات قرآنی کا ہی ذکر کرونگا جنپر ہمارے مخالفون کے خاص اعتراضات ہین -

فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ وَخُذُوهُمْ وَاحْصُرُوهُمْ وَاقْعُدُوا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ -

ـــــ

لہ - اللہ کے رستے مین اُن سے لڑو جو تم سے لڑتے ہین اور حد سے مت بڑہو - اللہ حد سے بڑہنے والون کو پیار نہین کرتا - اور ان سے (کافران مکہ اور اُنکے خصائل و صفات کے آدمی) لڑو جبتک روک ٹوک اُٹھہ جاوے اور دین اللہ کے لئے ہو - یعنی فرائض دین بلا روک ٹوک ادا کئے جاسکین اور مخل خلل انداز ہی چہوڑ دین - سورہ بقرہ - ۲ - رکوع - ۸

ٹہ - مسلمان تہوڑے تہے اسلئے یون ہوتا کہ دین مین ستائے جاتے - یا تو قتل کئے جاتے یا سخت عذاب مین مبتلا کئے جاتے پہر جب مسلمان بڑہ گئے تو یہہ مصیبت اُٹھہ گئی -

سہ - ان مشرکین کو جہان پاؤ مارو انہین پکڑو اور ان کی راہ مین پوری پوری گہات لگاؤ - سورہ توبہ سیپارہ ۱۰ - رکوع ــ

اِس آیت شریف پر ہمارے بعضے آریہ دوستون نے خاص توجہ کی ہے اور یہ ہماری اعتراض کا نشانہ اسے بنا یا ہے اِسلئے اس آیت کی تصدیق کے واسطے اتمامًا للحجۃ آپکے مقدس رگوید سے چند منتر لکھتا ہون سُنئے! حسب وید مقدس آدمی دو قسم کے ہوتے ہین ایک سرلشٹ (اچھے) اور دوسرے دسیو اور دُشٹ دیکھو منتر ۸ رگوید منڈل نمبر ا سوکت نمبر ۵۱ اور تکذیب صفحہ ۹ - اور ایسے ہی قرآن نے بھی آدمی کی دو قسمین بیان کی ہین! شقی و سعید ان دشٹ اور شترون کی نسبت جنکو قران نے مشرک اور کافر کہا ہے وید کہتا ہے (۱) سیناپتی آدی لوگ (سپہ سالار) جیسے لوہا کے گھن سے لوہے اور پاشان (پتھر) آد کو نکو توڑتے ہین ویسے ہی آدھرمی دشٹ شترونکو (بے ایمان دشمنون کے) انگو نکو (اعضا کو) چھن بھن کر دن رات دھرم آتما پرجا بھیجو پالن مین تت پر ہون جتنے ششترو جن ان پرجاؤنکو دکھہ دینے کے سامرتہہ ہو سکین[1] اُچھے گن کرم اور سبھاؤ والے سبھا دکش راجہ کو چاہئے کہ راج کی رکھیا نیتی اور ڈنڈ کے بھی سے سب نشٹون کو یا بے ہٹا سب شترون کو مار ادیو ان کی سب پرکار سیوا کرکے پرجا مین گیان اور سکھہ اور اوستھا بڑھانے کے لئے سب پرانیو نکو شبھ گن یکت سدا کیا کرے[2] یہہ تو قتل کے احکام مین اب قید کی بابت سنئیے ؟ جو آریہ کو جملہ قرانیہ- واحصروہم - کے ماننے کا انشاء اللہ ذریعہ ہو گا-

دُنار یک پرشون کو چاہئے کہ تیجسوی سبھا دکش راجہ کے ساتھہ ملکے بیگ سے ان کے پدار تھونکو ہرنے کہوٹے سبھاؤیکت اور اپنے دیش کی اجہیا کرنے والے ڈاکون کو

[1] - دیانندی بہاش صفحہ ۹۹۶ سوکت ۳۶ ۷ -
[2] - رگ وید بہاش صفحہ ۹۹۶

بلا انکو پرنیت آدمی اکانت استھانون مین بنے ہوئے گھرون مین گھسا کر اور باندھ کے اونکو قید مین کہین"[51]

جیسے سورج انتر کہہ سے میگھہ کے جس کو بھومی پر گرا کے سب پرانیون کے لئے سکھہ دیتا ہے ویسے ہی سینا دہکش آدمی لوگ دشٹ منش شترؤن کو باندھکر دھارمک منشونکی رکھشا کرکے سکھون کا بھوگ کرین اور کراوین[53]۔

یہہ قید کے احکام گذرے اب استیصال اعداء کا قصہ سنئے اور غور کیجئے۔ وید دھرم نے دشمنون کے جلانے کا بھی حکم دیا ہے ذرہ یہان انصاف کو بھی کام مین لاوین۔

"سبھا دہکش آدمی راج پرشون اور پرجا کی منشون کو چاہئے کہ جس پرکار اگنی آدمی بدہا تہہ بن آدمی کو بھسم کر دیتے ہین۔ (جس طرح آگ جنگل کو جلاتی ہے) ویسا ہی دکھہ دینے والی شترو جنون کو بناش کے لئے اس پرکار یتن کرین"[54]

اب جبر اور اکراہ کا حکم جسطرح وید مین ہے ملاحظہ ہو۔

سنئے۔ اور اپنے پیار او محبت والے دھرم کا حال پڑہئے "جیسے بجلی میگھہ کے اوتو لوہ بدلون کو تیکھن بیگ سے چھن بھن اور بھومی پر گیر کر اسکو وش مین کرتی ہے ویسی ہی سبھاسینا دہکش کو چاہئے کہ بڑہی شر بیر ل وسینا کے بیگ سے شترؤن کے بیگ کو چھن بھن اور شترؤن کی اچھی پرکار پرہار سے پرتھوی پر گرا کر اپنے وشمنی مین لاوین"[55]۔

۵۱ - پہاڑون کی کہوہ مین الگ بند کر دے۔
۵۲ - دیانندی بھاشیہ صفحہ ۷۰۳ - سوکت ۳۶۔
۵۳ - دیانندی بھاشیہ صفحہ ۶۲۔
۵۴ - دیانندی بھاشیہ رگ وید صفحہ ۷۰۷۔
۵۵ - دیانندی بھاشیہ صفحہ ۶۱۴۔

اب نہایت غور سے ویدک اخلاق کی حالت سنئے۔

وید دشمنوں میں عداوت اور پھوٹ کرانے کی ترغیب دیتا ہے " سبھا دھکش کو چاہئے

کہ شانتی بھجن کہنے دشٹوں کو ڈنڈ دینے اور شترؤں کو پرسپر پھوٹ کرانیکی کرایا لوں سے

تینوں کو آپہی پرکار پراپت ہو کے پرجاجنوں کی دکہہ کو نت دور کرنے کے لئے اُدّم

کرے" [۱]

ہم جہاں میں آپکے کانشنس پہ چھوڑتا ہوں - ایک ایسے جانور کے بدلے میں جسکی جنس

کی تکلیف دینے میں آپکے کانشنس کارگی نہیں کرتے - آپ ہی کسقدر منصوبے امکان سے

بہی زائد انسان کو ایذا رسانی کے باندہ رہے ہیں جن مشرکون کی نسبت آیات ذیل

میں حکم ہوتا ہے -

فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ وَخُذُوهُمْ وَاحْصُرُوهُمْ

وَاقْعُدُوا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ -

وہ وہی دشمن ہیں جو دغا باموقع بہ معاہدہ اور صلح کو توڑکر سلام کا استیصال

کرتے ہیں - دیکھو حکم بالا کے آگے فرماتا ہے -

كَيْفَ يَكُونُ لِلْمُشْرِكِينَ عَهْدٌ عِنْدَ اللَّهِ وَعِنْدَ رَسُولِهِ إِلَّا الَّذِينَ عَاهَدْتُمْ

عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ فَمَا اسْتَقَامُوا لَكُمْ فَاسْتَقِيمُوا لَهُمْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ

كَيْفَ وَإِنْ يَظْهَرُوا عَلَيْكُمْ لَا يَرْقُبُوا فِيكُمْ إِلًّا وَلَا ذِمَّةً يُرْضُونَكُمْ

---

[۱] - صفحہ نمبر ۱۶۶

[۲] - اللہ اور اسکا رسول ان مشرکین کے عہد کی کیونکر رعایت کر سکتے ہیں سوائے اُنکے جنسے تمنے مسجد حرام کے پاس عہد کیا - سو جب تک اپنے معاہدہ پر قایم رہیں تم بھی قایم رہو - کیونکہ اللہ ڈرنے والوں کو پیار کرتا ہے - کیونکر ! - (انکے عہد کی رعایت ہو سکتی ہے) اور اگر وہ تمپر غالب آویں تو تمہارے حق میں کسی شتے اور عہد کا لحاظ اور نگہداشت نہیں کرتے - منہ سے تو تمہیں خوش کرینگے پر جیوں میں ان کے انکار ہے اور اکثر ان میں سے فاسق ہیں -

بِاَفْوَاهِهِمْ وَتَاْبٰى قُلُوْبُهُمْ وَاَكْثَرُهُمْ فٰسِقُوْنَ ۔ اور پھر کہتا ہے
وَاِنْ نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ فَقَاتِلُوْٓا اَئِمَّةَ
الْكُفْرِ اِنَّهُمْ لَآ اَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْٓا
اَيْمَانَهُمْ وَهَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ وَهُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ؎

"جنگ بھی غضب الٰہی کا نشان ہے اسمین بھی اسلام نے ہمدردی اور رحم کے اصول کو ترک نہین کیا"

"اسلام جنگ مین بے قصور بچون۔ بوڑہون۔ عورتون۔ مزدورون۔ جانورون کو قتل کی اجازت نہین
"دیتا دشمن جب جزیہ گزار ہوجاوے یا اسلام قبول کرے تو اسلام جنگ کو موقوف کردیتا ہے۔ اور"
"فاتح ومفتوح برابر ہوجاتے ہین۔ پھر اسلام کو جنگ مین ملک گیری مقصود نہین فقط توحید کی"
"صرف وعظ مطلوب ہے۔ اور جنگ بھی جبتک کہ اسلام کے مخالف مذہبی آزادی کو نہ روکین۔"

غور کرلو۔ جب ابتدائے اسلام مین مسلمان توحید کے اقرار پر بیگناہ قتل ہونے لگے گھرون سے نکال دیئے گئے ا۔ توحید کی منادی سے روکے گئے ا۔ اُنکے دشمن باتفاق حملہ آور ہوئے ا۔ دشمنون نے مدینہ طیبہ۔ دارالنبوۃ کا محاصرہ کرلیا۔ ا۔ اسوقت اسلام نے تلوار پکڑی"۔ بتاؤ کیا یہ عقل تھی کہ اسلام اپنے آپکو معدوم کردیتا ؟ کیا صاحب اسلام اپنی اصل غرض نبوۃ ورسالت کو چھوڑ دیتا ؟۔ ایسی ضرورۃ مین کوئی دانشمند قوم جنگ سے مانع نہین۔ الا اسلام نے پھر بھی اکراہ سے منع کیا۔ کیا اگر سنسر پونیر ایسی زیادتی ہونے لگے تو عقل والے خداترس باطاقت بادشاہ حملہ آوری نکرینگے؟ یہہ اسلام ہی کی خوبی ہے کہ جب کوئی حاکم مسلمانون کے دین مین دخل دے

؎ ۔ اور اگر وہ عہد کر کے پیچھے اپنی قسمین کو توڑ ڈالین اور تمہارے دین مین طعن کرین تو ان کفر کے سردارون سے جنگ کرو۔ ان لوگون کی قسمین وسمین کچھ بھی نہاین۔ تو کہ باز آجاوین۔ کیا وجہ ہے کہ تم ایسے لوگون سے جنگ نکرو جنھون نے اپنی قسمین توڑ ڈالین اور رسول کے نکال دینے پہ ہمتین لگائین اور انھون ہی نے تمسے ابتدا (جنگ) بھی کی۔

اور ارکان اسلام کو آزادانہ طور پر کرنے دے تو مسلمانوں کا ہر فرد جان دینے کو حاضر اور اور اسمین مرنے کو شہادت جانتا ہے!۔ الحمد للہ اسی اصل جہاد کی برکت سے بڑے بڑے سلاطین مسلمانون کے امور مذہبی مین دخل دینے سے کوسون بھاگتے ہین جہاد کے نام سے انکی روح کانپتی ہے تعجب ہے اس قومی درد اور مذہبی محبت کو بعض اہل عیب شمار کرتے ہین" (برکات اسلام)

مکذب - تکذیب صفحہ ۷

"پوشیدہ نہ ہے - اعتراض کرنے سے پہلے فریق ثانی کی کتب کا مطالعہ کرنا شرط اولی ہے مگر معترض نے نہین دیکھا"

مصدق - آپ اپنے ایمان سے کہئے - آپنے عربی زبادانی کی کتابین کس قدر پڑھی ہین؟ - عربی دواوین اور خطبات مین کتنی مہارت پیدا کی ہے؟ - قرآن اور حدیث کا کتنا علم حاصل کیا؟ -

مرزا صاحب نے دیانندجی سے بڑھکر قدم نہین مارا جنہون نے ستیارتھ مین اسلام پر اعتراض کئے! - کیا وہ عربی کے ماہر تھے؟ - مجھے یاد ہے مینے لاہور مین اپنے کان سے سنا کہ دیانندجی فرما رہے تھے - "کہ رحیم اور کریم لوگون کی گھڑت ہے" تاریخ کے اتنے بڑے ماہر تھے - کہ ایک جگہ ستیارتھ پرکاش کے صفحہ تین سو اکیس مین کہتے ہین کہ "سلطان محمود غزنوی جب قیدیون کو مکہ مین لے گیا تو فلان تکلیف دی" !!!

پھر جیسے تو مرزا صاحب نے بہت کوشش سے بقدر امکان دید کو دیکھا سوامی جی کا ترجمہ چارون ویدون کا باوجود اتنے قومی جوش کے ابتک نا تمام ہے! - انسے کون دیکھ سکے! جبکہ خود سوامی جی کو عادل اور رحیم بنایا کاریگر خدا نے کامیابی کا منہہ دکھایا تو دنیا کی آنکھ خیر فوبین اس ترجمہ سے کہان نفع اٹھا سکتی ہین!۔

اور مرزا صاحب اوس غیر موجود کو کب دیکھہ سکتی ہین! - جو ترجمہ دنیا مین موجود تہا اور آپکی قوم نے جسے پیدا کیا اسے مرزا صاحب نے دیکھہ لیا - دو ارب کے قریب بقول آپکے گذرتے ہین کہ خدا نے ویدون کو الہام کیا - یہہ خدائی کارخانے پر نظر کیجئے کہ دو ارب برس مین ویدون کے تراجم بھی دنیا مین کیا آریہ ورت کے اندر بھی نہین ملسکتے !! جب اس کتاب کی اشاعت کا یہہ حال ہے تو مرزا صاحب کا کیا قصور - آجتک آریہ ورت کے تین ربع سے زیادہ قومین شرعًا گو وہ شرع کیسی صحیح یا غلط کیون نہو - وید پڑہنے کے لایق خیال نہین کی گئین تعجب ہے آپ لوگ ویدون کو عام خلقت کے سامنے رکہتے ہین اور لوگون کا لکہا ہوا ترجمہ پسند نہین کرتے - بہلا یہہ بے انصافی نہین تو کیا ہے ؟ - کہ خود تو دنیا کی عام زبانون مین ترجمہ کرتے نہین اور جو ترجمے فضلائے یورپ نے کئے ہین انہین پسند نہین کرتے ! - باقی یہہ خیال کہ تمام دنیا کو اُسی سے فیض پہونچا - ایک خوش اعتقادی کا خیال ہے خود آریہ ورت کے باشندے علے العموم محروم ہین پنڈت دیانند جی نے وید کے اشاعت کی کوشش کی مگر ہمین بہی اوّل تو غیر بلکہ اپنی بہی قومین محروم رکہی گئین - کیونکہ وہ جانتے تہے کہ علے العموم مسلمان اور عیسائی تعلیم یافتہ گروہ بہاشا نہین پڑہ سکتے - بلکہ ستیارتہہ کا ترجمہ بہی وہ اردو حروف مین پسند نہین کرتے تہے ! - اور اردو مین کیون لکہواتے ادہر وید کا عام فہم ترجمہ ہوا اُدہر دیکہو اسکا وہ سارا کارخانہ کان لم یکن شیئًا ہوا ! - دوم - باری تعالی نے بہی انکو اتمام ترجمہ کی توفیق ندی ساری دنیا کو کب اور کس دن فائدہ پہونچا ؟ - مین نہایت راستی - سچائی اور صاف دلی سے چارون ویدون کا ترجمہ سننا پسند کرتا ہون مگر کوئی صورت اتنی بہی نہین نکل سکتی کہ ایک بار سرسری طور پہ بہی سُن سکون ! - جب کوشش کرتا ہون اور ایک

دو دفعہ ایسا ہوا ہی۔ تو آریہ مہربان بہائی سنانیوالے کی عداوت کو کہڑے ہو جاتے ہین
اپنے دلون مین جہک کر انصاف کرلو کہ کہانتک تمہارا دل گوارا کرتا ہے کہ ایک مسلمان
وید کی پوری ماہیت سے واقف ہو۔

پہلے اتمام حجت کے لئے چارون ویدون کا ٹہیک ترجمہ جیسے آپکے عام علما تسلیم
کرین تیار کیجئے۔ ہم لوگ بہی ویدک اردو ترجمہ مین امداد کے لئے دلسے حاضر ہین پہر
آپکا دعوت دنیاوی کرنا بہی موزون ہوگا۔

مکذب۔ وید کے رو سے دو قومین ہین ۔ ایک آریہ دوسری دسیو"

مصدق۔ یہی تقسیم تمام دنیا کے مذاہب نے کر رکہی ہے۔ بلکہ عام عقل کے نزدیک
بہی تقسیم مسلم ہے۔ کوئی ویدک خصوصیت نہین۔ دیکہو قران کہتا ہے۔
(فریق فی الجنۃ و فریق فی السعیر) (ایک فریق جنتی اور ایک فریق ناری)
(فمنہم شقی و سعید) (ان مین سے شقی اور سعید ہین)۔

آریہ کے معنے اگر سریشٹ۔ نیک اور خداترس کے ہین تو یہہ ایک لقب ہے
جو عمدہ اعمال کے ذریعہ ہر نیک آدمی کو مل سکتا ہے۔ کسی خاص قوم اور ایک ملک
والون کے واسطے اسکی خصوصیت نہین۔ ان معنون کے رو سے بنی اسرائیل کا ایک
حق شناس ہادی آریہ ہے۔ گو وہ شام کا رہنے والا ہو یا مصر کا ایک پارسا عیسائی مذہب
کا ہادی آریہ ہے۔ گو وہ ناصرت مین پیدا ہوا ہو۔ خیرخواہ بنی آدم واعظ توحید
بنی عرب آریہ ہے۔ گو مکہ معظمہ مین جلوہ گر ہوا۔ اور آریہ ورت کا شہدا۔ پہکڑ۔ خدا کو برا
کہنے والا دسیو ہے۔

دیکہو صفحہ ۱۶۔ **تکذیب** " اور اگر وید کے معنے اُس سنت ودیا کے ہین جس سے پاہتیا لکہی"

رضامندی کا اور کسی سچی بشارت کا پتہ لگ سکتا ہے اور وہ چیز ہے جو مقدسون کے پڑھنے کے قابل ہے۔ تو تمام مقدسہ کتب ویدین سب قران مین ساری کی ساری انجیل ہین۔

تکذیب صفحہ ۲ تا ۷ ابین ۔ وید کی قدامت کا بیان ہے۔ مگر ہم کہتے ہین کہ نفس قدامت کسی خوبی کی مثبت نہین ہو سکتی دیکھئے مادہ آپکے نزدیک قدیم ہے حالانکہ جڑہ ہے چیتن نہین تو کیا نفس قدامت کسی خوبی کی مثبت ہے؟ اگر ہو تو پہاڑ بہت پرانے ہین اور مادہ بقول تمہارے انسے بھی پرانا ہے!

اوّل ۔ آپ ثابت کرین ۔ کہ وید الٰہی کلام ہے ۔ بلکہ ثبوت سے پہلے از راہ کرم دنیا کو بتلا دین کہ فلان چیز کا نام وید ہے اور اسکے یہہ مضامین ہین پھر دنیا پر ثابت کیجئے کہ وید کے بعد اللہ تعالیٰ کا فیضان جسے الہام کہتے ہین بند ہو گیا ! ۔ باری تعالیٰ ویدون کے بعد کسی سے کلام نہین کرتا ! ۔ یہانتک کہ دنیا فنا ہو ۔ پھر پرلے آوے سرشٹی اور مخلوق بنے اِس وید کے ماورا جو صرف آریہ ورت مین نازل ہوا ۔ کسی اور ملک مین کوئی الٰہی کلام کبھی نہین ہوا ! ۔ اور نہ ہو سکتا ہے ہم کب منکر ہین کہ ہند کو اللہ تعالیٰ کے فیضان سے محرومی رہی ۔ اور اسمین ہادی و واعظ توحید نہین گزرے ۔ بلکہ قرآن صاف بتاتا ہے ۔

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا وَإِنْ مِنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ[۱] ۔

رہی یہہ بات کہ قران مین انکے قصے نہین ۔ تو یاد رہے ۔ قران کریم مین سب نبیون کے قصص بیان نہین ہوئے سنو ! ۔

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَنْ لَمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ[۲]

---

۱ ۔ ہمنے ہر ایک گروہ مین رسول بھیجا ۔ کوئی ایسی امت نہین جسمین کوئی ڈرانے والا نہ گذرا ہو ۔
۲ ۔ ہمنے تجھسے پہلے رسول بھیجے بعض کا حال تیرے آگے ذکر کیا بعض کا نہین کیا ۔

مگر کلام اس مین ہے کہ ابتداے پیدایش عالم مین یا وید کے بعد جن دونون وید کا نزول ہوتا تہا۔ اُن دونون اور بلاد مین الہام الٰہی ناممکن اور محال تہا!۔ اور ویدوں کے بعد پہر خدا تعالے چپ ہوگیا!۔ اور اس نے اپنے **فیضان** کو بند کر لیا!۔ یا اہی **وید** کے سوا کسی اور زبان مین کلام کرنا ممکن نہین!۔ اور نہ اُسنے کیا!۔ یا ہنوز روشنی ابر رحمت در خروش است کا معاملہ ہے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنَ الْمُلْهَمِیْنَ۔ آمین۔۔۔

مختلف بلاد مین مختلف **ہادی** ہوتے رہے صرف ایک **اسلام** ہی کا اعتقاد ہے کہ لم یزل متکلمًا اللہ ہمیشہ کلام فرماتا ہے۔ اسکے **فیضان خاص** مین کبھی کمی نہین ہوئی ہمیشہ ہمیشہ بندگان خاص سے اسکا مکالمہ اور مخاطبہ ہوتا رہتا ہے۔ اور ہوتا رہا۔ اور ہوتا رہیگا۔ ختم نبوت نے الہام اور مکالمہ اور مخاطبہ سے مخلوق کو محروم نہین کیا۔ اسلامیون میں ہمیشہ اور ہر زمانہ مین ایسے لوگ ہوتے رہے جو اس **فیض ربانی** سے فیضیاب ہوئے۔ دیکھو حالات شیخ عبدالقادر جیلانی۔ شیخ محی الدین بن عربی۔ شیخ معین الدین چشتی۔ بابا شیخ فرید گنج شکر۔ شہاب الدین سہروردی۔ شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی۔ شاہ ولی اللہ دہلوی۔ اور عبداللہ غزنوی وغیرہ وغیرہ اولیاء کرام۔ اور ہمارے اس زمانہ مین **حضرت مرزا صاحب** سلمہ اللہ تعالے انصاف کرین تو **اسلام** ہی قدیم اور بہت پرانا۔ مذہب ہے اور یہی سنت اللہ ہے جسکی **قدامت** کی تعیین سے ہندسہ عاجز ہے۔ اسلام کیا ہے۔ خدا کا فرمانبردار ہونا۔ وید کے ملہم اگر خدا کے قائل اور اسکے فرمانبردار تہے۔ تو انہون نے بے ریب وہی کام کیا۔ جسکے باعث باریتعالے ابراہیم کی تعریف کرتا ہے۔ اور اُسکے طریق کی خلاف ورزی کو برا بتاتا ہے۔

وَمَنْ یَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرَاهِیْمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ وَلَقَدِ اصْطَفَیْنٰهُ

فِی الدُّنْیَا وَ اِنَّهٗ فِی الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِیْنَ ۔ اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗٓ اَسْلِمْ قَالَ
اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ وَصّٰی بِهَآ اِبْرٰهٖمُ بَنِیْهِ وَ یَعْقُوْبُ یٰبَنِیَّ اِنَّ
اللّٰهَ اصْطَفٰی لَكُمُ الدِّیْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ؕ

الغرض بیشک بیشرط فرمانبرداری باری تعالے کے وید کے ملہم مسلمان تہے۔ آریہ تہے اچہے یہودی نئی زندگی سے زندہ عیسائی اور پورے محمدی تہے ! خالص خاص بت پرستی پر بحث کرتے جاؤ مثلاً جسوقت سری کرشن دیوجی دنیا مین ظاہر نہین ہوئے تہے۔ کیا اسوقت کوئی انکی پوجا کرتا تہا ؟ ہرگز نہین پہر اُنسے پہلے جب تک سری رامچندرجی نہ ہوے کوئی انکا پوجاری ہوا ؟ نہین۔ بلکہ جب ہنومان ہوئے تب انکی پوجا شروع ہوئی جب گنیش ہوئے تب انکی پوجا شروع ہوئی۔ اسی طرح اوپر کا وقت لیتے جاؤ یہانتک کہ خالص باری تعالے کی پوجا کا وقت نکل آوے۔ مثلاً فرض کرلین کہ برہماجی سرشٹی کی ابتدا مین یا وید کے ملہم اس سرشٹی کے ابتدا مین کسکی پوجا کرتے تہے اگر وہ باریتعالے کے پوجاری تہے اور موحد تہے تب وہ ضرور مسلمان تہے۔ اور لاریب مسلمان تہے۔ والحمد للہ علے ذالک

تکذیب صفحہ ۱۲ تا ۱۷ مین

تکذیب صاحب آریہ لفظ اور ہندو لفظ پر بحث کرتے ہین سو ان لفظون کی نسبت جو کچہہ میرے محسن جناب بابو طاسن مل ہادی ول ال بشیر مقیم پنڈدادنخان ضلع جہلم نے ارقام فرمایا ہے میرے نزدیک وہ مضمون نہایت راستی سے لکہا گیا ہے اُس مضمون اور اپنی ایک ابتدائی تحریر کو جو اس بحث پر (لفظ آریہ اور ہندو) کی

لہ - اور ابراہیم کی سنت سے وہی منہہ پہیرتا ہے جس نے اپنے تئین بیوقوف بنایا ہمنے تو اُسکو دنیا مین چن لیا اور انجام مین وہ نیکوکارون مین ہے جب اسکو اسکے رب نے کہا فرمانبردار ہوجا - اُس نے کہا مین رب العلمین کا فرمانبردار ہوا - اور ابراہیم اور یعقوب نے اپنی اولاد کو وصیت کی اے میرے بیٹو اللہ نے یہہ دین تمہارے لئے چن لیا تو تم اسلام (فرمانبرداری الہی) پر مرنا -

متعلق ہے جناب پادری صاحب نے دوبارہ بطور رسالہ لکہا ہے - جزاہ اللہ احسن الجزاء
پادری صاحب کی پہلی تحریر کو مرزا صاحب نے بہی شحنۂ حق مین نقل کیا اسپر کچھہ اور
زیادہ کرنا صرف تضیعی نگہارنا ہے - مگر اتنا زیادہ عرض کردینا شاید نامناسب نہو کہ آپنے
یا آپکے مصلح نے اس لفظ ہند یا ہندو پر بحث کرنے مین بالکل انصاف سے کام نہین لیا ہے
بحث الٹی مختلف اغراض کے واسطے چہیڑ دی - مین راستی سے کہتا ہون کہ مسلمان فاتح
لوگون نے اس نام کو ناشائستہ اختیار نہین کیا تہا - عربی کی مشہور لغت کی کتاب قاموس اللغات
ہے - اسمین اس لفظ کے مختلف معنے لکہے ہین - دیکھو عمدہ عمدہ معنے اسی لفظ ہند کیواسطے
موجود ہین - ہند سو اونٹ کے گلے کا نام ہے اور ایک عورت کا نام بہی جو عمرو
نام بادشاہ عرب کی والدہ تہی - بنو ہند ایک قبیلہ عرب کا نام ہے ہند ایک پہاڑ کا
نام ہے - تلوار کے تیز کرنیکو بہی ہند کہتے ہین اسواسطے مہند اس تلوار کو کہتے ہین جو بہت ہی
تیز ہو - حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف مین ایک انکا پیرو آپکے
سامنے کہتا ہے - ان الرسول لنور یستضاء بہ - سیف مہند من سیوف
الہند مسلول - ہندوان ایک نہر کا نام ہے جو خراسان مین واقع ہے ابو جعفر
فقیہ ہندوانی ایک بڑے بزرگ مسلمانون کے مقتدا وہانکے رہنے والے تہے - اور تعجب نہین
آریہ کے بزرگ اسی ندی کے کنارے سے آئے ہون - اسیواسطے وسط ایشیا کی واقف
اور فاتح قوم نے انکو ہندو کہا ہو - اور آری لفظ عرب مین کوئی عمدہ مدح کا لفظ نہ تہا
کیونکہ عربی آری طویلہ کو کہتے ہین - پس کیا تعجب ہے اگر ہمارے بزرگون نے بجائے
لفظ آری ہندو کا لفظ اخلاقی شریعت کے حکم سے زیادہ تر برتا ہو - یا اور کوئی باعث
خاص ہو جو دل آزاری کے سوا ہی - اب بہی عرب کے دار السلام مکہ معظمہ مین ہندی مسلمانونکے

شیخ کو شیخ الہنود کہتے ہین - والعلم عند اللہ -

مکذب نے تکذیب کے صفحہ ۷ اپنی مرزا صاحب کا قول "وہ (موجودہ آریہ مت) یہ ہیئت مجموعی کسی قدیم ہندو مذہب مین نہین جاتے" نقل کرکے شدت غضب سے سراسیمہ ہوکر عجب بے سر و پا جواب دیا ہے حقیقت مین خوش فہمی کی داد دیدی ہے - میرے نزدیک خفگی کا کوئی مقام نہین -

اول تو اسلئے کہ مرزا صاحب فرماتے ہین - "ہندو مذہب مین نہین جا سکتے" - اور ہندو ہونے سے خود آپکو اور آپکے معاونین آریہ کو انکار ہے - بلکہ تکذیب کے صفحہ ۱۳ مین ایک اپنے فاضل کا نکتہ لکھا ہے - اور وہان کہا ہے - کہ "جب تک ودّیا کا زور اور سچادون کی ترقی - ست دہرم کی طرف توجہ - وید مقدس پر عمل درآمد رہا - توہمات سے بیگانہ ایک پرمیشور کی پرستش رہی - یہ ملک آریہ ورت اور اسکے باشندے آریہ یا آریہ رہے - مگر جب سے اونہون نے طوق غلامی پہنا - بت پرستی اختیار کی - ہزارون لاکھون - کروڑون کے آگے سر جہکانے لگے - اصلی کتابون پر نقلون اور فسانون یعنے ویدون پر پرانون کو ترجیح دی - تب ہندو بنگئے اور ملک ہندوستان ہوگیا" - لاریب یہہ نکتہ صحیح اور درست ہے - تو پہر آپ کیون ابہی اس ہندو قوم کو آریہ فرماتے ہین - ابہی تو بقول آپکے بہی یہہ ملک **ہندوستان** اور اسکے باشندے ہندو نظر آتے ہین -

دوم - علے العموم ہندوستانی آپکے بہائی ہنوز بت پرست ہین اور آپکے نیتہہ کے منکر ہین بلکہ جین اور بدھ ہند کے باشندے - اس وید کے بہی **منکر** ہین - جسے آپ کلام الہی کہتے ہین - ہزارون توہمات مین آپکے برگزیدہ پہنسے ہوئے ہین بلکہ تمام قوم ابہی تک قدیم بزرگون کے نقش قدم پر چل رہی ہے - تعلیم یافتہ ہندو جماعت

لفظاً نہ سہی تو عملی طور پر وید کے خاص منکر ہین۔ پس آپ غور کیجئے۔ یہہ ملک ان معنون
سے موجب جو آپنے خود کئے ہین کیونکر ابھی آریہ ورت ہو سکتا ہے انصاف انصاف انصاف!!!
سوم۔ اگر اس ملک کے لوگ وید کے مخالف ہوتے تو غیر مذہب والے یہان بالکل
حکومت نکر سکتے کیونکہ آپ کا دعوے ہے "وید وکت ریتی سے ہمیشہ آرام ملتا ہے" اور
ظاہر ہے کہ رعایا بننے سے بڑھکر کوئی بے آرامی نہین۔ اور غیر ملک والون کے ماتحت رہنے
سے بڑھکر کوئی ذلت وخواری نہین۔ اگر آپکے بزرگ دیانندی پنتھ کے پیرو ہوتے تو
بقول آپکے اس ذلت و خواری مین مبتلا نہوتے۔ یا یون کہا جاوے کہ پورے دین یا دنیا
وید وکت ریتی کے مطابق پوربلی جنم مین بزرگ آریہ تھے اس جنم مین اپنے نیک اعمال
کا پھل بھوگ رہے ہین۔ اور چونکہ بھلائی کا نتیجہ بھی بھلائی ہوتا ہے اور باری تعالےٰ
دہوکہ باز نہین اسلئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس ذلت اور نیکی کو اونکے لئے وبال
نفرماوے گا یا ویدون کی دعائین جو صرف دشمنون کی تباہی۔ اور ہلاکت کیواسطے
تہین سالہا سال سے بیکار ہوگئین بلکہ اولٹی پڑین۔ پس یا تو دعائین الہامی نہین یا
آپکے قدیم آریون کے اعمال نہایت خراب تھے کہ انکو دنیوی عیش و آرام کے ساتھ
اصل ابدی دہرم ہدایت نہوا۔ اصل یہہ ہے کہ آپنے "بنیت مجموعی" کا لفظ جو مرزا صاحب
کے کلام مین مندرج تھا نہین دیکھا۔ یا اسپر توجہ نہین کی ؛

مکذب۔ "قرآن صرف اقتباس سابقہ کتب کا ہے"۔

مصدق۔ اسکا مفصل جواب ہمنے رد ضمارے مین دیا ہے۔ اور آپکو بہی مختلف مقامات
پر اسکا جواب دینگے ؛

یہہ نمبر ۳ صفحہ ۴۰ مین ارقام فرمایا ہے "لقمان۔ اور سکندر کے قصے ہمنے (دور از قیاس)

یونانیون کی تواریخون سے جلوہ دکھایا۔ سنئے صاحب!

قران نے لقمان کا قصہ جہان بیان کیا ہے۔ اس سورہ کا نام سورہ لقمان ہے جو اکیسوین
سپارہ مین موجود ہے۔ مہربانی کرکے وہ قصہ سنئے۔ آپکو اپنے انصاف اور نیک نیتی
اور استعداد اور عربی دانی کا خود بخود پتا لگ جائیگا۔

وَلَقَدْ اٰتَیْنَا لُقْمٰنَ الْحِکْمَةَ اَنِ اشْکُرْ لِلّٰهِ ؕ وَمَنْ یَّشْکُرْ فَاِنَّمَا یَشْکُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ
وَمَنْ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ حَمِیْدٌ ۝ وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ یَعِظُهٗ
یٰبُنَیَّ لَا تُشْرِکْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ ۝ وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ
بِوَالِدَیْهِ ۚ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰی وَهْنٍ وَّفِصٰلُهٗ فِیْ عَامَیْنِ اَنِ اشْکُرْ لِیْ
وَلِوَالِدَیْکَ ؕ اِلَیَّ الْمَصِیْرُ ۝ وَاِنْ جَاهَدٰکَ عَلٰۤی اَنْ تُشْرِکَ بِیْ مَا لَیْسَ
لَکَ بِهٖ عِلْمٌ ۙ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِی الدُّنْیَا مَعْرُوْفًا ۫ وَّاتَّبِعْ سَبِیْلَ
مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ ۚ ثُمَّ اِلَیَّ مَرْجِعُکُمْ فَاُنَبِّئُکُمْ بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ یٰبُنَیَّ
اِنَّهَاۤ اِنْ تَکُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَکُنْ فِیْ صَخْرَةٍ اَوْ فِی السَّمٰوٰتِ اَوْ فِی
الْاَرْضِ یَاْتِ بِهَا اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَطِیْفٌ خَبِیْرٌ ۝ یٰبُنَیَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ
بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَاصْبِرْ عَلٰی مَاۤ اَصَابَکَ ؕ اِنَّ ذٰلِکَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝
وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّکَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ کُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ۝
وَاقْصِدْ فِیْ مَشْیِکَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِکَ ؕ اِنَّ اَنْکَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِیْرِ ۝

ملہ ہمنے لقمان کو حکمت (اپنی پہچان) دی کہ تو اللہ کا شکر گذار ہو اسلیئے کہ جو شکر گزار ہوا ہمین اسکا اپنا فائدہ ہے - اور جس نے کفران نعمت کیا وہ جان لے کہ اللہ غنی ہے تعریف کیا گیا - اور جب لقمان نے وعظ کرتے اپنے بیٹے سے کہا اے پیارے بیٹے اللہ سے شرک مت کر کیونکہ شرک بڑا بہاری ظلم ہے - ہمنے انسان کو والدین سے حسن سلوک کا حکم دیا ہے - اسکی ماں نے دکھ پہ دکھ سہکر اسے پیٹ مین رکھا - اور دو سال مین اسکا الگ ہونا ہوا - تو اب میرا اور اپنے والدین کا شکر گزار ہو - اور پھر آنا میری طرف ہے - اور اگر تیرے ماں باپ
۱۵ تجھے شرک کرنے پہ تجھے مجبور کرین جس سے تو بالکل نادان ہے تو ان کا کہا مت مان - اور دنیا مین انکے ساتھ نیک سلوک کر

ان آیات کریمہ پر غور فرمائیے - اور داد دیجئے - نہ صرف داد بلکہ قبول فرمائیے - مین ہمکو
حق کیطرف بلاتا ہون اور بے انصافی کے سخت وبال سے آگاہ کرتا ہون - دیکہو وہ
مرتا ہے اور بہلائی اور برائی کا نتیجہ پاتا ہے کیا یہہ دور از قیاس ہے ؟ - انصاف سے
کہئے - بلکہ یہہ قصہ تمام بہلائیون کا مجموعی عطر ہے - ہان بت پرست ناشائستہ خلق
آدمی اسکو دور از قیاس کہے تو ممکن ہے - رہا سکندر کا قصہ جسکو آپنے دور از قیاس
لکہا ہے - مین راستی اور خیر خواہی سے عرض کرتا ہون سکندر کا نام تمام قرآن کریم
مین ہرگز موجود نہین - کسی صحیح حدیث مین رومی سکندر کا قصہ جناب خاتم الانبیا محمد صلی اللہ
علیہ وسلم نے نہین فرمایا - پہر کہتا ہون ہرگز سکندر کا قصہ قرآن کریم مین نہین - پہر رومی
سکندر کا جو مشرک اور بت پرست تہا - اور آخر کار شراب خوری مین ہلاک ہوا -
مجہے یقین ہے - کہ یہہ خیال آپکو قرآن کریم کے مطالعہ اور عربی دانی سے نہین آیا
بلکہ اس موقع پر آپنے پادری صاحبان یا منشی اندرمن صاحب یا کسی اور صاحب کی
خوشہ چینی فرمائی ہے آپنے ذوالقرنین کے قصہ کو جو قرآن مین موجود ہے - سکندر کا
قصہ تجویز کیا - اور دہوکا کہایا - صاحب من وہ قصہ کتاب دانیال سے ایک مشکل
مقام کی تفسیر ہے -

سنئے

دانیال کی کتاب مین - جو بائبل کے مجموعہ مین ستائیسوین کتاب ہے - اسکے آٹہہ باب

ص بقایا حاشیہ ص ٦٣ سنگت کہہ اور میری جانب رجوع کرنیوالون کی راہ کے پیچہے چل پہر تم سب کا لوٹنا میری طرف ہے مین
تمکو تمہارے عملون کی خبر دونگا - اے پیارے بیٹے اگر رائی کے ایک دانے کے برابر کوئی چیز کسی چٹان کے تلے ہو یا آسمانون
مین یا زمین مین اللہ اسے لے آویگا یقینًا اللہ لطیف و خبیر ہے - اے بیٹے نماز کی پابندی کر نیک باتون کا امر کیا کر بدی کو روک اور مصیبتون
پر صبر کر یقینًا یہہ بڑے حوصلہ کی بات ہے - اور لوگون سے اپنی گال لین مت جہکا گہمنڈ مت کر اور زمین پر اترا کر مت چل یقینًا
اللہ مغرور بڑائی جتانیوالے کو پیار نہین کرتا - اور اپنی چال مین میانہ روی اختیار کر اور اپنی آواز نیچی کر اگر کسی کی آواز بری ہے کیونکہ
سب سے بری آواز گدہے کی آواز ہے ؛

۴ آیت میں حضرت دانیال نبی کا مکاشفہ ہے۔ دانیال کی نبوت اور اُسکا مکاشفہ آپکے
نزدیک کیسا ہی ہو اور کچھ ہی وقعت کیون نہ رکہے۔ الا یہود اور عیسائیون مین جو قصہ
ذوالقرنین کے مسائل اور مجیب کے مخاطب تہے، یہہ مکاشفہ صحیح اور دانیال
کی کتاب صحیح اور مسلم ہے اور اس مکاشفہ مین یہہ بات مندرج ہے۔
تب مینے اپنی انکہہ اوٹہا کر نظر کی تو کیا دیکھتا ہون کہ ندی کے آگے ایک مینڈہا کہڑا
ہے۔ جسکے دو سینگ تہے اور وہ دو سینگ اونچے تہے اور ایک دوسرے سے بڑا تہا"
پہر دانیال کو جبرائیل نے اُس مکاشفہ اور خواب کی تعبیر بتائی کہ مینڈہا جسے
تو نے دیکھا کہ اسکے دو سینگ ہین سو وہ ماد اور فارس کی بادشاہت ہے دانیال
(۸-۲۰) قران نے اسی بادشاہ کا تذکرہ کیا۔ اور نہایت راست اور صاف فرمایا ہے
اسمین کوئی دور از قیاس بات مندرج نہین اب مین وہ سارا قصہ نقل کرتا ہون۔
یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنْ ذِی الْقَرْنَیْنِ قُلْ سَاَتْلُوْا عَلَیْكُمْ مِّنْهُ ذِكْرًا۔
تفسیر دو سینگ والا وہی ماد - فارس کی بادشاہت جسکا ذکر دانیال ۸ باب
۴ مین ہے۔
اِنَّا مَكَّنَّا لَهٗ فِی الْاَرْضِ وَاٰتَیْنٰهُ مِنْ كُلِّ شَیْءٍ سَبَبًا۔
الارض کا ترجمہ مینے خاص ملک مین کیا ہے۔ جاننے والے تو اسکا سر جانتے ہین مگر
ہم کہو لے دیتے ہین۔ کہ الف اور لام عربی لٹریچر مین خصوصیت کے معنے بہی دیتا ہے
بلکہ عزرا نبی کی کتاب باب ۱- آیت ۲ سے جسکا ذکر آگے آتا ہے اور یہی قران کی

ل - تجہسے ذوالقرنین (دو سینگ والے) کی بابت پوچہتے ہین تو کہہ مین ابہی اسکا قصہ تمہین سناتا ہون۔
۵ل - ہمنے زور دیا اسکو فارس ہین ہین۔ اور دیا ہمنے اسکو ہر طرح کا سامان اور وہ تاریخ ہوا ایک سامان کا۔

صداقت ظاہر ہوتی ہے ÷

حَتّٰى إِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِي عَيْنٍ حَمِئَةٍ وَّوَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًا

تفسیر یہہ بادشاہ جو دانیال کے خواب مین دو سینگ کا مینڈھا دکھائی دیا اور فارس و مادی کا حکمران ہوا۔ اسکا نام خورس ہے جب وہ بلاد شام اور شمالی غرب کو فتح کر چکا تو بلیک سی یا بحر اسود کا دوسرا سمندر یا اور اسکا کالا دلدل آگئے گیا۔ اتنے بڑے سمندر کا کنارہ کیقباد کو کہان نظر آسکتا تہا وہان اُسے سورج سمندر مین ڈوبتا دکھائی دیا۔ قران یہہ نہین فرماتا کہ فی الواقع سورج کالے پانی مین ڈوبتا تہا۔ بلکہ کہتا ہے کہ اُسنے یعنے ذوالقرنین نے سورج کو کالے پانی مین ڈوبتا پایا۔ لفظ وجدہا تغرب پر غور کیجیے۔ جسکے معنے ہین پایا اُسنے اسکو کہ ڈوبتا ہے اور یہہ نہین کہا۔ وکان ہناك تغرب الشمس کہ وہان واقعی سورج ڈوبتا تہا۔ یہہ ایسا نظارہ ہے جسے ہر ایک بحری سفر کرنے والے کی آنکہیں دیکہا ہے کہ وسیع اور اتہاہ سمندر مین سورج اُسی مین سے نکلتا اور اُسی مین پہر ڈوبتا دکہائی دیتا ہے اسی قدرتی منظر کو جو ذوالقرنین کے پیش نظر واقع ہوا قدرت کی صحیح نقل یعنے قران نے بیان کیا۔ کورس یا خورس کا تسلط پچہم زمین پر ہوا۔ اول تو دانیال ۸ باب ۴ مین ہے "مین نے اس مینڈہے کو دیکہا کہ پچہم اتر دکن کو سینگ مارتا ہے"۔ دوم۔ تواریخ ایران پر نظر ڈالو۔ اس واقعہ کے مفصل حالات اُس مین ملینگے ÷

۱۔ یہانتک کہ جب وہ پچہم مین پہنچا اُسے ایسا معلوم ہوا کہ سورج دلدل کے چشمہ مین ڈوبتا ہے۔

قُلْنَا يَا ذَا الْقَرْنَيْنِ إِمَّا أَنْ تُعَذِّبَ وَإِمَّا أَنْ تَتَّخِذَ فِيهِمْ حُسْنًا ۝
قَالَ أَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهُ ثُمَّ يُرَدُّ إِلَىٰ رَبِّهِ فَيُعَذِّبُهُ عَذَابًا نُكْرًا
فَأَمَّا مَنْ آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُ جَزَاءً الْحُسْنَىٰ وَسَنَقُولُ لَهُ مِنْ أَمْرِنَا يُسْرًا

تفسیر - غرض ماد اور فارس کی سلطنت جب بلاد شام پر فتحیاب ہوئی - تو اسکے بادشاہ نے حسب وحی الٰہی اور الہام خداوندی وہان بدون کو سزا اور نیکون کو انعام دیئے - اگر کسیکو یہود اور عیسائیون سے جو قصے کے مخاطب ہین اس کی نیکی اور بزرگی بلکہ ملہم ہونے مین کلام ہو تو وہ عزرا کی کتاب دیکہے - شاہ فارس خورس یون فرماتا ہے - کہ خداوند آسمان کے خدا نے زمین کی سب مملکتین مجہے بخشین اور مجہے حکم کیا ہے "عزرا باب ۱-۲ - اس سے یہہ ظاہر ہے کہ حسب کتب مقدسہ وہ حکم الٰہی کا پابند اور مملکتون کا بادشاہ تہا -

ثُمَّ أَتْبَعَ سَبَبًا ۝ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلَىٰ قَوْمٍ
لَمْ نَجْعَلْ لَهُمْ مِنْ دُونِهَا سِتْرًا ۝ كَذَٰلِكَ وَقَدْ أَحَطْنَا بِمَا لَدَيْهِ خُبْرًا

تفسیر - جب خورس بلوچستان مین پہنچا تو وہان کے لوگ بے خانمان پائے جنکی چہت آسمان اور بستر زمین تہا یہہ لوگ جب بالکل خانہ بدوش جنگلی تہے -

ثُمَّ أَتْبَعَ سَبَبًا ۝ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ بَيْنَ السَّدَّيْنِ وَجَدَ مِنْ دُونِهِمَا قَوْمًا

۱ - ہمنے کہا اے ذوالقرنین تو دو طرح کا برتاؤ کر یا سزا دے اور چہرہ مندانہ رحم کر یعنے سزا کے لائقون کو سزا اور رحم کے لائقون پر رحم کر - اسنے کہا ظالمون کو ہم سزا دینگے پہر اپنے رب کے ہان جاکر اُن پر سخت عذاب ہوگا - پر مومن اور نیکوکار کے لئے نیک بدلہ ہے اور ہم بہی اُس سے حسن سلوک سے پیش آوینگے -

۲ - پہر وہ سازوسامان کر کے روانہ ہوا جب پورب مین پہنچا وہان سورج کے تلے ایسے لوگ پائے جن پر سورج کے سوا کسی چہت کا سایہ نہ تہا - ایسا ہی تہا اور ذوالقرنین کے لاؤلشکر کا حال ہم کو خوب معلوم ہے -

۳ - پہر سامان کیا اور وہ دو فاصل پہاڑون کے درمیان پہنچا - اور ان پہاڑون کے ورے ایک ایسی قوم کو پایا جو بات سمجہنے مین کمزور تہی -

لَا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ قَوْلًا۔

تفسیر۔ یہہ وہ مقام ہے جو ایران کے شمال مین دربند کرکے مشہور ہے اور اُسکے قریب ابتک قبہ نام ایک بستی اسی کیقباد خورس کے نام سے قرآن کی تصدیق کے لئے موجود ہے۔

قَالُوْا[له] ۔ يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِنَّ يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلٰٓى اَنْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ سَدًّا۔

تفسیر۔ یاجوج اور ماجوج کون ہین؟ غور کرو!۔ روضۃ الصفا کے خاتمہ مین لکھا ہے "اقلیم چہارم مشرق سے شمال چین سے گذر کر تبت اور جبال کشمیر اور بدخشان کے شمال سے اور بلاد یاجوج اور ماجوج کے جنوب سے مغرب کو چلی جاتی ہے"۔ یہہ تو اقلیم چہارم کا قصہ مختصر ختم ہوا۔ اب لیجیے اقلیم ششم۔ اسکی بابت لکھا ہے "بلاد یاجوج و ماجوج سے یہہ اقلیم ششم شمال مین ہے"۔ پس ہر عاقل اب اچھی طرح سمجھ سکتا ہے کہ بلاد یاجوج اور ماجوج اقلیم پنجم مین ہے۔ پس جیسے شاہنامہ مین لکھا ہے کہ باختر کے شمال مین یعنے بخارا کی جانب یاجوج ماجوج کا مسکن ہے بالکل ٹہیک ہے۔ غیاث اللغات مین جس سے مکذب نے تفصیل مذاہب اسلام کے لئے کئی ورق نقل کئے ہین۔ یہہ مضمون صاف لکھا ہے۔ اور تفسیر بیضاوی مین لکھا ہے "دربا مین آذربائیکان اور آرمینیہ کے ذوالقرنین نے تیس میل کی دیوار بنائی تہی"۔ اور تفسیر معالم مین سُدّی اور قتادہ سے روایت ہے کہ ترک کو ترک اسواسطے

له۔ اُنہون نے عرض کیا اے ذوالقرنین یاجوج و ماجوج ہمارے ملک مین آکر فساد کرتے ہین۔ ہم تجہہ کو روپیہ دیتے جو تو انکے اور ہمارے درمیان ایک دیوار کہینچ دیوے۔

کہتے ہین کہ ذوالقرنین نے یاجوج اور ماجوج کے بائیس قبیلون مین سے اُنکو چھوڑکر باقی قومون کے حملون کی روک کیواسطے دیوار بنائی تہی - اور ضحاک سے روایت کیا ہے "یاجوج ماجوج ترکون کی قوم سے ہین - یہہ کچھہ تذکرہ ایشیائی عام اور مشہور کتابون کا تہا جنہین کسی الہامی کتاب سے استدلال نہین کیا - اب سُنئے حزقیل کے ۳۸ باب مین لکھا ہے (یہہ کتاب بائیبل کے مجموعہ مین دانیال سے پہلے ہے) اے جوج روس اور مشک (ماسکو) اور طوبال کے سردار مین تیرا مخالف ہون اور مین تجھے پہرا دونگا اور تیرے منہہ مین ہنسیان مارونگا" ۳ و ۴ - اور اسی باب کی آیت اول و دوم مین ہے - "اے آدمزاد تو جوج کے مقابلے مین جو ماجوج کی سرزمین مین بستا ہے - اور روس اور مسک اور طوبال کا سردار منہہ کر اور اُسکے برخلاف نبوت کر" اس سے ناظرین یقین کرینگے کہ روس بے ریب یاجوج ہے گویا جوج کی اور قومین یہی ہون - یاجوج کی تحقیق ختم ہوئی - اب ماجوج کا حال سنئیے حزقیل کے ۳۹ باب ۶ آیت مین ہے "اور مین ماجوج پر اور اُنپر جو جزیرون پر بے پرواہی سے سکونت کرتے ہین ایک آگ بھیجونگا -

اُس زمانے مین ایسی دیوارون سے حملون کی روک ہو جاتی تہی - دیکھو چین کی دیوار ایسے حملون اور یاجوجی قومون کی روک کیواسطے اہل چین نے بنائی تہی اور اُنکے لئے اُسوقت کی حالت کے مناسب مفید اور کارگر ہوئی -

قَالَ مَا مَكَّنِّي فِيهِ رَبِّي خَيْرٌ فَأَعِينُونِي بِقُوَّةٍ أَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ رَدْمًا

ف - کہا جو قدرت میرے رب نے مجھے دی ہے وہی بہتر ہے - تو تم مجھے صرف اپنے زور سے مدد دو مین تم مین اور ان مین ایک مضبوط دیوار بنادونگا تم میرے پاس لوہے کے ٹکڑے لے آؤ - آخر جب اسنے دونو پہاڑون مین برابر کردیا کہا دہونکو - آخر جب اسکو گرم آگ سا کردیا بولا میرے پاس لاؤ مین اس پر پگہلا ہوا تانبا ڈالونگا - پہر ان سے نہ ہوسکا کہ اس سے پہاند جاسکین اور نہ ہی ہوسکا کہ اس مین چہید کرسکین -

اٰتُوْنِیْ زُبَرَ الْحَدِیْدِ حَتّٰی اِذَا سَاوٰی بَیْنَ الصَّدَفَیْنِ قَالَ انْفُخُوْا حَتّٰی اِذَا جَعَلَهٗ نَارًا قَالَ اٰتُوْنِیْ اُفْرِغْ عَلَیْهِ قِطْرًا فَمَا اسْطَاعُوْا اَنْ یَّظْهَرُوْهُ وَمَا اسْتَطَاعُوْا لَهٗ نَقْبًا۔

پس آخر یہ جنگجو قومیں نچلی نہ بیٹھ سکیں۔ جب تک ... اور مدتیں نہ گذریں ... بلاد میں آہستہ آہستہ پھیل گئیں۔ گویا تموج سے جیسا سمندر آبادیاں ...

قَالَ هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّیْ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّیْ جَعَلَهٗ دَکَّآءَ وَکَانَ وَعْدُ رَبِّیْ حَقًّا۔

تفسیر: جن حملہ آوروں کے لئے وہ دیوار روک تھی کچھ اور بلاد میں چلے گئے اور بہتوں میں ریاستیں اور سلطنتیں قائم کر لیں۔ آخر عجیب عجیب رستوں سے بعد ہزار سال ہجری وہ قومیں پھر اس ملک پر پہنچنے کے لئے آہستہ آہستہ متوجہ ہوئیں جسکی طرف انکے پہلے مورث متوجہ تھے۔ اور اسطرح کتب مقدسہ کی سچائی ظاہر ہونے لگی۔

وَتَرَکْنَا بَعْضَهُمْ یَوْمَئِذٍ یَّمُوْجُ فِیْ بَعْضٍ وَّنُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا۔

تفسیر مکاشفات یوحنا کے بیسویں باب کے ساتویں آیت سے پڑھو۔ اور جب ہزار سال ہو چکیں گے (یہہ ہزار سال حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت سے ہیں اور شمسی قمری مہینوں کا حساب ناظرین یہاں سوچ کر لیں) اپنے قید سے چھوٹے گا۔

---

(۱) کہا یہ میرے رب کا احسان ہے۔ پھر جب میرے رب کا وعدہ آیا اسکو چورا چور کر دے گا۔ اور ہے میرے رب کا وعدہ سچا۔

(۲) اور چھوڑ دینگے ہم اس دن کہ وہ آپس میں لڑ کٹ مریں۔ اور نرسنگا پھونکا جاوے گا پھر ہم ان سب کو اکٹھا کریں گے

اور نکلے گا تا کہ ان قوموں کو جو زمین کی (وہی خاص ہیں یورپ اور ایشیا کی زمین میں)
چاروں کونوں میں ہیں بہکائے یاجوج اور ماجوج کو فریب دیئے اور انہیں لڑائی کے لیے
جمع کرے - ان قدیمی نوشتوں اور روس اور انگریز - جرمن اور فرانس کے تسلط
پھر ہزار سال ہجری کے بعد سے عرب اور شام کے چاروں کونوں پر شروع ہوا -
غور کی نگاہ سے دیکھو ! - اور دیکھو ! سنہ ۱۹۱۱ء سے کس طرح یہ قومیں اسلامی بلاد پر مسلط
ہو رہی ہیں ! - اگر انگریزی تواریخ کچھ بھی شہادت رکھتی ہے - اور آج یہ قوم یعنی انگریز دنیا
سے اعلےٰ نسل میں متحد ہے - جو تحقیق لیتھم برج وغیرہ محققان یورپ سے مسلم ہے تو یہ بھی
ماجوج میں داخل ہیں - تو ہم اتنی کی اس تیز ترقی کو اپنی مقدس کتابوں کی صداقت
ہی یقین کرینگے - مگر یقینی رائے قایم نہیں کر سکتے کہ ہندوستانی اور انگریز ایک ہی ہیں
ہمارا علم اس تحقیق تک پہنچنے سے ابھی تک قاصر ہے ؏

قرآن کو نازل ہوئے تیرہ سو برس گذرے اور مکاشفات اور حزقیل نبی کی کتاب
کو اور بھی بہت زمانہ گذرا - مگر اللہ تعالےٰ کی طرف سے جو عالم بالجزئیات و الکلیات ہے ان کا
ہونا کیسے واضح دلیلوں سے ثابت ہوا - اب یہ دونوں قومیں یاجوج روس اور ماجوج
انگریز کیسے نزدیک آپہنچے ہیں اور بہت ہی قریب ہے کہ دونوں آپس میں
الجھ پڑیں اور قرآن کریم کا یہ فرمانا - وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَمُوجُ فِي بَعْضٍ جو ہمیشہ
سے صادق ہے تمام آنکھوں کو اپنی سچائی دکھا دے - دیکھو مکاشفات ۲۰ باب ۹
اور انہوں نے مقدسوں کی چھاونی اور عزیز شہر کو گھیر لیا تب آسمان پر سے خدا کے پاس سے آگ
اتری اور انکو کھا گئی - اور برا اندیشہ کریگا - اور تو کہیگا کہ میں دیہات کی سرزمین
(وادی الفرسی کا منظومہ) پر چڑھونگا - میں انپر جو چین میں ہیں - اور آرام سے بستے ہیں

جو شہرپناہ مین نہین رکھتے اور بغیر اڑبنگون اور پہاٹکون کے بستے ہین حملہ کرونگا
تاکہ تو لوٹے اور مال کو چھین لے اور تو اپنا ہاتھ ان ویرانون پر جو اب بسے ہین اور
ان لوگون پر جو ساری قومون سے فراہم ہوئے (دیکھو اہل مکہ و مدینہ) جنہون نے
مال اور مویشی حاصل کئے۔ اور جو زمین کی ناف پر بستے ہین (عرب سے مراد) پادری صاحبان
جو یورپ کو زمین کی ناف کہنے سے ہنستے ہین یہان ذرا انصاف کرین) پیلا دی ہے۔ اور
سبا۔ ددان اور ترسیس کے سوداگر اور ان کے سارے شیر ببر تجھے
کہینگے۔ کیا تو غارت کرنے آیا"۔ حزقیل ۳۸۔ باب ۱۰۔ ۱۳۔

یہہ واقعات اسلئے لکھے ہین اور یہہ تذکرہ صرف اسی واسطے کیا ہے کہ الہام
کی قدر نکرنے والے کچھ تو ان زبردست پیشین گوئیون کی صداقت کا لحاظ کرکے
الہامی کتابون کی بے ادبیون سے باز آوین اور غور کرین کہ یاجوج کے باہمی فساد
کا کب اور کس حالت اور کس زمانے مین ذکر کیا گیا جسکا ظہور آج آنکھ سے مشاہدہ کر
رہے ہین ۔ یاجوج اور ماجوج دونون قومون کی نسبت بعض مصنفون نے یہہ
بھی لکھا ہے کہ وہ دراز گوش ہین"۔ اس فقرہ کے سمجھنے مین بہت لوگون نے جو
مقدس کتابون کی طرز کلام سے بالکل ناآشنا ہین۔ کئے غلط نتیجے نکالے ہین مگر
وہ یاد رکھین کہ دراز گوش گدہے کو کہتے ہین اور جو آدمی علم کے مطابق عمل نکرے تو
بھی الہامی زبان مین گدہے سے تشبیہ دی گئی ہے۔ دیکھو قرآن مین آیا ہے۔
مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرَاةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا۔

---

۵ ان لوگون کی مثال جن پر توریت اٹھوائی گئی پھر انہون نے اسکو نہ اٹھایا گدہے کی مثال ہے جس پر
کتابین لدی ہین

اور ظاہر ہے کہ روس اور انگریز جرمن اور ڈنمارک والے الٰہیات کے سچے علوم اور روحانی برکات سے بالکل محروم ہین علم الٰہیات اُنکا نہایت کمزور ہے - اور ہمیں پختہ یقین ہے - کہ ہمارے علمی مذاق والے آریہ بھی اِس کے ماننے سے انکار نہین کر سکین گے ؛

تکذیب صفحہ ۱۲ مین

مکذب صاحب ! مرزا صاحب کا قول نقل کرتے ہین - "پہلا اصول اس فرقہ آریہ کا یہہ ہے پرمیشور روحون اور اجسام کا خالق نہین - بلکہ یہہ سب چیزین پرمیشور کی طرح قدیم اور انادی ہین" - اور پھر اسکے جواب مین فرماتے ہین - آریون کا یہہ پہلا اصول نہین ہے بلکہ آریون کا پہلا اصول اور ہی ہے "

مصدق - گبھرائی نہین اپنی کتاب تکذیب ہی کے صفحہ ۳۴ پر نظر فرمائی "سنسار مین جتنے مذاہب ہین عقل کو صندوق مین بند کر قفل لگانا اپنا پہلا اصول جانتے ہین ان مذاہب مین فسٹ نمبر دین محمدی ہے" غور کیجیے ! **تمام مذاہب** پر آپنے یہہ الزام جڑ دیا ہے کہ عقل کو صندوق مین بند کر قفل لگانا انکا پہلا اصول ہے - اور اس معاملہ مین محمدی مذہب کو فسٹ نمبر قرار دیا ہے حالانکہ عقل کو بند کرنا اور اس سے کام نہ لینا کسی مذہب کا پہلا اصول نہین !!! - اسلامیون کا پہلا اصول اگر آپکو معلوم نہین تو ایک مسلمان بچہ سے پوچھ لیجیے - وہ یہی یہی کہیگا - اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ یعنے کوئی پرستش کے لائق نہین بجز ایک معبود حق کے عیسائیون اور یہودیون سے پوچھیے وہ بھی یہی کہین گے اور اپنا پہلا اصول یہی بتائینگے کہ "خدا کو تو سارے دل ساری جان اور ساری قوت سے پیار کر" - یہی شریعت کا پہلا اور بڑا حکم ہے - دیکھو متی ۲۲-۳۷ و لوقا ۱۰-۲۷ - استثنا ۶-۵ - ۱۰-۱۲ و ۱۱-۱۳

سوچئے تو سہی آپ اس الزام کا کیا جواب دے سکتے ہین جو اسکا جواب تحریر کرین وہی
مرزا صاحب کیطرف سے یقین کرین۔

مرزا صاحب نے جو فرمایا اُنکا منشا یہہ ہے کہ پہلا اصول جسپر اُن کو آریہ سے مخالفت ہے یہی پہلی **اصل** ہے جسے خود آپ نے بھی مان لیا ہے چنانچہ آپنے عین موقع انکار پر صفحہ ۲۲ سے ۲۶ تک ارواح کے غیر مخلوق اور مادہ عالم کی انادی ازلی ہونیکے دلائل شروع کر دیئے ا۔ باری تعالےٰ کے خالق ارواح ہونے سے انکار کر گئے ا۔

تکذیب صفحہ ۲۲ مین

مکذب۔ آریہ مذہبی لوگون کی طرح پانچہزار یا چہہ ہزار سال سے خالق۔ رازق مالک۔ رحیم عادل اور قادر مطلق نہین مانتے"

مصدق۔ تمام **قران** کریم اور **حدیث** نبی رؤف الرحیم مین سے یہہ بات نکال دیجئے۔ کہان اسلام نے کہاہے ؟ کہ خدا پانچ چہہ ہزار سال سے خالق رازق۔ مالک رحیم۔ عادل اور قادر مطلق ہے۔ خدا کیواسطے کچھہ تو خوف الٰہی کو دل مین جگہہ دو! عدالت الٰہی کا دھیان کرو! صرف نفسانیّت اور صرف دنیوی پالسی کس کام آویگی باری تعالیٰ عالم الغیب اور منتر یامی اور عادل ہے علیم بذات الصدور ہے۔ راستی پر اپنے فضل سے آرام کا داتا ہے۔ مسلمان تو اللہ تعالےٰ کو ہمیشہ سے خالق رازق مالک عادل رحیم قادر یقین کرتے ہین بلکہ ایک **جم غفیر** مسلمانون کا عینیت صفات کا **قائل** ہے جسمین صاف عیان ہے کہ صفات اپنے موصوف سے علیٰحدہ نہین ہوسکتین۔ گو راقم عینیت صفات کا قائل نہین۔ مگر یہہ اعتقاد رکھتا ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنی صفات سے کبھی خالی نہین ہوسکتا بلکہ کوئی **موصوف** کسی وقت اپنے لازمہ

صفات سے خالی نہین ہوسکتا - اگر اللہ تعالے کا خالق رازق ہونا بلحاظ انسانی پیدائیش کے آپ لیتے ہین تو بتائیے مرنے کے وقت انسان کہان ہوتے ہین جنکا وہ خالق رازق ہوتا ہے ؟

ہم زیادہ بحث نہین کرتے - پانچ چھ ہزار برس سے کل مخلوق کی پیدائیش کا زمانہ بلکہ انسانی پیدائیش کا زمانہ قران کریم یا حدیث نبی رحیم سے نکال دیجئے بس اسی پہ فیصلہ ہے - تعجب ہے - کہ آپ نے خود صفحہ ۲۳ مین ارقام فرمایا ہے - "یہ امر مسلم فریقین ہے کہ پرمیشور اور اسکی صفات اور علم اور ارادہ قدیم ہین ہو اسطے بہہ بحث کی ضرورت نہین - پھر مین کہتا ہون - اگر یہہ بات مسلم فریقین ہے تو آپ نے صفحہ ۲۲ مین کس بنا پہ اسلام کو الزام لگایا کہ محمدی پانچھزار سال سے اللہ تعالے کو خالق رازق جانتے ہین ! - غرض اسلام تو اللہ تعالے کی اتنی مخلوق کا قائل ہے - جو حد و شمار سے باہر ہے - دیکھو قران کریم مین صاف موجود ہے

وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ[1] - وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِنْ عِلْمِهِ

اور اسلامیون کی مسلم الثبوت اور اعلے درجہ کی کتاب صحیح بخاری مین کَانَ اللّٰهُ غَفُورًا کے یہہ معنے لکھے ہین -

لَمْ يَزَلْ[2] كَذٰلِكَ فَإِنَّ اللّٰهَ لَمْ يُرِدْ شَيْئًا إِلَّا أَصَابَ بِهِ الَّذِي أَرَادَ -

منشی لیکھرام صاحب دیانندی مسافر یا انکے کسی معین شرما صاحب یا کسی اور ورما صاحب نے ارواح اور مادہ عالم کے قدم اور مادہ اور اروح کے غیر مخلوق ہونے پہ تکذیب براہین مین کئی صفحہ لکھے ہین اور ایسی نئی (اقلیدس) ایجاد کی ہے کہ

---

[1] تیرے رب کے لشکرون کو سوائے اسکے کوئی نہین جانتا اسکے کسیقدر علم کا بھی احاطہ نہین کرسکتے -

[2] یعنی اللہ تعالی ہمیشہ ایسا ہی ہے بیشک اللہ تعالے نے جب ارادہ کرتا ہے وہ کام ہو ہی جاتا ہے - (بخاری تفسیر سورہ حم سجدہ -

منقود شیالہ کی پوری تلافی کردی ہے اور ثابت کر دیا ہے کہ واقعی ہندوستان علوم
قدیمہ کا مخزن ہے حسب طرز اقلیدس کے قبل دعاوے اور دلائل کے علوم متعارفہ قایم
کئے ہین اس سے پہلے تو مین نے سنا ہوا تہا کہ علوم متعارفہ وہ علوم ہوتے ہین جو عرفا
مانے ہوئے اور علے العموم مسلم ہون مگر مکذ ہین کے علوم متعارفہ مانند انکے اور انکو
ہیبت نے کاموں کے نرالے اور بس ایجاد بندہ ہی ہین - کیونکہ یہہ علوم متعارفہ
نہ کبے سب عرفا مسلم ہین اور نہ علے العموم عقول سلیمہ کے نزدیک معبر ہین اور
پسند ہین - بلکہ تجربہ دونین علوم کے اکثر غلط اور اکثر نہایت مہمل اور شانہ ہین
اور ہرگز معہود اظہار حق کے لئے کافی نہین ہوسکتے - خاکسار نے صرف بغرض اظہار
حق انکو مع اپنی کلام کے بیان کیا ہے - پہلا علم " جو چیز جہان ہوتی ہے وہین وہان سے
برآمد ہوتی ہے " دوسرا علم " جو چیز جہان نہین ہوتی وہ وہان سے برآمد ہی نہین "
مصدق مین کہتا ہون یہان اتنا یاد رہے - تمام ارواح اور سارے اشیاء
جو ظاہری وجود مین آئین اور آتی ہین اور آوین گی ہمیشہ سے اللہ تعالے کے علم
مین موجود ہین اور موجود رہینگی - اللہ تعالے علیم اور خبیر موجود ہے اور اسکا علم
جو اسکی صفت ہے وہ بہی موجود - اللہ تعالے کے بیٹے اور واقعی ست گیان
ست وڈیا حقیقی علم کے مطابق اسکی کامل قدرت سے وہ اشیاء جو الٰہی علم مین
موجود ہین اور موجود تہین حسب انکی تقدیم تاخیر اور ترتیب کے خارجی وجود پاکر
موجود کہلاتے ہین جو اللہ تعالے کے علم مین پہلے ہی تہی - جو چیز اللہ تعالے کے علم مین موجود
ہے وہی علمی وجود سے برآمد ہوتی ہے - اور جو چیز وہان موجود نہین ہوتی وہ ہرگز
ہرگز برآمد ہی نہین ہوتی - اللہ تعالے تمام سموات اور زمین کا خالق اور نور ہے

وہی تمام سرشٹی اور مخلوق کا پرکاشک ہے۔ عدم محض نہ کسی چیز کا خالق اور نہ کسی چیز کا مادہ اور نہ کسی شئی کا جزو نہ عدم محض کوئی مخلوق ہے۔ ساری ہی مخلوق اللہ تعالے کے علم میں موجود تھی معدوم محض نہ تھی۔ علمی وجود کے بعد مخلوق کو اپنے خالق سے تدریج خارجی وجود عطا ہوتا ہے۔ جیسے بقول دیانندجی پنتھ کے پہلے کیوقت اس سرشٹی سے پہلے جو اس پرخاص کے بعد ہوگی وید صرف اللہ تعالے کے علم میں موجود رہتے ہیں۔ پھر جب مرکب سرشٹی یعنے مخلوق پیدا ہوتی ہے اور اگنی۔ وایو۔ سورج اور انگرہ ملہمان وید (بقول تسلیم کنندگان وید) کو خدا تعالے نے وجود عطا فرمایا وہ وید علم الٰہی کے مطابق ان چاروں رشیوں کے گیان میں ظاہر ہوئے اور انہیں کے ذریعہ آج معتقدان وید کے پاس موجود ہیں۔ لیکن ان ویدوں کے باریتعالے کے علم کے ورا موجود ہونے نے اس علیم و خبیر ذات کو ویدوں سے بے علم نہیں کیا بلکہ اسوقت بھی وید علم الٰہی میں ایسے ہی موجود ہیں جیسے پہلے تھے۔ اور مخلوق کے پاس بھی موجود ہیں۔ ایسا ہی یعنے ویدوں کی طرح ساری مخلوق کا حال ہے جو کبھی صرف علم میں ہے اور کبھی علم اور خارجی وجود دونوں میں موجود ہوتی ہے *

تیسرا اور چوتھا علم۔ جو کل میں ہوتا ہے وہ جزو میں ہوتا ہے جو کل میں نہیں وہ جزو میں بھی ناممکن ہے!!

مصدق۔ یہہ دونوں علوم متعارفہ نہیں بلکہ محض خیالی اور سراسر غلط اعتقادات ہیں!۔ کیونکہ ان علوم میں یہہ تفصیل نہیں کی کہ کون کل مراد ہے؟۔ یا بسیط یا مرکب۔ مجرد یا غیر مجرد نانا پرکار کے قوے رکھنے والا۔ اور انواع و اقسام قوے کا جامع کل یا ایک قوت کا منشا ؟۔ (٦١١٤٨

مکذب نے کچھ تذکرہ اور تفصیل نہین کی - بلکہ دوسرے دعوے کی دلیل سے معلوم ہوتا ہو
کہ جزو سے بھی اُسنے ہر ایک جزو مراد لی ہے - کیونکہ وہان کہا ہے ”اگر ازواح کے خدا ٹکڑے ہین
تو ہر ایک روح خدا ٹھہرتی ہے“ - اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ مکذب کا خیال ہے کہ ”جو کل مین ہے وہ
ہر ہر جزو مین ضرور ہوتا ہے - صادق غور سے کہل سکتا ہے کہ یہہ قول غلط ہے - کیونکہ ہم ایک
ایسا کل فرض کرتے ہین جو چار اجزاے بسیط سے بنا ہے اس کل مین یہہ بات موجود ہے - کہ اُسے ہم
کہتے ہین کہ یہہ مرکب ہے - اسمین چار قسم کی چیزین موجود ہین - مگر اسکے اجزا مین یہہ بات
موجود نہین - اور ایسے کل اور مرکب کے اجزا کی نسبت ہم نہین کہہ سکتے اس مرکب
کا ہر ایک جزو بھی چار قسم کے اجزا سے مرکب ہے ایسا ہی بالعکس یعنے چوتھا علم آپ کے
علوم متعارفہ سے بھی علے الاطلاق صحیح نہین کہ ”جو کل مین نہین جزو مین بھی نہین“
ایک بڑا موٹا رسن فرض کرو جو کتنی تارون سے بنایا گیا ہو - اور وہ موٹا رسن ایک کمزور
آدمی کو دو اور اُسے کہو کہ اسے ہاتھ سے کہینچکر توڑ ڈال - ممکن نہین کہ وہ کمزور اس موٹے
رسن کو توڑ سکے - اب رسن کی ایک باریک تار کو جو اُسکی جزو ہے الگ کر لو اور اوسی
کمزور کو جیسے پہلے کہا تہا کہو کہ اُس تار کو توڑ ڈالے - تو یقیناً وہ کمزور توڑ دیگا - اب
دیکھو وہ چیز (شکست) جو کل مین نہ تہی جزو مین پائی گئی - اور وہ ٹوٹنا جو کل مین ممکن
نہ تہا اسی کل کی ہر ایک جزو مین موجود ہے - ہان بعض صورتون مین یہہ آپکا دعوی
صحیح ہوسکتا ہے - مگر چونکہ آپنے کوئی تحدید و تفصیل نہین کی - اسلئے ہم کہہ سکتے ہین کہ
آپکا یہہ علم متعارفہ اپنے عموم اور اطلاق مین صحیح نہین - اور نہ امر بین ہے :-

پانچوان علم - ”مقدار معین کے برابر حصے کئے جاوین تو وہ آپسمین برابر ہونگے“ **چھٹا** - ”اگر
کسی وزن یا پیمانہ مقررہ سے کئی چیزین یکسان تولی جاوین تو وہ سب وزن مین برابر ہونگے“

مصدق - چہٹے علم مین اگر اتنا اور بڑہا دیا جاوے "یا نابیجا وین" یا "بہرہ ذن یا بہیا نہین برابر ہونگے" تو دونون علوم صحیح ہین -

ساتوان علم "اجتماع ضدین باطل ہے" - یہہ دعوے بہی **علے العموم** صحیح نہین - آپنے ایک جگہہ لکہا ہے "آدمی مختار اور آزاد ہے" - یعنے انسان بطور آپکے "آزاد مختار اور غیر آزاد ہے" - سبحان اللہ کیسا مجمع اضداد ہے چہت کے نیچے لٹکا ہوا جہاڑ چہت سے نیچے اور ہمسے وہی جہاڑ اونچا ہے ہم اُس جہاڑ کو اونچا او نیچا مجمع اضداد کہہ سکتے ہین - امتناع اجتماع اضداد کے لیئے کئی شرطین ہین جو ان شرائط کے اجتماع ضدین باطل نہین دیکہو علم بحث تضاد

آٹہوان علم - "قایم کی سب ذاتی صفات قدیم ہوتے ہین"

مصدق - یہان اتنا یاد رہے - عربی مین قدیم پرانے کو کہتے ہین ۱ - قرآن کریم مین خشک شاخ کو قدیم کہا ہے -

كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ - اور اِنَّكَ لَفِيْ ضَلَالِكَ الْقَدِيْمِ -[۲]

خدا کا نام یا صفت بلفظ **قدیم** قرآن اور حدیث مین مذکور **نہین** - اور یہہ بہی یاد رہے کہ قدیم کی ذاتی صفات اگرچہ قدیم ہوتے ہین الا اگر وہ قدیم اپنے بعض ذاتی صفات سے کام لیتے مین **با اختیار** ہے - اور اپنے منشا اور ارادہ سے کام کرنیوالا ہے - اور کسیکا اسیر جبر اور اکراہ نہین تو ایسے قدیم سے یہہ بات ممکن ہو گی کہ جب **چاہے** اپنے ان صفات سے کام لے - اور جب چاہے **نہ لے** - فرض کرو ہم گویائی کی ایک ایسی صفت کہتے ہین جس سے ہم با اختیار کام لے سکتے ہین - اگر ہم **قدیم** ہون تو یہہ بات ممکن ہے کہ جب

---

۱ - سوکہی ٹہنی کی مانند -

۲ - تو اُسی اپنی پرانی دیوانگی مین ہے -

ہم چاہین اس گویائی سے کام لین اور جب چاہین نہ لین جب ہمنے اس گویائی سے کام نہ لیا تو ایک وقت ہمارے اس سے کام نہ لینے سے ہماری صفت گویائی پر کوئی نقص عاید نہوگا اور یہہ نہ کہا جائیگا کہ ہم مین صفت گویائی ہی نہین۔ اسیطرح وید مثلاً آریہ کے نزدیک خدا کا کلام ہے جو اُس نے چار آدمیون کو سرشٹی کے ابتدا مین سکھایا۔ اب بعد اس بات کے وہ خدا متکلم بہ وید کسی آریہ یا آریہ ورتی سے بات نہین کرتا!۔ اور نہ اب کسی گیان مین اپنا کوئی اور کلام الہام یا پرکاش کرتا ہے بلکہ سوائے وید کے اُسنے ہی کوئی کلام ہی نہین کیا!۔ اور نہ کسی ملک مین سوائے آریہ ورت کے اُسنے کسیکو اپنے مکالمہ اور مخاطبہ سے سرفراز فرمایا!۔ پس باوجود ایسی خاموشی اور ترک کلام کے آریہ کے نزدیک خدا کی صفت تکلم مین کوئی نقص تسلیم نہین کیا جاتا۔ باینکہ حسب اعتقاد آریہ اللہ تعالے سوائے ویدک سنسکرت اور چار وید کے نہ کبھی کچھہ بولا!۔ اور نہ کبھی کچھہ بولیگا!۔ پھر بھی ہر قسم کی زبان مین کلام کرنیکا سرب شکتی مان اور قادر مطلق ہے!۔ جب صرف وید والی بانی مین کلام کرسکتا ہے اور اسکی صفت کلام صفت قدرت و تربانذا تی مین اِسّے کوئی نقص نہین آتا بلکہ وہ ہر طرح پوتر قدوس ہے اور متکلم رہتا ہے تو اگر انسان مخلوق اور موجود نہوا اور باری تعالے کو پہر بھی خالق رازق کہین تو کیا حرج ہے۔ کیا اسکا خالق رازق علیم ہونا انسانی ہستی پر موقوف ہے؟ ہرگز نہین ہرگز نہین!!! - علاوہ برین - ذاتی صفات کے دو معنے ہوتے ہین - ایک لوازم ذات یعنے ایسی صفات جو ذات سے کبھی الگ نہین ہوئین - اور دوسری وہ صفات جو ذات مین موجود ہوتی ہین - قدیم کے وہ ذاتی صفات جو قسم اول سے ہین بے ریب قدیم ہین - مگر دوسری قسم کی صفات کا قدیم ہونا ضروری نہین - مثلاً پنڈت لیکھہ رام مکذب کی روح حسب اعتقاد

لیکہہ پرامر کے قدیم ہے۔ پر اُسکی روح کو پنڈت کے جسم سے جو تعلق ہے وہ بالکل جدید ہے
گو یہہ تعلق اسکی روح کی ذات کو ہے اور اس وقت یہہ تعلق خاص اور بالفعل اسکی
قدیم روح کی صفت ہے۔ مگر یہہ صفت قدیم نہین بلکہ حادث اور غیر قدیم ہے۔ کیونکہ یہہ
تعلق ایک قسم کی سزا ہے اور آواگون کی بنیاد جسکو مکذب نے تکذیب صفحہ نمبر ا کتاب
مین پر استجویز فرمایا ہے۔ اور ممکن ہے بلکہ یقینی ہے کہ مہان پرلے کے وقت یہہ صفت
روح مین بالفعل موجود نہ تھی۔ اور نہ پہر اور پرلے کے وقت یہہ صفت روح مین موجود رہیگی۔
لو ان علم۔ "صفت موصوف سے جدا نہین ہوتی"

مصدق۔ یہہ بہی اپنے عموم اور اطلاق مین درست نہین۔ کیونکہ صفات دو قسم کی
ہوتی ہین ایک لوازم ذات اور دوسری صفات عرضیہ قسم اول کا جدا ہونا بے شک
محال ہے۔ مگر قسم ثانی کا جدا ہونا ممکن ہے اور وہ صفات موصوف سے جدا ہوجاتی
ہین مثلاً سفید چیز کی صفت ہے سفید ہونا جب اس سفید چیز پر سیاہی پہیر دیجاوے
تو اس سفید چیز کو صفت سیاہ کا موصوف کہینگے حالانکہ وہ چیز صفت سفید سے متصف
تہی۔ ایک وقت وہ چیز صفت سفید سے موجود تہی جب وہ صفت موصوف سے جدا
ہوئی تو پہر وہ موصوف سیاہی سے متصف ہوا۔

مکذب کو لازم تہا کہ تفصیل فرماتے۔ بدون تفصیل کے یہہ علم غلط ہے یہہ بیان
کرنا واجب تہا کہ کس قسم کی صفات موصوف سے جدا نہین ہوتی۔ اور جدائی صفات کے
کیا معنے ہین ہ۔ غور کرو! مین ایک متکلم بالفعل انسان ہون اور تکلم بالفعل میری
صفت ہے جس وقت چپ ہونگا اوسوقت کوئی بہی مجہے متکلم بالفعل سے موصوف
نہ کریگا۔ جب کلام کرونگا پہر متکلم بالفعل ہوجاؤنگا۔ دیکہیے تکلم بالفعل کی صفت کبہی

مجھ مین موجود ہوتی ہے اور کبھی مجھسے جدا ہوتی ہے۔ پس صفت موصوف سے جدا ہوگئی۔ اور بکذب کا قاعدہ غلط۔ ثابت ہوگیا۔ غرض یہہ جملہ کہ "صفت موصوف سے الگ نہین ہوتی" بدون کسی تفصیل کے اپنے عموم پر صحیح نہین ہوسکتا۔

دسوان علم۔ "علم معلوم کے بغیر نہین ہوتا"

مصدق۔ یہہ علم بہی آپکے علوم متعارفہ سے تفصیل کا محتاج ہے۔ کیونکہ ہر ایک معلوم کا علم بے ریب معلوم کے وجود کا محتاج ہے۔ الا کبہی اس معلوم کا وجود صرف علم مین ہی ہوتا ہے۔ اور کبہی باوجود وجود علمی کے معلوم کو خارجی وجود بہی لاحق ہوتا ہے۔ دیکہو وید مہان پرلے کیوقت بقول تمہارے صرف علمی وجود رکہتے تہے اور صرف باری تعالے کے علم مین موجود تہے۔ اور اب سرشٹی باوجود وجود علمی کے جو علم الٰہی کے باعث ہے ایک اور وجود بہی رکہتے ہین مثلاً ان آریون کے گیانون مین بہی ان کا وجود ہے۔ یا سرشٹی کی ابتدا مین۔ اگنی۔ وایو۔ سورج۔ انگرہ کی گیان مین اور باری تعالے کے گیان مین بہی ان کا وجود تہا۔ غرض وید دونون جگہہ موجود تہے۔ یہہ نہین کہ ابتدا باری تعالے کے علم مین تہے۔ اور جب باری تعالے نے ان چار رشیون کو سکہلایا اور انکے گیان مین ویدون کو پرکاش کیا تب خود جاہل ہوگیا اسیطرح الٰہی معلوم جو الٰہی علم مین موجود ہوتا ہے جب خارجی وجود سے موجود ہوجاوے۔ علمی وجود سے اسکا معدوم ہوجانا ممکن نہین ہان خارجی وجود سے پہلے صرف وہ معلوم علمی وجود سے موجود تہا۔ پہر جب اسے خارجی وجود عطا ہوا تو دونون وجودون سے موجود ہے۔

گیارہوان علم۔ "جو پیدا نہین ہوا وہ نہین مریگا" اور جو پیدا ہوا ہے وہی مریگا"

مصدق۔ یہہ علم علوم متعارفہ مین سے دو جملون پر منقسم ہے۔ اس علم کا دوسرا جملہ

مکذب نے یا تو کسی اپنے معمولی خیال پر لکھدیا ہے کیونکہ مکذب اور اُن کے
سماجیون کا خیال ہے جو پیدا ہوا وہ ضرور مریگا۔ اور مانتے ہین کہ ہر حادث کو فنا ضروری
ہے۔ اگرچہ اِس جملے کے الفاظ سے یہہ مضمون نہین نکلتا۔ کیونکہ اِس جملے مین ضرورت
کا لفظ موجود نہین۔ الا مکذب کی روش سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہی معنے لئے ہین یا اِس
منہو فی الذہن جملے کا یہہ منشا ہے کہ فنا اُسے ہی ہے جسکو وجود ملا اور جو پیدا ہوا ہو تو بات
سچ ہے یعنے اگر فنا طاری ہوئی تو اُسی حادث پر ہی طاری ہوگی جسکا وجود کہین سے
آیا اور اگر پہلے معنے لئے ہین کہ جو چیز پیدا ہوئی آو جسکو وجود ملا وہ ضرور فنا ہوگی۔ تو اول
تو یہہ جملہ اس مضمون کا مثبت نہین۔ دوم اِس معنے پر یہہ جملہ غور کے قابل ہے۔ بلکہ
اپنے عموم پر غلط ہے اسلئے کہ فنا کے معنے اگر بالکل معدوم ہوجانیکے لین تو جملہ قابل!
برہان اور ثبوت طلب ہے۔ کیونکہ ممکن اور محتمل ہے کہ خالق کسی مخلوق چیز کو خارج مین
بالکل معدوم نہ کرے۔ کون امر اس احتمال کو روک سکتا ہے ہ۔ پس ہر ایک جو پیدا ہوا
وہ ضرور نہ مرا۔ مثلاً اجسام کی نسبت ہم کہتے ہین کہ وہ مرکب اور مخلوق ہین۔ اُور مرکب
کو تغیر ہوتا رہتا ہے۔ اِس طرح اجسام کو تغیر ہوتا رہیگا کلی فنا علی العموم اُنپر طاری نہوگی
بلکہ ممکن ہے کہ اللہ تعالے کسی چیز کو پیدا کرکے فنا نہ کرے حتی کہ اسمین تغیر ہی کچھہ نہ آئے
ہان موت اگر ایک خاص تغیر ہے مخلوق پر آنیوالا ہے جیسے قران کریم مین ہے۔
کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ۔ کُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ
تو ممکن ہے کہ مکذب کی بات کچھہ بن جاوے البتہ جنت مین پہنچ جانے والے تنزل کا تغیر
نہ پاوینگے۔ انکا تغیر ترقی کی طرف ہوگا اسواسطے باری و عدہ فرماتا ہی۔ وَلَدَیْنَا مَزِیْدٌ[1]

---

[1] ہمارے ہان تو ترقی ہی ترقی ہے۔

کیمسٹری والون کا یہہ اصول کہ مرکب ایک حالت پر نہین رہتا بیشک صحیح معلوم ہوتا ہے۔

مکذب کا دعوے - (۱) "پرمیشور قدیم ہے اور اسکی سب صفات - علم اور ارادہ قدیم ہین" (۲) اسواسطے اگر روحین انادی نہ مانی جاوین تو خدا کی صفات زائل ہوتی ہین - اسپر دلیل یہہ ہے" - (۳) "چونکہ یہہ امر مسلم فریقین ہے کہ پرمیشور اور اسکی سب صفات - علم اور ارادہ قدیم ہین - اسواسطے اسپر بحث کی ضرورت نہین" (۴) "اور اگر قدیم نہ مانا جاوے تو حادث ماننا پڑیگا - پرمیشور جو مالکیت رازقیت اور عادلیت ہین رحیم اور کریم وغیرہ صفات سے موصوف ہے - کیا یہہ صفات جدید اور حادث ہین؟" (۵) "کیونکہ اگر روحین قدیم نہین تو سب صفات خدا تعالے بہی قدیم نہین رہینگی - جو بموجب ر ۸ - ۹ و ۱۰ علوم متعارفہ) کے ناممکن ہے" - (۶) "اسواسطے روحین قدیم اور انادی ہین" (۷) "اور انادی پرمان کی انادی قدرت اور قبضہ مین موجود ہین" (۸) "حادث نہین اور یہی ہمارا دعوے تہا" -

مصدق - جواب دینے سے پہلے اتنا کہنا بیموقع نہوگا کہ مینے تسہیل کی خاطر **مکذب** کے فقرون پر علیحدہ علیحدہ نمبر دیئے ہین اور یہہ امر بہی مدنظر رکہا ہے کہ اسکے قول کی بار بار نقل کرنے کی ضرورت نہ رہے **مکذب** کا یہہ دعوے دو جزو پر منقسم ہے دعوے کی جزو اول کی دلیل یہہ دی ہے کہ دلیل کی ضرورت نہین کیونکہ یہہ جزو مسلم فریقین ہے اسکو بحث سے بے نیازی حاصل ہے جیسے مکذب کی دلیل کی جزو اول سے جو اس کے فقرہ نمبر ۳ مین ہے ظاہر ہے پہر دلیل کی جزو دوم نمبر ۴ مین فرماتے ہین "اگر قدیم نہ مانا جاوے تو حادث ماننا پڑیگا" مطلب یہہ کہ اگر قدم تسلیم نکروگے تو حدوث مانوگے - مگر افسوس **ابطال** حدوث صفات پر کوئی دلیل نہین دی! صرف استفہام کرکے **سکوت** کیا ہے جس سے آخر یہی پایا گیا کہ ابطال حدوث صفات باری اور ثبوت **قدم** صفات مسلم فریقین ہے اس پر کوئی حاجت دلیل کی نہین مگر

ہین تعجب کرتا ہون کہ پہر اس دوسرے جملے کے بڑہانے کی کیا ضرورت تہی۔ غرض بات یہی رہی کہ پرمیشور اور اسکی سب صفات حسب تسلیم فریقین قدیم ہین مگر کسیکے نزدیک دلیل کی ضرورت نہین پہر نمبر ۵ مین فرماتے ہین۔ "اگر روحین قدیم نہین تو سب صفات بہی قدیم نہین"۔ کیا اچہی منطق تہی اگر اُسکے ساتہہ یہہ ثابت ہوجاتا کہ روحین باری تعالے کی صفات ہین!۔ مگر افسوس کہ فریقین مین سے کوئی بہی روحونکو تمام صفات باریتعالی کا ہونا تسلیم نہین کرتا۔ نازم برین منطق و آفرین برین دعوے ہمہ دانی۔ اپنے ذہن سے جو فرضی تسلیم کیئے ہوئے توہمات اور خیالات کے قبضہ مین آچکا ہوا ہے ایک خیالی بے بنیاد دعوے تراشنا اور پہر اُس پر یقینی دلایل کو مبنی کرنا! کیا خوب فلسفہ ہے! کس نے اور کس دلیل کی بنا پر اسے تسلیم کیا ہے۔ کہ "اگر روحین قدیم نہین تو سب صفات بہی قدیم نہین"۔ اور روحون کو سب صفات الہی کون مانتا ہے؟۔ آپنے علوم متعارفہ مین تو یہہ فرمایا تہا کہ قدیم کے سب ذاتی صفات قدیم ہوتے ہین۔ اور یہان بدون امتیاز ذاتی صفات اور غیر ذاتی کے عام طور پر فرما دیا۔ میرے علم مین تو یہہ آتا ہے کہ یہان بہت کچھ کلام آپ کے دل ہی مین رہگیا۔ جو صفحہ قرطاس پہ نہین لکہا گیا۔ لازم یہہ تہا کہ آپ جبتک تفصیل کرتے ہم بہی چپ رہتے۔ مگر باین غرض کہ بحث سے ہمکو تفتیش حق مقصود ہے خود ہی تفصیل کے متکفل ہوتے ہین۔ اکثر اوقات ایسا ہوتا ہے کہ انسان ضعف قوت بیانی کے باعث اپنا مافی الضمیر بوجہ احسن ادا نہین کرسکتا تا ان روشن دماغ کے لئے اضطرارًا اپنی کلام مین کچھ قرائن ایسے چھوڑ جاتا ہے جسسے وہ اپنے ذکاوت سے موزون کر دیتا ہے۔ میرے نزدیک آپکے اس مجمل کلام کا مدعا یہہ معلوم ہوتا ہے کہ جب روحین قدیم نہ رہین تو پرمیشور قدیم ان حادث ارواح کا انکے حدوث سے پہلے کسیطرح خالق اور انکا عالم اور انکا رازق بہی نہوگا۔

مگر جناب مین یہ پوچھتا ہون - یہہ اجسام مرکبہ مع ترکیب موجود کے قدم مین موجود تھے یا نہین؟
اور قدم اور ازل مین آپکی یہہ جونین جسکو آپ اسوقت بھوگ رہے ہین اور وہ جونین
جو آپ بعد اس جون کے بھوگینگے موجود تھین یا نہین ہ - اگر موجود تھین تو ظاہر ہے کہ آپکی
یہہ جون اور اور جو نین جو ہونگی قدیم ہین کسی عمل کی سزا یا جزا نہین اور نہ آپکی خلق ہین -
اسی سے مسئلہ تناسخ اور مسئلہ سزا جزا کا کلی استیصال ہوجاتا ہے اور قدم مین اگر موجود
نہ تھین تو ہم پوچھتے ہین کہ خدا ان سے پہلے ان خاص جونونکا خالق تھا یا نہ تھا ہ - اگر تھا تو
عالم بدون معلوم اور رازق بدون مرزوق اور خالق بدون مخلوق کیسے ہوگیا ہ - اور
اگر نہ تھا تو اب کیسے انکا رازق عالم اور خالق ہوگیا ہ - حالانکہ بقول آپکے اوسکی سب
صفات قدیم ہین ! - جناب مین اگر روح حادث مانی جاوے تو اللہ تعالے کی صفت آخر
اور امر اور اجنما اور پوتر تا پر کیا نقصان عاید ہوتا ہے ہ - پھر ہم کہتے ہین کہ پرلے
کے وقت جب ارواح آپکے خیال مین بالکل انند مین ہوتے ہین اور پرمانو بالکل الگ
الگ ہوتے ہین اسوقت باری تعالے کس چیز کا خالق اور کس چیز کا رازق اور کس
مرکب کا عالم رہتا ہے ہ - اور کس طرح سزا یا جزا دینے والا قرار پاتا ہے ہ یاد رہے صفات
کئی قسم کی ہوتی ہین - ایک لوازم ذات جو ذات سے الگ نہین ہوتے اُن کو
صفات حقیقیہ اور ذاتی صفات بھی کہتے ہین - اور دوسری صفات اضافیہ -
یہہ صفات بھی ذات کی صفات کہلاتی ہین مگر بلحاظ کسی اور چیز کے اور تیسری صفات
اضافیہ محضہ جنکو عقل اور ادراک ہی صرف لحاظ کرسکتا ہے - صفات حقیقیہ اور ذاتیہ میں
تو ضرور ہے کہ ذات اگر قدیم ہے تو صفات بھی قدیم ہون - اور اگر صفات قدیم
ہین تو ذات بھی قدیم ہو - مگر صفات اضافیہ اور اضافیہ محضہ مین یہہ بات نہین ہوتی -

کیا معنے کہ صفات اضافیہ کے تغیر سے ذات میں تغیر نہیں آتا - مثلاً مشاہدہ میں دیکھہ لو -
زید عمرو کے آگے بیٹھا ہے پس زید کو تقدم اور عمرو کو تاخر کی صفت لاحق ہے - جب عمرو
زید کے آگے ہو بیٹھا اور معاملہ بالعکس ہو گیا تو ظاہر ہے کہ اس تغیر صفت تقدم سے جو
تاخر کے ساتھہ بدل گئی زید کی ذات مین کوئی تغیر نہین ہوتا - اور باری تعالے کی
نسبت زید کا پیدا کرنا عمرو سے پہلے اور عمرو کا پیدا کرنا زید کے پیچھے ہے - اگر وہ قادر مطلق
عمرو کو پہلے زید کے پیدا کردے تو اسکی ذات مین تغیر نہین ہو سکتا - پس آپ کا یہہ فرمانا
کہ پرمیشور کی سب صفات قدیم مین کسی طرح صحیح نہین ہو سکتا کیونکہ صفات اضافیہ نسبتین
ہوتی ہین اور نسبتین منتسبین کو چاہتی ہین جب منتسبین مین سے ایک حادث ہو تو یہہ
صفت جو اس منتسب کے باعث پیدا ہوئی ضرور حادث ہوگی - پس آپکا یہہ فرمانا کہ باریتعالے
کی سب صفات حسب تسلیم فریقین قدیم ہین علے العموم صحیح نہین - غور کیجئے اسی موجود سرشٹی
کے ابتدا مین - جب تک اگنی سورج اور وایو وغیرہ مہاتما ملہمان وید پیدا نہ ہوئے تھے
اسوقت صفت تکلم وید بہمراہ اس اگنی اور سورج اور وایو باری تعالے مین بالفعل موجود
نہ تھی - جب ان لوگون نے اپنے اعمال کے نتیجہ مین جنم پایا اور الہام کے قابل ہوگئے
تو انکے گیان مین ویدون کا پرکاش کیا - مگر جب اللہ تعالے نے ویدون کا ملہمان
وید کے گیان مین پرکاش کیا - اسمین اسوقت سے پہلے یہہ صفت (بالفعل وید کے
پرکاش کرنیکی) نہ تھی بعد پر لے کے بالفعل وید کی پرکاش کرنیکی صفت باریتعالے
کو لاحق ہوئی اور اسوقت کے بعد اب آپ لوگون بنسبت وید یا کسی اور کتاب کے الہام
اور پرکاش کرنے کی طاقت اور صفت اس سرشٹ کیتمان پرمیشر مین نہین رہی -
تو آپ خوب سمجھہ لیجئے کہ آپکا فقرہ نمبر چہہ اور نمبر آٹھہ صرف ایسے دعوے ہین جو دلیل

نہین سمجھتے اور فقرہ نمبر سات کو آپکے دعوے یا دلیل سے تعلق نہین ۔۔

مکذب کا دعوے نمبر ۱۔ "روحین مجرد اور غیر مرکب چیزین ہین۔ اسواسطے انکی پیدایش نہین ہوسکتی"۔
اب اس انوکہے دعوے کے ثبوت مین آپکے عقلی دلائل ملاحظہ ہون۔ "نمبر ۱۔ پیدایش دو طرح کی
ہوتی ہے۔ ایک اپنے آپ سے دوسرے کسی غیر سے"۔ نمبر ۲۔ "اپنے آپ سے پیدایش دو طرح ہوتی ہے۔ ایک
یقینی۔ دوسری وہمی یقینی جیسے کوئی اپنا حصہ کاٹ کر یا جدا کرکے بنائی جاوے۔ وہمی جیسے
اندہیری رات اور تنہائی مین بہوت سا بہیت چڑیلون کے غلط خیال ہوتے ہین"۔ نمبر ۳۔ اگر بالفرض
مانا جاوے۔ کہ روحون کو خدا نے پیدا کیا۔ توفی الفور سوال پیدا ہوتا ہے کیون؟ اور کس چیز سے
اور کب؟" نمبر ۴۔ "اگر یہہ جواب دیا جاوے کہ اپنے قدرت کے اظہار کیواسطے اپنے جسم سے کوئی ٹکڑا
کاٹ کر جب چاہا بنا لیا یا جب سے خدا ہے تب سے بنا لیا"۔ نمبر ۵۔ "تو یہہ اعتراض آتا ہے کہ کیا خدا
پر اس سے پہلے اسکی قدرت پوشیدہ تہی یا ظاہر۔ صورت اول غلط۔ صورت ثانی فعل عبث"۔
نمبر ۶۔ "اور اپنے جسم سے روحین بنانا بردہی اور برآمدی کے نقشہ کی کیفیت ہوجاتی ہے اور ہر ایک
روح خدا ٹہیرتی ہے۔ جو خلاف عقاید فریقین ہونیسے باطل ہے۔ اور علاوہ برین اسطرف کمی آجاتی
ہے۔ اور آمدنی کے ہونے سے خدا منقسم ہوجاتا ہے"۔ نمبر ۷۔ "اور یہہ کہ جب چاہا بنا لیا۔ اور جب
سے خدا ہے تب سے بنایا۔ دونون شقوق باطل ہین کیونکہ چاہنا بغیر خواہش کے نہین ہوتا۔ اور خواہش
اپراپت کی ہوتی ہے جس سے خدا محتاج اور کمزور ثابت ہوتا ہے۔ جو بموجب مذہب فریقین کے
باطل ہے"۔ نمبر ۸۔ "جب سے خدا ہے تب سے بنایا انادیت کو ثابت کرتا ہے۔ مگر بانی کی تردید کیونکہ
تقدم و تاخر صانع اور مصنوع ضروری ہے۔ اسواسطے بنانا ثابت نہین ہوتا بموجب علوم متعارفہ
نمبر ۲ کیونکہ عالم و معلوم و علم۔ لازم ملزوم ہین اور بموجب علوم متعارفہ نمبر ۹ کے صفت موصوف
سے جدا نہین ہوسکتی اور نہ بموجب علوم نمبر ۱۰ کے معلومات کے بغیر علم ہوسکتا ہے۔ اسواسطے

ثابت ہوا کہ روحین انادی ہین اور نہ انکی پیدایش ہوسکتی ہے"۔اور یہی مطلب تہا"۔

بمصداق دلیل ہین تو اپنے شقوق کے طومار لگا دئے۔ مگر روح کے مجرد غیر مرکب و رحیتن ہونیکی دلیل کا تذکرہ تک بہی نہ کیا۔ جو آپکا اصلی دعوے تہا۔ شاید جوش مین آکر اصل مطلب کو بہی بہول گئے۔ آپنے پیدائش کو دو حصو نپر حصر کیا ہے۔ ایک اپنے آپ سے۔ دوسرے غیر سے۔ اور ان دونون قسمون کے معنے بہی دلیل مین بیان فرمائے ہین۔ مگر ہم لوگ اس حصر کے قائل نہین بلکہ کہتے ہین کہ پیدایش کی تین قسمین ہین ایک پیدایش خالق کی اپنے مخلوق اور اس مخلوق کے مادہ کو اپنی کامل شکتی (قدرت) سے۔ اور دوم پیدایش اپنی غیر سے جیسی ہماری پیدایش عناصر سے۔ اور سوم پیدایش اپنے آپ جیسا تمنے خود بیان کیا۔ پس پیدائش کی تین قسمین ہوئین۔ نہ دو جیسے تمنے لکہی ہین ان تین اقسام مین سے پہلی دو قسم کی پیدایش کا ماننا عام مسلمانون۔ برہمن والون حکما اور فلسفیون۔ یہودی اور عیسائی مذہب والون کا اعتقاد ہے تیسری قسم کی پیدایش بہی۔ ان ہی لوگون سے بعض وحدت وجود۔ اور ویدانتیون کا اعتقاد ہے۔ افسوس ان اقسام مین سے آپ کسی ایک کا بہی ابطال نہ کرسکے اسپر بہی آپکی دلیل کا پہلا نمبر غلط ہوا۔ کیونکہ آپ پیدایش کی کل دو قسم مانتے ہین۔ حالانکہ نفس پیدایش تین طرح کی ہوتی ہے اور نمبر ۲ مین آپنے بیوجہ تفصیل لکہی ہے جسکی کچھ حاجت نہ تہی۔ پہر آپ فقرہ نمبر ۳ مین لکہتے ہین۔ "روح کو کیون۔ اور کس چیز سے اور کب بنایا ہے"۔ شق اول کا جواب یہ ہے۔ اللہ تعالے نے مخلوق کو اسلئے پیدا کیا۔ کہ اسکی کمال طاقت اور اعلے درجہ کی قدرت اور اسکی صفات کا مقتضا پورا ہو۔ اور وہ مثمر ثمرات ہون۔ اور اسلئے بہی کہ انسان ان اشیا سے فائدہ اٹہائے اسلئے بہی کہ اللہ تعالے کی عبادت کرے

شق دوم کا جواب یہہ ہے کہ اُسنے محض اپنی قدرت کے زور سے بدون کسی مادہ سابقہ کے پیدا کیا۔ اگر کہو یہ امر محال ہے۔ کیونکہ اگر ممکن ہوتا تو ہم بہی بدون مادہ بنا سکتے تو یاد رہے وہ الغیبیم پر وہ ہماری مثل نہین اور اسکی قدرت ہماری قدرت کی مانند نہین جو چیز ہمکو ناممکن معلوم دیتی ہے ضرور نہین کہ اسے بہی ناممکن معلوم ہو وہ قادر مطلق اعلے درجہ کی صفات سے متصف ہے۔ ولہ المثل الاعلے۔

شق سوم کہ اللہ تعالے نے روح کو کب پیدا کیا؟ اسکا جواب یہہ ہے۔ کہ یہہ سوال کچھہ روحانی فوائد پر مشتمل نہین۔ سو اسواسطے کسی الہامی کتاب مین تو اسکا جواب نہین آیا۔ لیکن اگر ہم جواب مین یہہ کہین کہ جسوقت ورشٹیکے ہوا دینے۔ اسوقت یا اس سے پہلے یا پیچھے روحون کا بنا بہی شروع ہوا۔ تو بتائی کہ اس جواب مین کیا اشکال ہے؟ اور اسپر کیا اعتراض ہے؟۔ اگر ہم جواب دوم یہہ کہین کہ باری تعالے نے روح کو عناصر سے بنایا تو اسپر آپ کیا اعتراض وارد کرسکتے ہین؟۔ غایۃ ما فی الباب یہہ کہ عناصر چیتن نہین۔ اور روح چیتن ہے۔ ہم کہتے ہین کہ انکی خاص ترکیب سے چیتنتا کا فیض ہوتا ہے جیسے سورج۔ اگنی۔ وایو۔ اور انگرہ کے پیدا تو جمع ہونے کے بعد خدا تعالے وید کو پرکاش کرتا ہے۔ اسیطرح عناصر کی خاص ترکیب سے چیتنتا کا فیضان ہوتا ہے۔ اور یہہ ہم تیسرے سوال کا جواب یون دیتے ہین کہ ایک مادہ نے حیوانیہ یا نباتیہ یا دونون قسم کی غذا کہائی ان مین سے ایک حیوانی سٹیرات پیدا ہوا۔ اور وہ اسکے رحم مین گیا۔ اور اسی قسم کے مواد سے نر کے جسم مین ایک حیوانی سٹیر پیدا ہوا۔ جب یہہ سٹیر جو نر مین پیدا ہوا تہا اس رحم والے سٹیر سے خاص حالت اور خاص وقت پر ملا۔ اسی ملاوٹ اور اختلاط سے ایک انسانی یا حیوانی روح بن گئی۔

غرض عناصر کے عطر اور خلاصہ کا نام روح ہے - اور مختلف ارواح کی پیدایش کے واسطے مختلف اوقات ہین جنکو ہم روز اپنے مشاہدہ مین دیکھتے ہین ۔

ہم نے اپنے نزدیک راستی اور صفائی سے ان فضول سوالون کے (روح کیون - کس چیز سے اور کب بنی) مختصر مگر معقول جواب دے دیئے ہین پورا اعتماد ہے کہ آجکل کا ترقی یافتہ سائنس بھی اسمین ہمارا موید ہے - اگر کوئی انصاف کی آنکھ رکھتا ہو تو خوب سمجھ دیکھے ۔

دلیل نمبر ۴ پر عرض ہے - قادر مطلق نے ان مقدورات اور مخلوقات کو اسلئے بنایا ہے کہ اسکی مستحکم اور سچی قدرت کے آثار ظاہر ہون - اگر اسکی قدرت ہوتی اور اسکی قدرت کے آثار نہوتے تو اس قدرت کا وجود ہی کیا ہوتا ۔ جسطرح روشن چیز کو روشنی دینا ضرور ہے - اسیطرح قدرت کو اور کامل طاقت کو اپنے مقتضا کے مطابق آثار کا ظاہر کرنا ضرور ہے ہان اتنا فرق ہے کہ بعضے اشیا اپنے خواص کے اظہار مین مختار ہوتے ہین اور بعضے غیر مختار اور مضطر - باریتعالے کو اپنی صفات کی تاثیرات کے اظہار مین اختیار ہے اور اضطرار نہین جب چاہے اپنے کام سے اللہ تعالے دنیا سے ورا الورا اور اس سے بائن ہے - دنیا معہ کل موجودات کے مخلوق اور وہ دنیا کا خالق ہے اور اعتقاد لم یزل خالقا و رازقا - حیثا و مشکلا سچ ہے جو بحمد اللہ صرف اہل اسلام کو حاصل ہے ۔

دلیل نمبر ۵ مین گذارش ہے - قادر مطلق پر اپنی قدرت ہمیشہ ظاہر ہے کبھی پوشیدہ نہین مگر آپنے جو کہا کہ "اگر ظاہر تہی تو فعل عبث" (یہہ فقرہ ہی عبث ہے - اور لاریب فعل عبث ہی) کچھ معنے نہین رکہتا ۔

دلیل نمبر ۶ کی نسبت عرض ہے - باریتعالے کو کسی الہامی کتاب مین جسیم نہین کہا گیا - پس آپکا سارا تار و پود ہی ادھڑ گیا ۔

دلیل نمبر ۶ - مین مکذب نے دو شقین بیان کی ہین - اول "جب چاہا بنالیا" دوم "جب سے
باریتعالی ہے تب سے بنالیا" پہلی شق پر یہہ اعتراض کیا ہے کہ "خواہش اپرابیت یعنے غیر میسر کی ہوتی ہے"
یہہ اعتراض صحیح نہین - ارادہ اور خواہش کبہی اپرابیت پر ہوتی ہے اور کبہی پرابیت ہونیوالی
یعنے ایسی خیر پر ہوتی ہے جو میسر ہو سکے باری تعالے کی سب خواہشین چونکہ پرابیت اور
میسر ہو سکتی ہین - اسلئے ایسی خواہش کا ہونا اسمین نقص نہین بلکہ کمال ہے - دوسری شق
کا بیان فقرہ نمبر ۸ مین کیا ہے - اسکا جواب ہم وہان دیتے ہین - فقرہ نمبر ۸ مین کہا ہے "جب سے
خدا ہے تب سے بنایا انادیت کو ثابت کرتا ہے" یہہ بہی صحیح نہین - کیونکہ دنیا کو اللہ تعالے کا بنایا ہوا
ماننا دنیا کی انادیت کو باطل کرتا ہے - ہرگز ثابت نہین کرتا - جب ہمنے دنیا کا خالق باریتعالے کو
اعتقاد کیا اور یقین سے کہا کہ وہ تمام دنیا کا آدی مول ہے تو یہہ ساری دنیا سرشٹی اسکی
رچی ہوئی مانی گئی - نہ انادی - سو جو تو پہر بنانے کی تردید مین آپنے لکھا ہے "صانع اور مصنوع
مین تقدم اور تاخر ضروری ہے" "اسواسطے بنانا ثابت نہین" - یہہ نہایت درجہ کا تعجب انگیز فقرہ
ہے - اسلئے کہ تقدم اور تاخر کے بہت اقسام ہوتے ہین ایک تقدم علت تامہ کا اپنے معلول
پر - اس تقدم سے اللہ تعالی کا اس دنیا کو بنانا اور اسکی علت ہونا اور خالقیت ثابت ہے
اور یہہ تقدم صفت کو موصوف سے علیحدہ کرنیکا باعث نہین - اور نہ اس تقدم سے علم کا بغیر
معلوم کے ہونا لازم آتا ہے - سو جو تقدم کبہی بالرتبہ ہوتا ہے اور کبہی تقدم طبعی اور کبہی بالزمان
آپ کس تقدم کو سمجہہ کر چلا رہے ہین! اور انشاء اللہ ہم اپنے اُس خط مین جو اس کتاب کے
اخیر مین ہوگا تقدم کی تفصیل کرینگے +

مکذب - "نیستی سے ہستی نہین ہو سکتی" "اور نہ ہستی سے نیستی ہو سکتی ہے" "اسواسطے
روح جین انادی ہین" "نیستی کے معنے یہہ ہین جو کچہہ نہین اور ہستی کے معنے جو کچہہ ہوا" نمبر ۱۰ آگے

روحین نہ تہین تو کہین بہی نہونگی - اور بموجب علوم متعارفہ نمبر۲) کے وہ اس عدم خانہ سے برآمد بہی نہین ہوسکتین - کیونکہ بموجب علوم متعارفہ نمبر۱ جو چیز جہان ہوتی ہے وہی وہانسے آمد ہوتی ہے۔ نمبر۳ - چونکہ روحین اب موجود ہین اسواسطے یہہ بہی ثابت ہوتا ہے - کہ وہ پہلی بہی کہین تہین ورنہ اب بہی نہ ہوتین۔ نمبر۴ - اور عدم اپنے کسیطرح جاپنے نہین - لہذا ثابت ہوا کہ روحین انادی نیستی سے ہستی مین نہین آئین - اور یہی ثابت کرنا ہمارا مقصود تہا"۔

مصدق - مکذب نے دلیل کے فقرہ اول مین نیستی کے معنون مین یہہ کہا ہے کہ جو کچھہ نہین" - اور نمبر۲ مین آپنے فرمایا کہ اگر روحین نہ تہین تو کہین بہی نہونگی"۔ ان دونون فقرون مین غور کرنیسے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپکا یہہ منشا ہے کہ اگر روحین کسی قسم کا وجود نہین رکہتی تہین تو وہ موجود نہین ہوسکتین - مگر مکذب صاحب یاد رکہین کہ اہل اسلام کے نزدیک روحین قبل از وجود بوجود خارجی - باری تعالے کے علم مین موجود تہین اور علمی وجود سے موجود تہین ارواح کا خارجی وجود باری تعالے کی کامل قدرت کا نتیجہ اور اسکا اثر ہے - بطور آپکے ہی ہم کہتے ہین ارواح محض نیستی سے ہست مین نہین آئے - بلکہ علمی وجود سے انکو خارجی وجود بہی عطا ہوا - گویا ہستی سے ہستی ہوئی نہ نیستی سے ہستی - وللہ الحمد یہہ دعوے کہ "نیستی ہستی نہین ہوسکتی"۔ یہہ مجمل فقرہ ہے اس کے دو معنے ہوسکتے ہین اول نیستی کسی ہستی کا مادہ نہین ہوتی دوم نیستی ہستی کی علت فاعلی اور خالق نہین ہوسکتی - اب ان دونون معنون مین سے کوئی سے معنے لو - کوئی بہی ارواح کی انادی اور اللہ تعالے کے پیدا کئے ہوئے ہونے پر چسپان نہین اول معنے کہ ہستی کسی ہستی کا مادہ نہین ہوتی - ہم کہتے ہین سچ ہے - مگر جب ارواح موجود ہین - تو انکے موجود ہونے کی تو یہی صفتین ہین کہ انکا مادہ موجود ہوگیا یا موجود ہے اور ارواح

مخلوق ہونے کے یہی معنے ہین کہ ارواح کا مادہ یا وہ مخلوق ہوئی۔ کوئی۔ معدوم شے ہرگز موجود ارواح کا مادہ نہین۔ اور کوئی ایسی چیز نہین کہ اُسکے اجزا اور مادہ موجود ہون اور وہ چیز نیستی یعنے کچھ بہی نہو۔ اور دوسرے معنے پر کہ نیستی جو کچھ بہی نہین وہ ارواح کی علت نہین اور نہ ممکن ہے کہ عدم محض ہمارا یا ہمارے اروح کا خالق ہو۔ بلکہ ہمارا خالق اور موجد۔ اور مبدع موجود ہے۔ اُسی موجود حقیقی اور اُسیکی طاقت اور قدرت سے ہمکو وجود مرحمت ہوا۔ پس اگر آپکے دعوے کے یہی معنے ہین تو آپکو اس بیفائدہ دلیل کی کوئی ضرورت نہ تہی اور پہر آپکا دعوے اور دلیل ایک ہے! تعجب ہے؟ آپنے دلیل مین لکہا ہے۔ عدم اُنپر کسی طرح طاری نہین" اور دلیل کا یہہ جزو اور یہہ دعوے بلا دلیل چہوڑ دیا!۔ اور جو آپنے ثابت کیا اور وہی آپکا مقصود تہا۔ وہ بعینہ آپکا دعوے نہ تہا۔ کیونکہ آپکے دعوے مین روح کا ذکر ہی نہین۔ مقصود مین ثابت کیسے کیا!۔

ذرا غور کیجئے آپکی دلیل کا ایک اور نتیجہ آپکو سناؤن۔ ہان غور کیجئے۔ خود بدولت منشی لیکہرام پشاوری سا تہہ اِس ترکیب موجودہ اور ہیئت حاصلہ اسوقت کے جو ۱۸۴۴ بہادون سمت ۱۸۴۴ مین انکو حاصل ہے۔ اور اب موجود ہین۔ اِس ترکیب اور اِس ہیئت کے ساتہہ رحم مین آنیسے پہلے کہین موجود تہے یا نہ تہے؟۔ اگر نہ تہے تو ضرور کہین بہی نہونگے۔ اور موجب علوم نمبر ۲ وہ عدم خانہ سے برآمد نہین ہوسکتے کیونکہ بموجب علوم متعارفہ نمبر ا جو چیز جہان ہوتی ہے وہی وہان سے برآمد ہوتی ہے۔ چونکہ اب وہ باین شکل موجود ہین اسیواسطے یہہ بہی ثابت ہوتا ہے کہ وہ پہلے ہی باین شکل کہین تہے۔ اور اسی شکل کے ساتہہ تہے۔ ورنہ اب بہی اِس شکل کے ساتہہ نہ ہوتے۔ اور اِس صورت کا عدم بہی اُنپر کسیطرح جائز نہین۔ لہذا ثابت ہوا کہ منشی صاحب رحم مین آنیسے پہلے بہی ان

ہیئت موجودہ تہے نیستی سے ہستی مین نہین آئے۔ مگراب تعجب یہہ ہے کہ وہان

یہ ہین ہیئت تابڑا جسم لیکر کیسے داخل ہوئے!۔ اور جب متوبنت آنکی جنم بدلا۔ تو اگر

جینیوٹی کا جسم انکو مرحمت ہوا تو اسکے رحم مین بہان ہیئت جو قدیم ثابت ہوئی

کیسے داخل ہونگے کیونکہ موجودہ ہیئت کی نیستی بقول آپکے ممکن نہین۔ اگر جانبان

تکذیب مین سے کسی صاحب کو خیال ہو کہ منشی صاحب بلحاظ اپنے ہردو اجزا کے جو

مادہ اور روح مین پہلے موجود تہے نہ باین جسم اور ہیئت کذائیہ تو انہین یاد رہے کہ

اہل اسلام کے نزدیک بہی روح بلحاظ علم الہٰی پہلے موجود تہی بعدہ معدوم محض نہ تہی ۔

تکذیب۔ روحین ابدی ہین۔ اسواسطے ازلی یا نادی بہی ہین،، دلیل یہ ہے نمبر ا

ابدی ہونا مسلم فریقین ہے۔ اسواسطے اسکی تشریح کی ضرورت نہین نمبر ۲۔ ابد کے معنے وہ زمانہ

جسکی انتہا نہو۔ اور ازلی کے معنے وہ زمانہ جسکی ابتدا نہو۔ نمبر ۳۔ اب قابل غور ہے کہ ابدی

روحین کیون ابدی ہین وجوہ ظاہر ہین۔ نمبر ۴۔ اول وہ مرکب نہین کہ ترکیب پذیر ہون

دوم وہ چیزین اور لطیف جوہر ہین۔ اسواسطے وہ مردہ نہین ہوسکتین۔ علےٰ ہذا نمبر ۵۔

اب اگر انہین وجوہات کو منقلب کرین تو ظاہر ہوتا ہے۔ کہ ابتدا ماننا صرف پیدائش کی

غرض سے ہے۔ ورنہ جسکی پیدائش نہین اسکی ابتدا نہین۔ نمبر ۶۔ تو روحین ترکیب پذیر

اور نہ منقسم ہونیوالی چیز ہے۔ پہر انکی پیدائش کسطرح ہوئی نمبر ۷۔ کیونکہ ہر ایک چیز

ترکیب پذیر کا انحلال لازمی ہے۔ اور وجود بعد العدم کا نام حادث ہے۔ نمبر ۸۔ مگر

جب روح پذیر عدم نہین حدوث بہی لازم نہین ہوتا۔ کیونکہ بحکم علوم متعارفہ نمبر ا کے

ناممکن اور مستبعد ہے۔ جسطرح ایک کنارہ کا دریا۔ ناممکن ہے جسطرح آفتاب بین اندہیرا

ناممکن ہے نمبر ۹۔ ویسے ہی ابدی کا حادث ہونا ناممکن ہے۔ کیونکہ بحکم نمبر ۷ علوم متعارفہ

کے یہہ اجتماع ضدین باطل ہے" لہذا ثابت ہوا کہ روحین انادی ہین اور یہی مطلوب ہے"۔

مصدق۔ مکذب صاحب غور کرین فقرہ نمبر ۵ مین آپنے کہا ہے" اگر انہین وجوہات کو منقلب کرین" ؟۔ لاکن وجوہات کو منقلب کرکے نہین دکہایا۔ کہ یہہ وجوہ کس طرح منقلب ہوتی ہین اور کس طرح اس انقلاب کا نتیجہ وہ نکلا جو آپنے نکالا !۔ جو دعوے فقرہ نمبر ۶ مین کہا ہے۔ اسکی دلیل سے خاموشی کیون کی۔ پہر فقرہ نمبر ۷ جو دلیل مین ہے۔ وہ بالکل **بیدلیل** ہے۔ اور فقرہ نمبر ۸ مین جو دعوے ہے اول تو وہ بہی بے دلیل ہے۔ دوم۔ اس نمبر ۸۔ مین جو آپنے لکہا ہے" حدوث بہی لازم نہین" اسکے معنے یہہ معلوم دیتے ہین کہ حدوث لازم اور ضروری نہین۔ مگر اس سے یہہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اگر حدوث ہو تو حرج بہی نہین۔ مگر بحکم علوم متعارفہ نمبر ۱۱۔ اس حادوث کو ناممکن کہدیا ہے جس علم متعارفہ کی غلطی کو مین آگے ہی لکہہ چکا ہون۔ لطیفہ مکذب صاحب !۔ اپنی دلیل کو منقلب صورت مین ہی سن لین۔ مثلاً آپ بحالت موجودہ جو آپ پر آج بہادون کے اخیر ۱۹۴۶ مین طاری ہے۔ مرکب ہین یا غیر مرکب اگر مرکب ہین تب ظاہر ہے کہ آپ چند مادی پرمانوؤں اور روح سے ترکیب یافتہ ہین۔ اور یہہ ترکیب آپکے اس کل مین پائی جاتی ہے جسکو بیکہدام مصنف تکذیب براہین یا مکذب براہین کہا جاتا ہے۔ اب آپکو آپ ہی کے تین چار علوم متعارفہ کی طرف توجہ دلاتا ہون آپ کا علوم متعارفہ نمبر ۳۔ "جو کل مین ہوتا ہے وہی اسکی جزو مین ہوتا ہے"۔ "اور نمبر ۴ جو کل مین نہین وہ اسکی جزو مین بہی ناممکن ہے"۔

مکذب صاحب۔ آپ تو مرکب ہین اور آپکا کل روح اور پرمانو سے مرکب ہے۔ اسلئے بحکم آپکے علوم متعارفہ نمبر ۱۳ آپکی روح اور آپکے پرمانو (جو آپکی جزو ہین) مرکب ہونگے

اور چونکہ آپکے کل مین بساطت نہین اسواسطے آپکی اس جزو مین جسے آپ روح کہتے
ہین اور آپکے پرمانو مین بحکم آپکے علوم متعارفہ نمبر ۴ بساطت نہو گی - بلکہ ترکیب ہوگی
اور بساطت کا ہونا ناممکن ہے - اور چونکہ آپکو (جو مرکب اور کل ہین) موت اور فوت اور
فنا آنیوالی ہے - اسلئے بحکم آپکے علوم متعارفہ نمبر ۴ - آپکی روح پر بھی فنا آنیوالی ہے
کیونکہ آپنے مانا ہے جو کل مین ہوتا ہے وہ اسکی جزو مین بھی ہوتا ہے - اسواسطے ثابت
ہوا روحین ازلی اور انادی نہین - ارواح کو ازلی اور انادی کہنا سچ نہین اور نہ وہ
سچ ہے جو آپنے اپنی دلیل کے فقرہ نمبر ۴ مین لکھا ہے کہ روحین مرکب نہین - بلکہ
روحین مرکب اور حادث ہین اور ارواح عناصر کی خاص ترکیب کا خلاصہ اور مرکب
اشیاء کا نتیجہ ہوتا ہے اسلئے ثابت ہوا کہ ارواح باوجود حدوث کے مرکب ہین - ارواح کی حالت
کا متغیر ہونا - انکے مرکب ہونیکی بڑی بھاری دلیل ہے اور انسانی ارواح کے تغیر سے
انکار کرنا بداہت کا انکار ہے ؀

مکذب کا دعوے نمبر ۵ - روحونمین فنا یا موت نہین اسواسطے روحین خدا کی قبضہ قدرت مین
ہمیشہ سے ہین اور ہمیشہ رہینگی - دلیل یہہ ہے نمبر ۱ - کہ موت نام روح اور جسم کی جدائی کا ہے
ورنہ موت اور کوئی چیز نہین نمبر ۲ - اور روحون کے واسطے بالذات موت نہین نمبر ۳ -
کیونکہ وہ باقی ہین اور نہ روحون مین کوئی ایسا مادہ ہے جو کبھی شامل ہوا ہو یا کبھی انسے
اخراج پذیر ہو نمبر ۴ - اسواسطے کہ مادہ جابذار نہین بحکم (علوم متعارفہ نمبر ۲) اس سے روحانیت
بھی برآمد نہین ہوسکتی نمبر ۵ علاوہ برین جڑہ و چیتن کی ایکتا یعنے وحدت الوجودی ناممکن
ہے - اور یہہ بموجب حکم نمبر ۲ علوم متعارفہ کے باطل ہے نمبر ۶ - لہذا روح کی بالذات چیتن اور گن
ہے نمبر ۱ - اور فنا سے آزاد ہونیکے سبب اسکے انتہا نہین اسی واسطے یہہ وجود ثابت ہے

کہ روح انادی ہے۔ اور یہی ثابت کرنا ہمارا فرض تہا لٹ

مصدق جواب نمبر ا۔ مکذب نے موت کی تعریف ہی عجیب و غریب کی ہے جو نہ برہان سے ثابت اور نہ انکے مخالفون کو مسلم ہے۔ کیونکہ مکذب کے مخالف کل اہل اسلام شہدا کو احیا اور زندہ کہتے ہین اور اہل اسلام کی پاک کتاب قرآن کریم مین حکم ہے۔ وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلٰكِنْ لَا تَشْعُرُونَ۔

اور نمبر ۲ مین پہر وہی دعوے کی پہلی ٹانگ ہے۔ اور نمبر ۳ وہی دعوے ہے اور فقرہ نمبر ۲ کا اعادہ ہے۔ گو الفاظ اور ہین اور آپکا یہہ فرمانا کہ روحون مین نہ کوئی مادہ شامل ہوا۔ اور نہ اخراج پذیر ہوا۔ بالکل دعوے بے دلیل ہے اسکو کون مانتا ہے ہم تو دیکھتے ہین کہ ارواح مین ہمیشہ ایسا ہی تغیر ہوتا ہے جیسا اور مرکبات مین ہوتا ہے۔ اگر ارواح مرکب نہوتے تو انمین مرکبات کا سا تغیر کیون آتا اور کہان سے آتا ہو۔ یہہ تغیر تو ارواح کی ترکیب کی راہ بتاتا ہے۔ بلکہ یہانتک تغیر ہوتا ہے کہ انکو بہی اپنا پہلا جنم کچھ بہی یاد نہین۔ بہلا بدون ترکیب کے یہہ فاحش تغیر ممکن ہے ہ۔ آج کل سائنس کا دورہ ہے ا کیمسٹون سے پوچھ لیجئے۔ یا ڈاکٹرون سے دریافت کیجئے۔ غور فرمائے۔ جن مقامات مین روشنی زیادہ پڑتی ہے۔ کہربائی حصہ بدن پر زیادہ اثر کرتا ہے۔ تازہ ہوا لینے کا لوگون کو اچہا موقعہ ملتا ہے۔ تعفن سے حفاظت ہوتی ہے۔ جن لوگون کے واسطے گرمی اور سردی اور بہار اور برسات کے لباس خوراک مکان

لے۔ اور انکو جو اللہ کے رستے مین مقتول ہوتے ہین مردے مت کہو بلکہ وہ زندے ہیں پر تم نہین سمجھتے۔

اور پانیکا انتظام اچھا موجود ہوتا ہے۔ اور جنکے لیئے ہر طرح پر حفظ صحت کے سامان مہیا کیئے جاتے ہین۔ اور جو لوگ متعدیہ امراض اور وبائی آفات سے بچنے کی عمدہ تدابیر کام مین لاتے ہین وہان کے اروح ہشیار سمجھدار اور اچھے چستین وغیرہ وغیرہ صفات کے متصف پائے جاتے ہین۔ اور جو لوگ اندھیرے اوبہ ہے مقامات مین سکونت کرتے۔ کہربائی حصہ کم لیتے ہین تازہ ہوا کا سامان انکو کم میسر ہے۔ عفونت مین سانس لیتے ہین۔ حفظان صحت کے قواعد انمین بالکل رائج نہین۔ اور انکی صفات پہلون کی صفات سے بالکل علیحدہ ہوتی ہین۔ بلکہ ہڈین اور دماغ کی مخ اور حرام مغز اور اعصاب کی مختلف بناوٹ سے روح کے مختلف تقاضے نظر آتے ہین وہ عزوی مادہ جس سے غالب ہڈیون کا بناؤ ہوتا ہے اور وہ لیمفاوی مادہ جس سے گوشت وغیرہ بنا ہے۔ اور وہ نزلالی حصہ جس سے عصاب کی بناوٹ ہوتی ہے۔ اسکے اختلاف سے مختلف صفات کے لوگ نظر آتے ہین۔ بعض اغذیہ اور ادویہ ایسے ہین جنکے استعمال سے صفات روحانیہ مین تغیر اور تبدل آجاتا ہے۔ پس کیا یقین نہین ہوسکتا کہ روح کی ترکیب مین ان چیزون کا دخل ہے۔ بے شک ہے بے ریب روحون مین کبھی کوئی مادہ شامل ہوجاتا ہے اور کبھی وہ مادہ اخراج پذیر ہوتا ہے۔ موت ایک خاص تغیر کا نام ہے۔ فنا بھی اسی تغیر کا عنوان ہے۔ ارواح کی ابدیت کیا ہے؟ وہی انکا لا انتہا تغیر۔ مگر یاد رہے کہ عمدہ حالت کا نام حیات ہے۔ اور آپکا یہہ دعوے کہ مادہ جاندار نہین اسے روحانیت بھی برآمد نہین ہوسکتی"۔ بحکم علوم متعارفہ نمبر ۲۔ آپکے مفید مطلب نہین ہوسکتا۔ کیونکہ یہہ دعوے بے دلیل ہے۔ اور آپکے علوم متعارفہ نمبر ۲ پر جو کلام ہے وہ سابق عرض کرچکا ہون صاحب من۔ جز ہ

پدارتھ سے جڑہ کے خاص خاص تغیرات کے بعد خاص ترکیب اور خاص تناسب چیتنتا کا فیضان ہو جاتا ہے جیسے پہلے آدمیون سے خاص ۴ رمیون - اگنی - وایو - سورج اور انگرہ کی خاص حالتون کے باعث - انپر بطور آپکے وید کا الہام ہوا - ایسے ہی تناسب کے خاص حصہ پر چیتنتا کا فیضان ہوتا ہے - اور خاص وہی حصہ انسانی یا حیوانی روح ہے - آپکا علے العموم یہہ فرمانا کہ جڑہ سے چیتن پدارتھ نہین بن سکتا دعوے بے دلیل ہے ہرگز صحیح و مسلم نہین - اور آپکے نزدیک عدم امکان سے کسی شے کے یہہ لازم نہین آتا کہ باری تعالے کے نزدیک بھی وہ محال ہو - صاحب من وہ ہمہ دان لطیف و خبیر تمام مخلوق پر محیط ہے اُس کے ید قدرت کے نزدیک جو ممکنات ہین وہ سب کی سب آپکی قاصر اور محدود طاقت کے نزدیک محال ہین - علے ہذا تمہارے محال سے محال اُسکے نزدیک ممکن ہین - آپ نباتات جمادات اور حیوانات پر تجربہ کرلین نمبر ۵ - کی فلسفی بھی داد کے قابل ہے - ہم جڑہ اور چیتن کو وحدت الوجودی کب مانتے ہین ؟ - اور کب اسکے قائل ہین ؟ - غور کرو گلاب کی شاخ پھوٹی - اسنے پتے نکالے پتون کانٹون گلاب کی شاخ اور جڑہ سے گلاب کا پھول پیدا ہوا - اس سے عطر نکلا - کیا وہ عطر گلاب کی جھاڑی سے وحدت الوجودی رکھتا ہے ؟ ہرگز نہین دونون کا وجود جدا جدا ہے - پس خلاصہ مطلب یہہ ہوا - کہ ایک معنے کے لحاظ سے انسانی یا حیوانی روح ایک ایسی چیز ہے جو خاص قسم کے اجتماع عناصر کا ثمرہ ہے یا بطور اور عناصر کے یہہ عنصر بھی مخلوق ہے - اگر عناصر کا ثمرہ ہے تو بھی ان سے متحد الوجود نہین اور اگر الگ عنصر ہے تو بھی متحد الوجود نہین - اور فقرہ نمبر ۶ - اگر تسلیم کیا جائے تو آپسے سوال ہے کہ ذاتی صفات بقول آپکے لوازم ذات ہوتی ہین - اور بموجب آپکے علوم متعارفہ نمبر ۸ - قدیم کے سب ذاتی

صفات قدیم ہوتی ہین۔ اور علوم متعارفہ نمبر ۹ سے ثابت ہے۔ کہ صفت موصوف سے جدا نہین ہوسکتی پہ چیتنتا جو روح کی صفت ہے آپکے نزدیک جیسا آپکے کلام سے ظاہر ہے روح کی ذاتی صفت ہے۔ آپکی روح کو اُسوقت جب آپ رحم مین تھے یا رحم سے نکلنے کے بعد دو مہینے مین کسقدر علم حاصل تہا؟ اور وہ علم کا مقدار اب بھی ورآپ مین موجود ہے یا تغیر پاکر اور کا اور ہی ہوگیا؟ اب اگر ذرا بہی انصاف سے کام لیا جاوے تو یہہ بات صاف معلوم دیتی ہے کہ علوم اور روح کی وہ صفات کچھ مدت کے بعد بالکل دور ہوجاتی ہین اور روح جدید صفات سے متصف ہوجاتی ہے۔ اسواسطے ثابت ہوا کہ روح بالذات چیتن اور ترکیب سے مبرا نہین اسلئے بطور آپکے بہی اسکی ابتدا۔ اور اسکا حدوث ضروری ہے ؟

مکذب۔ میٹر کے انادی ہونے پر دلائل نمبر ۱۔ چونکہ خدا غیر مادی ہے۔ اسواسطے مادی دنیا اس سے نکلنا نہین ہوسکتا۔ نمبر ۲۔ کیونکہ کسی چیز سے وہی چیز نکلتی ہے جو پہلے اسکے اندر موجود ہو۔ نمبر ۳۔ اور جو موجود نہو کسیطرح نہین نکل سکتی بحکم متعارفہ نمبر ۱ و ۲۔ اسواسطے مادہ انادی ہے

مصدق جہانتک اس فلسفہ اور لاجک کو دیکہتا ہے۔ یقین کرتا ہے کہ دلیل کا بہت بڑا حصہ مکذب مدلل کے دل ہی دل مین رہگیا۔ اور لکہنے مین نہین آسکا ناظرین غور کرین اوّل تو تینون فقرے دلیل کے صرف دعوے ہی دعوے ہین دوم ہمنے مانا کہ خدا غیر مادی ہے اور اسکے اندر سے مادی دنیا نہین نکلی مگر یہہ نتیجہ کیسے مرتب ہوا کہ مادہ انادی ہے! اس دلیل سے جو آپنے لکہی اگر خواہ مخواہ مان لین تو صرف اتنا ثابت ہوتا ہے کہ مادی دنیا خدا کے اندر سے نہین نکلی۔ یہہ دنیا کچھہ اور چیز ہے۔ اور باریتعالے کچھہ اور چیز ہے اور اس دنیا اور

بارہتیا ساے مین ظرف اور مظروف کا تعلق نہین۔ کیا معنے یہہ بات صحیح نہین کہ بارہتیا کے ظرف ہو اور دنیا اسکی مظروف جیسے پانی کیواسطے گھڑا۔ غرض دنیا ایک اور چیز ہے۔ اور وہی وستو ہے۔ جب اور ہی چیز ٹھہری تو اب ہم مشاہدہ کرتے ہین اور اس دنیا پہ نظر دوڑاتے ہین تو اسمین کچھ حصہ ایسا پاتے ہین جسکو جمادات کہتے ہین۔ پہاڑ۔ پتھر۔ مٹی وغیرہ اور کچھ حصہ نباتات کا نظر آتا ہے۔ بڑ۔ پیپل۔ پلاس وغیرہ وغیرہ اور کچھ حصہ حیوانات کا دکھائی دیتا ہے۔ آدمی شیر ہاتہی وغیرہ وغیرہ۔ ان تمام اشیا کو ہم مرکب پاتے ہین اور انکے ہر فرد پر یہہ کہنا صحیح ہے کہ یہہ مرکب ہین۔ اور یہہ خدا کے بنائے ہوئے۔ اور اسکے رچے ہوئے ہین آریہ کو ہمارے اس دعوے سے ہرگز انکار نہین ہوسکتا۔ کیونکہ وہ بہی مانتے ہین کہ جڑ پدارتھ خود بخود ترکیب پا نہیں سکتی نہین۔ جب ہر ایک مرکب مثلاً لیکہرام مرکب اور مخلوق ٹھہرا۔ تو حسب الحکم لیکہرامی علوم متعارفہ نمبر ۳ و نمبر ۴ جو کل مین ہوتا ہے وہی جزو مین بہی ہوتا ہے ان مخلوقات و مرکبات کے اجزا بہی مرکب اور مخلوق ہونگے اور پہر اجزا کے اجزا بہی مرکب اور مخلوق ہونگے۔ اسواسطے ثابت ہوا کہ مخلوقات اور مرکبات کے اجزا بہی مخلوق اور مرکب ہونگے اور چونکہ وہی اجزا۔ ان کل اشیا کا مادہ ہین اسواسطے ثابت ہوا کہ مادہ بہی آدی اور مخلوق ہے۔ انادی اور غیر مخلوق نہین اور اگر آپکی تکذیب کے صفحہ ۲۶ کی اخیری سطر صحیح ہے کہ جو چیز جزو مین ہے وہی کل مین ہوگی۔ تو یون کہا جاتا ہے۔ کہ اگر ان مرکبات کے اجزاء غیر مخلوق اور انادی ہوتے اور ان اجزا مین یہہ بات پائی جاتی تو کل انکا یعنے یہہ مرکبات ہم تم وغیرہ سب انادی اور غیر مخلوق ہوتے۔ آپ بہی تو بہی مانتے ہین کہ ہم تم اور کل مرکبات انادی اور غیر مخلوق نہین۔ پس ثابت ہوا کہ مادی دنیا کا مادہ اور اسکے اجزا بہی انادی

نہین +

مکذب - دوسری دلیل مادہ کے قدم پر نمبر۱ - دنیا نہ صرف ذرات سے بن سکتی ہے اور نہ حکم سے - نمبر۲ - کیونکہ قدرت قادر کی ایک صفت ہے اور کوئی صفت اپنے موصوف سے علیحدہ نہین ہوسکتی (بحکم علوم متعارفہ نمبر۹) نمبر۳ - حکم بغیر محکوم کے عمل پذیر ہونا دہوکہ بازی ہے - نمبر۴ - اور حکم صرف شبد ہے اور جگت کا شبد سے بننا ناممکن ہے بلکہ مادہ سے پس مادہ انادی ہے -

مصدق - جہانتک اس دلیل پر گہری نگاہ کرتا ہے - اُسسے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ اگر مکذب کی دلیل کو تسلیم کیا جاوے تو اس سے صرف اتنا ثابت ہوتا ہے کہ قدرت اور اسکا حکم اور اسکا شبد - مادی دنیا کا جزو یا مادہ نہین ہوسکتا اور اسکا نتیجہ یہہ نکلا کہ صفات باری تعالے اور چیز ہے - اور مادی دنیا کا مادہ اور چیز ہے - کوئی صفت (اسکا حکم یا اسکا شبد یا اسکی قدرت) مادہ عالم کا عین نہین اور نہ مادہ عالم سے اسکی وحدۃ الوجودی ہے - نہ اسکا جزو اور نہ صفات باری کو مادہ عالم سے ذاتی اتحاد ہے یا یون کہئے کہ آپکا یہہ آریہ ورتی ویدانت مت صحیح نہین دلیل کے صرف اسقدر حصے سے مادہ کی انادیت اور مادے کا غیر مخلوق ہونا کچھ نہین نکلتا - ہم مانتے ہین کہ ہمارے وجود کا مادہ یا ہمارا مادہ ہمارے اجزا اور اعضا ہین - شیر چیتا - گہوڑے - ہاتہی کا وجود یا انکا مادہ انکے اعضا ہین - صفات باری تعالے - یا اسکا حکم یا اسکی قدرت یا اسکا شبد ہمارا یا ہمارے اعضا کا جزو ہین نہین - اور یہہ بہی ظاہر ہے کہ حکم کا بدون محکوم عمل پذیر ہونا دہوکہ بازی ہے - اگر حکم کامل اور سُست ہو - مگر اتنے قصے سے مادہ کا آدہی یا انادی ہونا معلوم نہین ہوتا اگر اس مقدار کو اور بڑہانا اور دلیل کو پورا کرنا مقصود ہو تو یون ہوسکتا ہے

کہ ہم دنیا کی مادی اشیا کو تقسیم اور تفریق قبول کرتے ہوئے دیکھتے ہین۔ جسقدر اجزا
ہین انکی علیحدگی ممکن یا محسوس ہے۔ ہمارے آریہ بھائی بھی قائل ہین کہ ان مرکبات
کے اجزا مہان پرلی مین چہن بہن اور جدا جدا۔ اور منقسم ہونگے۔ اور مکذب کے
علوم متعارفہ نمبر ۳ مین یہہ امر مسلم ہو چکا ہے "جو کل مین ہوتا ہے وہ اسکے اجزا مین بھی
ہوتا ہے"۔ اور یہہ بھی مسلم ہے کہ صفت موصوف سے جدا نہین ہوسکتی دیکھو مکذب
صفحہ ۳۲ علوم متعارفہ نمبر ۹۔ تمام مرکب اشیا منقسم اور متفرق اور مخلوق ہونیکے ساتھہ
متصف ہین اسواسطی بحکم مکذب کے علوم متعارفہ نمبر ۳ کے ان مرکبات کے اجزا بھی منقسم اور متفرق
اور مخلوق ہونیکے ساتھہ متصف ہونگے۔ اور چونکہ صفت موصوف سے بحکم اسی دلیل کے جسکو مکذب
صاحب نے بیان کیا الگ نہین۔ اسلئے ثابت ہوا کہ مرکبات کے تمام اجزا ہمیشہ منقسم اور متفرق اور مخلوق
ہی رہینگے۔ جب مخلوق ہونا ثابت ہوا۔ تو یہہ بھی ثابت ہوا کہ وہ انادی نہین بلکہ آدی یعنی
مخلوق ہین۔ نہ انادی اور غیر مخلوق۔ پس ہمارا مطلب بھی یہی تہا + مکذب کی دلیل پر ایک اور نظر۔
آریہ مہاشیان آپکی ارواح اس جنم سے پہلے کسی علم کسی صفت کسی معرفت کے ساتھہ موصوف تہے یا نہین؟
اگر نہ تہے تو ارواح کی چیتنتا باطل۔ اور اگر تھے تو وہ صفات آپکے ارواح سے زائل
ہوگئین یا نہین اگر زائل ہوگئین تو ثابت ہوگیا کہ صفت کیا صفات بھی موصوف
سے الگ ہوگئین۔ اس صورت مین آپکی دلیل کا ایک حصہ باطل ہوگیا۔ اور اگر زائل
نہین تو بتائیے آپ کن علوم کے عالم تہے اور کس کس زمانے مین وہ صفات
آپکو لاحق ہوئین۔ دلیل کا فقرہ نمبر ۳۔ "حکم کا بغیر محکوم کے عمل پذیر ہونا دہوکہا بازی
ہے"۔ عجب دہوکہا بازی ہے حکم حاکم کے بغیر البتہ نہین ہوسکتا۔ اور یہان تو
جب حکم ہوا۔ محکوم ہو ہی گیا۔ شائد فقرا تی کلمہ کُن نظر سے نہین پڑہا!

تکذیب - میٹیریل کے انادی ہونیکی تیسری دلیل - پدارتھ ودیا یعنی علم سائنس کا اصول - (یہہ عربی دانی کا نتیجہ ہے) ہے - کہ کوئی چیز نیستی سے ہستی مین نہیں آتی - مگر ہستی سے - جو نہیں اسکا کسیطرح بہاؤ یعنے پرکاش نہیں ہوتا - اور جو ہی اسکا بہاؤ اور پرکاش ہوتا ہے ہستی سے ہستی ہوتی ہے - اسکے برخلاف ہستی سے نیستی یا نیستی سے ہستی کبھی نہین ہو سکتی اسواسطے ادہ انادی ہے -

مصدق براہین - علم اور سائنس کا پہلا اصول بایں معنے کہ نیستی ہستی کا مادہ اور اصل نہین اور ہستی نیستی کا مادہ اور اصل نہین ہوتی - صحیح ہے اور یہہ بہی سچ ہے کہ بہاؤ اور پرکاش اسیکا ہوتا ہے یا ہوگا جو ہے یا ہوگا مگر اس قصے کو مادہ کے انادی یا آدی ہونیسے کیا تعلق ہے ؟ - ہم کب کہتے ہین کہ موجودات اور مخلوقات خداوندی کا مادہ موجود اور مخلوق نہین جس حالت مین موجودات اور مادی دنیا موجود ہے - تو ضرور اس موجودات کا مادہ بھی موجود ہے - کسی چیز کا موجود ہونا تو یہی معنے رکھتا ہے کہ اس جزو کا مادہ موجود ہو - اور سائنس کا فقرہ بایں معنے بہی صحیح ہے کہ نیستی ہستی کی علت یا نیستی ہستی کی خالق نہین ہوتی - اور نہ بالعکس الا ہم کہتے ہین کہ باریتعالے جو ہمارا خالق ہے وہ بالکل ہستی ہے اور موجود ہے ہرگز ہرگز نیستی نہیں - وہ ہستی ہے اور یہہ کہ ایسی ہستی کسی طرح نیست نہین اسیواسطے اسکا پرکاش ہے ہم سائنس کا پہلا اصل تسلیم کرتے ہیں اور رکہتے ہین کہ نیستی ہستی کا مادہ یا ہستی کا خالق نہین ہوتی - اور نیست مادہ یا نیست خالق کا پرکاش یا ظہور نہین ہوتا آریہ کے وکیل نے صرف یہانتک دلیل کو بیان کرکے دلیل کے پورا کرنیسے سکوت کیا ہے - چونکہ دلیل کی اتنے مقدمہ سے کوئی نتیجہ یا مدعا ثابت نہیں ہوتا - اسواسطے خاکسار دلیل کو پورا کرتا ہے -

مادی دنیا کا وجود اور اسکا ظہور ہم دیکھتے ہین اسواسطے ثابت ہوا کہ اسکا مادہ اور اسکی علت ضرور موجود ہے۔ اور پدارتھ ودیا یا سائنس سے یہہ بھی ثابت ہے کہ مرکبات ایک حال پر نہیں رہتے مرکبات میں ہمیشہ تبدل وتغیر ہوتا رہتا ہے۔ کبھی دو چیزین باہم ایسے طور پر ملتی ہین کہ انکی اپنی پہلی خاصیت جو علیحدہ علیحدہ رہنے کی صورت مین تہی باطل ہو جاتی ہے۔ اور نئی صفات کی تیسری چیز انسے پیدا ہو جاتی ہے۔ ہم صاف دیکھتے ہین کہ کوئلہ۔ شورہ۔ اور گندہک کی خاص ترکیب سے بارود بنگیا۔ جب اسنے آگ لگائی تو بعد اسکے یکایک نیا جسم نرالی خاصیت کا پیدا ہو گیا۔ آکسیجن اور ہائیڈروجن کے خاص میل سے پانی بن گیا۔ کبھی آکسیجن اور نائٹروجن سے ہوا پیدا ہو گئی۔ نباتی اغذیہ سے حیوانی اجزا بنے اور نباتی یا حیوانی یا دونون قسم کے اجزا کے ملنے سے انسانی اجزا بنگئے۔ انسان مرد کے جسم مین خاص حالت مین انہین اغذیہ نباتیہ یا حیوانیہ سے ایک اور قسم کے جانور پیدا ہوگئے جنکو حیوانات منی کہتے ہین (بلکہ اگر خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ سے وہی حالت سمجھی جاوے تو نہایت قریب ہے) یا اور انسان پیدا ہو گیا۔ اور چونکہ ان اشیاء مرکبہ کو خاص قسم کی ہیئت اور خاص قسم کی شکل عارض ہے۔ اور یہہ ترکیب باہمی بندش خالق کے سوا ممکن نہین (یہہ امر یا خالق کا ہونا آریہ کو مسلم ہے اور اسوقت ہمارا خطاب دہریہ سے نہین۔) اسواسطے معلوم ہوا کہ مادی دنیا جس سے ہوئی وہ ہستی ہے اور موجود ہے اور وہ ہستی اسکی خالق ہے اور یہ مادی دنیا اس ہستی کی مخلوق ہے۔ مثلاً مین مخلوق ہون۔ جس مادہ سے یہہ دنیا یا مین مخلوق ہوا وہ بھی ایک مجموعہ اور مرکب ہے چند اور اشیاء کا جو اسکا مادہ ہین اور بعینہ ہمارے جیسی حالت احتیاج الی الخالق اور مخلوق ہونیکی اسکو بھی لاحق ہے

جیسے ہمکو یا جیسے ہم سے آئیندہ آنیوالی ہستی کو جو ہمارے اعمال و افعال یا تغیرات کا نتیجہ ہوگی - پس جب ہم اور ہمارے موجودہ دنیا مخلوق ہوئی - اور ہم سے آئیندہ آنیوالی دنیا یا آخرت موجود یا مخلوق ہوگی ایسے ہی ہم سے پہلی دنیا جسکا ہم نتیجہ ہین وہ مخلوق اور خدا کی بنائی ہوئی ہے - اور اس سے پہلے کی بھی اسیطرح مخلوق ہے علے ہذا القیاس ازل کی طرف یہی سلسلہ چلا جاتا ہے - اور باری تعالے ہمیشہ سے خالق اور ہمیشہ سے رازق اور ہمیشہ سے متکلم ہے - اور ہمیشہ ہمیشہ رہیگا - اسکا کیا ثبوت ہے کہ کسی وقت یہہ مرکبات بالکل علیحدہ علیحدہ تھے اور انکا باہم میل جول نہ تھا - جیسا کہ آریہ صاحبان کا اعتقاد ہے ؟ - چونکہ پہلی اشیا ترکیب مین کبھی محض باطل اور مفقود ہو جاتی ہین اسواسطے یقین ہوتا ہے کہ ہزارون ہزار اشیا اسیطرح معدوم اور ہزارون ہزار نئی - جو پہلے موجود تھین پیدا ہوئین - اسیطرح ہزارون ہزار آئیندہ مفقود ہونگی - اور ہزارون ہزار نئی پیدا ہونگی - کبھی باری تعالے کی ذات پاک کو صفات سے تعطیل اور بیکاری نہوگی - اور نہ ہوئی - جس دلیل سے یہہ دنیا مخلوق ہے - اسی دلیل سے جس چیز کا یہہ دنیا نتیجہ ہے - وہ بھی مخلوق ہے - کبھی انحلال تام اور کلی تفریق ان اجزائے لایتجزی کی ہوئی ہے نہوگی - اس دلیل سے جو سائینس کی گواہی اور ہمارے مشاہدے سے ثابت ہے یہہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی کہ مادہ انادی نہین - بلکہ مخلوق ہے اور اُس کا آدی مول اپنشر ہے - طرہ یہہ ہے کہ تکذیب کے صفحہ ۷ سطر ۳ مین یہہ بات مکذب صاحب خود مان چکے ہین اور وہان مادہ کو خدا کا بنایا ہوا کہا ہے - جہان کہا ہے - اور مادہ خدا کے قبضہ قدرت مین انادی زمانے سے موجود ہے - قدرت اور علم اور ارادہ قدیم سے ہے اور

بموجب قاعدہ قدیم خدا اسکا بنانے والا ہے"۔

متشیر یا مادہ عالم کے قدیم یا غیر مخلوق ہونے کی چوتھی دلیل بھی کچھ کم حیرت انگیز نہین کیا تو اسلئے کہ مکذب نے آدم کے قصے مین قران کریم پر یہہ اعتراض کیا ہے۔ کہ "قران تکرار کرکے پیسے کو پیتا ہے"۔ اور خود مکذب نے روح کے قدم کی دلیل کو بیان مکرر چھاپا ہے۔ اور کیا اسلئے کہ اس دلیل کا نتیجہ بطور سابقہ دلائل کے بیان کیا۔ اور کیا اس باعث سے کہ اس دلیل کے اخیر مین باری تعالے کو مادہ کا بنانے والا مانا ہے جیسے مذکور ہوا۔ اور کیا اسلئے کہ اسکے آخر پر روح کو چیتن اور زندہ کہہ جوڑ دیا ہے جسکو متشیر کے مسئلہ سے کوئی تعلق نہین بلکہ اسکی بحث اس سے پہلے گذر چکی۔ اس چوتھی دلیل مین پہلے تو یہہ کہا ہے۔

(نمبر ۴) "جسوقت بیان کیا جاتا ہے۔ دنیا کا پیدا کرنیوالا خدا ہے تو فی الفور سوال پیدا ہوتا ہے کہ کہان سے اور کس چیز سے۔ محمدی جواب دیتے ہین عدم ہین بذریعہ قدرت خود کے بنایا"۔ انتہے۔

مصدق۔ ناظرین غور کرین کہ محمدیون نے کہان یہہ جواب دیا؟ کیا انکے پاک قران مین ایسی بات ہے۔ کیا انکی حدیثون مین یہہ روایت ہوا ہے؟۔ کیا انکے آئمہ کا قول ہے؟۔ کیا انکے سلف یا صحابہؓ اور تابعینؒ نے ایسا کہا؟۔ ہمارے آریا کچھ تو جواب دین۔ ہان محمدیون کے قول کے یہہ معنے ہین اگر انہون نے کہا کہ یہہ مادہ موجودہ زمانہ سے پہلے ایسا نہ تھا جیسا اب ہے۔ بلکہ یہہ مادہ معدوم تھا موجود ہی نہ تھا۔ علاوہ برین مادہ کو معدوم محض بلحاظ وجود خارجی کے کہا ہے۔ والا اسلام کا بچہ بچہ اور محمدیون کا مخلسی بھی جانتا ہے کہ موجودہ دنیا اور آئندہ آنیوالی اور

گذری ہوئی دنیا تمام اللہ تعالے کے علم مین موجود تہی - عدم محض کے تو یہہ معنے ہین کہ کسیطرح کہین بہی اسکا وجود نہو - حالانکہ دنیا کا علمی وجود تہا - اور یہی ہین مکذب صاحب کا یہہ کہنا کہ محمدی جواب دیتے ہین - کہ دنیا عدم محض سے وجود مین آئی - علی العموم صحیح نہوا بلکہ اتہام ہے جو محمدیون پر لگایا گیا - جبکہ عدم مادہ کے یہہ معنے ہوئے جو ہمنے بیان کئے - تو آپکا سوال ہی اُٹھہ گیا اور محمدیون کا یہہ کہنا " اپنے سے بنایا " اُسکے یہہ معنے ہین کہ اللہ تعالے ہی ہماری پیدایش کا باعث اور ہمارا خالق ہے - محمدیونکے اس کلام کے یہہ معنے نہین کہ مخلوق اللہ تعالے کا ٹکڑہ ہے یا اللہ تعالے ہمارا جزو بدن ہے - یہہ آپکا خیال اور غلط گمان ہے - اسلامی گروہ اس سے بالکل پاک ہے - اور آپکا فرمانا " مادہ خدا کے قبضہ قدرت مین انادی زمانہ سے موجود ہے " بے ریب تمام دنیا اور اسکا مادہ ازل سے ابد تک یعنے ہمیشہ سے ہمیشہ اسکے علم اور قدرت مین ہے - اور رہیگا - مگر اس سے انادیت نہین نکلتی بلکہ ہم کہتے ہین جیسے ہمیشہ سے وہ اللہ تعالے کی صفت علم اور قدرت مین ہے اور رہیگا - ایسا ہی اسکی صفت خلق تحت بہی ہے اور رہیگا - اسلامی گروہ ہندی آریون کی طرح نہین کہتا کہ مادہ عالم اور ارواح خدا تعالے کی صفت خلق سے باہر ہین - اور " چونکہ کوئی جڑہ خود بخود نہ بن سکتی ہے اور نہ بنا سکتی ہے " جیسے آپنے اپنی آخیری دلیل مین کہا - اسواسطے ثابت ہوا کہ مادہ بہی خود نہ بن سکا اور نہ مرکبات کو بنا سکا والحمد اللہ ثم الحمد للہ ؂

صفحہ ۲۳ سے پہر مکذب صاحب نے روح کی بحث شروع کی ہے - مجھے اس قصہ سے اب بسر دکار نہین رہا - کیونکہ یہہ بحث کہ روح مفرد ہے یا مرکب بقدر ضرورت

گذر چکی ہے۔ اور مکذب نے بھی بجز ایک سنسکرت شلوک کے نقل کر دینے کے اسپر کوئی جگہ نہ بحث نہین کی۔ اور وید کا کلام جسے مکذب نے لکھا ہے کہ "روح کو شستر کاٹ نہین سکتے"۔ "آگ جلا نہین سکتی"۔ "پانی بھگو نہین سکتا ہے"۔ "ہوا خشک نہین کر سکتی"۔ "وہ مفرد لطیف زندہ ہے"۔ بالکل ایک دعوے ہے جو بے دلیل ہے۔ کیا ثبوت اس امر کا کہ روح ایسی چیز ہے جیسے وید نے بیان کیا ہے؟

مکذب۔ آیت شریف یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ پر جسقدر کلام کیا ہے اب اسے لیتا ہون ناظرین ذرا غور سے دیکھین۔

مکذب۔ اب ناظرین پر یہ امر ہویدا کرتا ہون کہ قران نے روح کی بابت کونسی نئی تعلیم فرمائی ہے۔ سورہ بنی اسرائیل یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ اے محمد اگر تجھ سے روح کی بابت سوال کرین۔ کہو مجمل جواب کہ خدا کا حکم یا حکمت۔ اس سے بھی ثابت ہے کہ روح انادی ہے۔ مگر سمجھنا آسان نہین تہا۔ اسواسطے خلقت کو حیرانی مین ڈالا۔ صریحاً ثابت ہے۔ کہ جب سے حاکم ہے تب سے حکم ہے۔ کیونکہ خدائے قدیم کا حکم و علم و ارادہ قدیم ہے۔ اور جب سے حکیم ہے تب سے حکمت ہے۔ بلکہ باہمی لازم و ملزوم ہین۔

پہر مکذب نے بطور عادت قدیمہ کے کہا ہے۔ جبکہ خود قران ہی اس معاملہ مین کم زبان ہے وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا یعنے نہین علم دیا تمکو مگر تہوڑا۔ زیادہ اعتراض مت کرو۔ اور مت پوچہو۔

پہر ایک جگہہ کہا ہے "قران قاصر البیان ہے"۔ پہر مرزا صاحب کو خطاب کرکے کہا ہے "تم حقیقت روح بیان کرو"۔ "اگر یدپنتوا اندپسر تمام کند"۔ پہر کہا "سوائے اس آیت اور وہی روایت کی اپنے سارے قرآن سے الخ"۔ غرض اس قسم کی بدتہذیبی سے کام لیا ہے کہ تمام عبارت کا نقل کرنا

بہی مجہے اسلئیے پسند نہین کہ کہین نقل کفر کفر باشد - کا مصداق نہو جاؤن -

مکذب صاحب! - آپکو عربی دانی کا بڑا دعوے اور قرآن کے سمجہنے کا بڑا ادعا کیا اسی مایہ پر افتخار تہا - کیا وید مقدس کو بہی اسیطرح سمجہا - اگر وہ کچہہ نہین آتا تہا تو اس آیت شریف کا ماقبل اور مابعد ہی دیکہہ لیا ہوتا! - آریہ صاحبان سنو! حیات دو قسم کی ہوتی ہے - ایک جسمانی اور دنیوی - اور دوسری روحانی اور اُخروی - پہلی قسم کی حیات حاصل کرنیکے سامان اگرچہ پیدا رکہہ ہین اللہ تعالے نے رکہے ہین تو دوسرے قسم کے جیوۃ کے اسباب بہی چینن وستو ہین ضرور رکہے ہین - قرآن مین دونون محاورون کو علحدہ علیحدہ بیان کیا گیا ہے سنو - اول جسمانی حیات اور جسمانی زندگی کی نسبت فرمایا ہے

ا وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا -

٢ وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً مُّبٰرَكًا فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ جَنّٰتٍ وَّحَبَّ الْحَصِيْدِ

٣ وَالنَّخْلَ بٰسِقٰتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيْدٌ

٤ رِّزْقًا لِّلْعِبَادِ وَاَحْيَيْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا كَذٰلِكَ الْخُرُوْجُ

اور روحانی زندگی - دہرم اوکت حیاتی - ایمانی حیات اور دہرم جیون کے بارے مین فرمایا ہے -

٥ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ

ا - اوتارا اللہ نے بادلون سے پانی اور زندہ کیا اُسکے ساتہہ زمین کو اسکے مرنے کے پیچہے -
٢ - اوتارا ہمنے بادلون سے پانی برکت والا پہر لگائے ہمنے اسکے ساتہہ باغ اور اناج کاٹنے کے
٣ - اور کہجورین بلند جنکے خوشے تہ بر تہ ہین -
٤ - رزق ہے بندون کے لئے اور زندہ کیا ہمنے اسکے ساتہہ مردہ شہر کو اسیطرح نکلنا ہے (یعنی زمین سے پہر نکلنا ہے)
٥ - اے ایمان والو اللہ اور اسکے رسول کی بات سنو جب وہ تمہین اوس امر کی طرف بلاتا ہے جو تمہین زندگی بخشے -

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً
وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ

جیسے جسمانی زندگی کیواسطے جسمانی روح کی ضرورت ہے۔ ویسے ہی ایمانی زندگی کیواسطے کسی ایمان سکہلانیوالی بلکہ ایمان دینے والی روح کی ضرورت ہے اسی ایمان دینے والی روح کا تذکرہ اس آیت شریف میں ہے جسپر کذب نے محض نا سمجہنے سے اعتراض کیا ہے اصل یہہ ہے کہ اس آیت کے حقیقی معنے سمجہنے میں اکثر لوگوں نے ٹہوکر کہائی ہے۔ میں ماقبل اور مابعد کی آیات بہی نقل کرتا ہوں۔ اور کلام الٰہی کی واقعی تفسیر خود کلام الٰہی کی رہنمائی سے کرتا ہوں امید ہے کہ راستی کے بہوکے اور پیاسے حظ وافی اٹہائینگے۔

وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا۔

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ
اِلَّا خَسَارًا۔

وَاِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ يَـُٔوْسًا
قُلْ كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ فَرَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ اَهْدٰى سَبِيْلًا۔
وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا

۱۵۰ - جو شخص نیک عمل کرے مرد ہو یا عورت اور وہ مومن ہو ہم انکو پاکیزہ زندگی بخشینگے اور ہم انکو اجر دینگے انکے اچہے کاموں کے عوض میں۔

۱۵۱ - اور کہہ کہ حق آگیا اور باطل دور ہوگیا یقیناً باطل دور ہونیوالا ہی تو تہا۔

۱۵۲ - اور ہم قرآن سے مومنوں کے لیئے شفا اور رحمت اتارتے ہیں اور ظالموں کو اس سے گہاٹا نصیب ہوتا ہے۔

۱۵۳ - اور جب ہم انسان پر فضل کرتے ہیں تو منہہ پہیر لیتا ہے اور اسی (مال) کی طرف ہوجاتا ہے اور جب اسکو دکہہ پہنچتا ہے تو ناامید ہوجاتا ہے۔

۱۵۴ - کہہ کہ ہر ایک اپنی طرز پر عمل کرتا ہے تمہارا رب خوب جانتا ہے اسکو جو سیدہی راہ پر ہے۔

۱۵۵ - اور تجہسے اس روح (قرآن) کی بابت پوچہتے ہیں۔ کہہ کہ یہہ روح میرے رب کا امر ہے۔ اور تم اسے متعلق کچہہ بہت نہیں پوچہتے ہیں۔

وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهِ عَلَيْنَا وَكِيلًا
إِلَّا رَحْمَةً مِّن رَّبِّكَ إِنَّ فَضْلَهُ كَانَ عَلَيْكَ كَبِيرًا۔
قُل لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْإِنسُ وَالْجِنُّ عَلَىٰ أَن يَأْتُوا بِمِثْلِ هَٰذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ
وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا۔
وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِي هَٰذَا الْقُرْآنِ مِن كُلِّ مَثَلٍ فَأَبَىٰ أَكْثَرُ النَّاسِ إِلَّا كُفُورًا

اب اس امر کے اثبات کے لئے کہ روح سے مراد وہی کلام الٰہی ہے جس سے ایمان مردہ لوگ حیات ابدی پاتے ہین۔ اور جو ہم نے مراد و معنے لئے ہین وہی حق اور منشائے فرقان مجید کے مطابق ہے خود قران کریم سے موید آیات نقل کرتے اور اس محاورے کو واضح کرتے ہین۔ سنو۔

وَكَذَٰلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ رُوحًا مِّنْ أَمْرِنَا مَا كُنتَ تَدْرِي مَا الْكِتَابُ وَلَا الْإِيمَانُ
وَلَٰكِن جَعَلْنَاهُ نُورًا نَّهْدِي بِهِ مَن نَّشَاءُ مِنْ عِبَادِنَا وَإِنَّكَ لَتَهْدِي إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ
أَتَىٰ أَمْرُ اللَّهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ يُنَزِّلُ الْمَلَائِكَةَ بِالرُّوحِ مِنْ
أَمْرِهِ عَلَىٰ مَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ أَنْ أَنذِرُوا أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا فَاتَّقُونِ
رَفِيعُ الدَّرَجَاتِ ذُو الْعَرْشِ يُلْقِي الرُّوحَ مِنْ أَمْرِهِ عَلَىٰ مَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ لِيُنذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ

ف۱۔ اور اگر ہم چاہتے یہہ کلام جو تجہہ پر وحی کیا ہے لے جاتے پہر تجہے ہم سے لینے کے لئے کوئی کفیل نہ ملتا سوا تیرے رب کی رحمت کے یقیناً اوسکا فضل تجہہ پر بڑا ہے۔
ف۲۔ کہہ دے اگر جن و انس اسپر متفق ہو جاوین کہ اس قران کی مانند لاوین تو ہرگز نہ لا سکین گے گو وہ ایک دوسرے کے مددگار ہو جاوین۔
ف۳۔ ہمنے اس قران مین ہر مثال مختلف طرزون مین بیان کی ہے۔ پر اکثر لوگون نے کافر نعمتی سے انکار کیا۔
ف۴۔ اور ایسا ہی ہمنے تیری طرف اپنے امر سے روح بہیجی ہے۔ تو نہ تو کتاب ہی سمجہتا تہا۔ اور نہ ایمان پر ہم نے اسے نور بنایا ہے اس سے جسکو چاہتے ہین اپنے بندون مین سے ہدایت دیتے ہین۔ اور یقیناً تو سیدہی راہ کیطرف ہدایت کرتا ہے ✠ ف۵۔ اللہ کا امر آگیا اب جلدی نہ کرو وہ بلند و برتر اس سے ہے کہ شرک کرتے ہین۔ فرشتون کو روح دیکر اپنے حکم سے جن بندون پر چاہے اتارتا ہے کہ ڈرسناؤ کہ میرے سوا کوئی معبود نہین پہر مجہہ ہی سے ڈرو ✠
ف۶۔ بلند درجون والا صاحب تخت کا اپنے امر سے جس بندے پر چاہتا ہے روح ڈالتا ہے تو کہ وہ ملاقات (قیامت) کے دن سے ڈراوے ✠

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ

ان آیات کریمہ سے ثابت ہوا کہ روح کلام الٰہی ہی کا نام ہے جسپر عمل کرنے سے موتے اور مردہ ہیئے ایمان زندہ ہوتے ہیں۔ بلکہ قرآن نے۔ انبیا اور ملائکہ کو بھی روح فرمایا ہے کیونکہ وہ بھی اسی زندگی کے باعث ہیں جسے ایمان کہتے ہیں۔

اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ اَلْقٰهَآ اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ۔

وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ۔

ان آیات سے ناظرین کو معلوم ہوگیا ہوگا کہ روح کی حقیقت کو قرآن نے کیسے بیان کیا ہے!۔ یہہ محاورہ روح کی نسبت اگرچہ مین نے قرآن سے ثابت کردیا ہے آفتاب کے سامنے کسی ستارہ کی حاجت نہین۔ مگر مزید تذکرہ کیواسطے کتب سابقہ سے بھی بیان کرتا ہون۔ "پھر جبکہ وہ تسلی دینے والا جسے مین تمہارے لئے باپ کیطرف سے بھیجونگا یعنے روح حق جو باپ سے نکلتی آوے تو وہ میرے گواہی دیگا" یوحنا ۱۶ باب ۱۳ دوسری۔ "لیکن جب وہ یعنے روح حق آوی تو وہ تمہین سچائی کی راہ بتادیگی" یوحنا ۱۶۔ باب ۱۳۔ اُس لئے

۱؎۔ جو لوگ اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتے ہین تو انہین نہ دیکھیگا کہ وہ ایسے لوگون کو دوست رکھتے ہون جو جنگ کرتے ہین اللہ اور اس کے رسول سے خواہ وہ اُنکے باپ یا بیٹے یا بھائی یا قبیلہ ہی کیون نہون۔ یہہ وہ لوگ ہین جنکے دلونمین مین لکھہ دیا ہے اور اُنہین اپنی روح سے قوت دی ہے اور اُنہین جنتون مین داخل کریگا۔

۲؎۔ اسکے سوا نہین کہ عیسیٰ بن مریم اللہ کا بھیجا ہوا اور اُس کا مخلوق ہے کہ جو مریم کی طرف ڈالا گیا اور اس کی روح ہے پس ایمان لاؤ اللہ پر اور اسکے رسولون پر۔ سورۃ النسا۔ سیپارہ ۶۔ رکوع ۳

۳؎۔ اور ہم نے عیسیٰ بن مریم کو کھلی دلیلین دین اور روح پاک سے اُس کو قوت دی۔ سورہ بقر۔ سیپارہ ۱۔ رکوع ۱۱۔

تم سے کہتا ہون لوگونکا ہرطرح کا گناہ اور کفر معاف کیا جاویگا مگر وہ کفر جو روح کے حق مین ہو لوگون کو معاف نہوگا" متی ۱۲ باب ۳۱۔

اور نیکی کو زندگی اور بدکاری کو موت کہنے کا محاورہ تو اسقدر ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ عندالشرع یہی حقیقی معنے ہین۔ مگر مین اب اس قصہ مین زیادہ طوالت لاحاصل جانتا ہون ؀

یسئلونک عن الروح۔ مین اگر یہ پوچھا جاوے کہ یہہ سوال عیسائیون اور یہودیون نے کیون کیا ہے۔ تو وجہ ظاہر ہے۔ یوحنا کی انجیل مین جیسے سابق گذر چکا اس روح کی آمد کی خبر تھی اور بہت لوگون کا خیال تھا پس حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سوال کیا گیا کہ قران کریم جسے تو نے بار بار روح کہا ہے کس کی تصنیف ہے تو خود قران کریم نے اسکا یون جواب دیا کہ یہہ قران اللہ تعالےٰ کا امر اور اسکا حکم اور اسکا کلام ہے اور جو کہا وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا اسکے مخاطب ہی سائل ہین جنکو بہت اوسے ثابت کردیا گیا تھا کہ قران کریم خدا کا کلام ہے۔

روح کی نسبت یہود کا سوال ہے یا عیسائیون یا دونون کا یا ان لینے ہین کسے ایسے دیا نندیون کے ہم خیال کا سوال ہے جو انسانی روح کے غیر مخلوق۔ قدیم انادی ہونیکا معتقد تھا کسی کا سوال ہو کسیطرح کا سوال ہو ایسا وسیع جواب قران کریم نے دیا ہے کہ سب کو حاوی ہے۔ اور جواب بندہ کی بے علمی۔ یا قلت علم کا بیان ذکر نہین۔ بلکہ مخاطبین کی بے علمی کا ذکر ہے جو باوجود دلائل واضح اور حجتہاے قاطع کے سر تسلیم جہکانا پسند نہ کرتے تھے۔

سیدنا حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے دشمن اور عدو مبین شیطان لعین کا

قصہ اور اس قصہ پر آریہ بلکہ دیانندی پنتھ کے اعتراضات

تکذیب براہین نے آدم کے قصہ کو کچھ قران سے اور کچھ کہیں اندرمن مرادآبادی کی تصانیف سے نقل کر کے اسلام پر اعتراضات ذیل بیان کئے ہین۔ دیکھو تکذیب صفحہ نمبر ۳۲

دیکھو تکذیب صفحہ نمبر ۳۲

پہلا اعتراض محمد پیغمبر۔ خدائے محمدیان بیعلم اور نافہم اور مکار اور دہوکہ باز اور فریبی بلکہ حیلہ پرداز ہے کیونکہ

اول۔ فرشتون سے آدم کے پیدا کرنے مین مشورہ لینا صلاح پوچھنا۔ ضرور بے علمی کا ثبوت ہے اور جو اپنی عقل نہین رکھتا اور لوگون کی صلاح پر تیا ہے وہ کسی طرح خدائی کے لایق نہین

دوم۔ فرشتون نے معقول اور فاضلانہ جواب دیا۔ آدم کی چال چلن اور برائیون سے فرشتون نے خدا کو آگاہ کیا۔ مگر اُس نے ہٹ کی۔ اسواسطے نافہم ہے۔ کیونکہ وہی ظہور پذیر ہوا جو فرشتون نے کہا تھا۔

سوم۔ فرشتون سے مکر کیا۔ جب فرشتون نے خدا کو شرمندہ کیا اور کہا ہم تیری حمد اور تقدیس کرتے ہین۔ کیا خون اور فساد کرنے والے آدم کو تو باستثنا سے ہمارے اپنا نائب کرے گا۔ تب خدا نے پوشیدہ آدم کو مخلوقات کے نام سکھلائے اور پھر پارلیمنٹ یعنے فرشتونکو کہا۔ اگر تم بزرگ ہو اور اپنی عقل پر فخر کرتے ہو تو تمام مخلوقات کے نام تبلاو۔ اس سوال کا جواب فرشتون سے نہ بن آیا تب خدا نے اپنے پالتو طوطے کو کہا کہ اے آدم بتا دے ان کو نام اُنکے۔ تب آدم نے بتا دئے۔ خدا نے صریحا و توضیحا مکر کیا فریب کیا دہوکا دیا۔ داؤ کھیلا۔ پس خدا انہین صفات سے موصوف ہے۔

دوسرا - اعتراض - شیطان کی پیدایش خدا کے ارادہ سے نہین ہوئی بلکہ اُسکے احاطہ اقتدار سے باہر ہے یا اُسکی مرضی کے برخلاف اگر ارادہ اور قدرت سے باہر نہ ہوتے تو شیطان کو اپنے مقربین بلا کیب کا معلم نہ بناتا اور جب عمدہ شیطانیت کی تعلیم دیکھ چکا تو اوس وقت گنبہ کرن کی نیند سے خدای محمدیان بیدار ہوئے -

تیسرا - اعتراض - قرانی خدا عالم الغیب بہی نہین - اگر عقل رکہتا اور حور و غلمان کی صحبت سے آزاد ہوتا وقت پر یا وقت سے آگے سوچتا - مگر وہ تو محمد شاہ رنگیلے یا واجد علی شاہ کی طرح زنانہ محل مین بیٹہا ہوا تہا - ورنہ شیطان سے سجدہ کرنے کی بابت پوچھکر شرمندہ نہوتا - چو دانی و پرسی سوال خطا است -

چوتھا - اعتراض - خدائے محمدیان علم مباحثہ سے ناواقف اور ساتہہ ہی زود رنج ہے اور متعصب والا ہوا سے معقول جواب دے - اسپر لعن طعن کرتا ہے - فرشتے کاٹ کے پتلے غیر اللہ کو سجدہ کرکے کافر ہوئے اور شیطان نے سمجہا مخلوق کو سجدہ کفر ہے مست کہڑا رہا - جب خدا نے وجہ پوچہی تو عمدہ وجہ بیان کی - خدا نے کہا آدم کو مخلوق کے نام آنے سبب بزرگی ہے شیطان نے کہا مجہے تیری عشق سے خدا نے کہا آدم خاکی ہے اور خاک پاک شیطان نے کہا وہ عرض کثیف ہے - مین جوہر لطیف ہون خدا نے کہا اسکو مین نے دونون ہاتہون سے بنایا ہے شیطان نے کہا مجہے تونے قدرت سے - بناوٹ سہی قدرتی عمدہ ہے - خدا نے کہا کہ تو عزت والا ہے یا متکبر شیطان نے کہا بسبب علم و حکمت کے والا ہون خدا نے کہا جا چلا جا - یہان سرکشی مت کر

پانچوان اعتراض - شیطان خدا سے زور آور بہی ہے کیونکہ خدا شیطان کو گالیان دیتا ہے اور لعنتین کرتا اور شیطان کا بال بیکا نہین ہوتا -

شیطان کا قول ہے - ای خدا تو مباحثہ مین بند ہو گیا جواب سے در ماندہ ہوا - اب روتا اور گالیاں دیتا ہے اپنی حسرت کھوتا ہے - چونکہ یہہ تیرا مکان ہے اسلئے مجھو دفعہ ۴۴۴ تعزیرات ہند مداخلت بیجا نہین کرتا"-

پہر مکذب نے شیطان کے مقدمہ کا قطعی فیصلہ دیا ہے اور اسمین اخیر روبکار یون لکہی ہے -

بقول محمدیان شیطان نے خدا کا دیدار بہی دیکہا خدا سے باتین بہی کرتا رہا - فرشتون کا معلم اول بہی تہا باوجود اسکے سوا سے خدا کے اور کسی کو نہین مانتا تہا گویا سچا اصولی مذہب عالم اجل ہونا اسکا محتاج بیان نہین - فضیلت مین اسکے ہم پلہ کوئی ملائک یا انسان نہین - پہر مجیب الدعوات (ایوب کی کتاب) اور برائندہ حاجات - پیران آدم کو اسکا مرہون ہونا چاہئے کیونکہ وہی باعث ایجاد اولاد آدم ہوا - اگر وہ آدم کو دانہ گندم نہ کہلاتا تو انکو اس عالم مین کون لاتا -

جب آدم اور اولاد آدم کو شیطان نے بہکایا تو پہر شیطان کو کس نے بہکایا اور خدا سے مقابلہ کرایا -

پہر مکذب نے کہا ہے کہ قابل غور دو امر ہین -

اول - پرمیشور دانا دہی کل ہے یا نہین - دوم - کسی مخلوق کو سجدہ کرنا کفر ہی یا نہین اسے مو مسوا - سخت حیرت کا مقام اور قابل الزام کلام ہے کہ خداوند پاک کفر کا حکم دیوے اور جو اسکے کفر کا حکم نہ مانے اسے مطعون ٹہرا دے -

مکذب نے پہر کہا ہے -

عام محمدیون کا عقیدہ ہے کہ خدا سے خیر اور شیطان سے شر آفریدہ ہے - یعنے خیر کا

خالق رحمن اور شر کا خالق شیطان ہے۔ ثبوت۔

اِنَّمَا یُرِیدُ الشَّیْطَانُ اَن یُّوقِعَ بَیْنَکُمُ الْعَدَاوَۃَ وَالْبَغْضَاءَ فِی الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ وَیَصُدَّکُمْ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ وَعَنِ الصَّلٰوۃِ فَھَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَھُوْنَ

اَلَمْ اَعْھَدْ اِلَیْکُمْ یٰبَنِیْ اٰدَمَ اَلَّا تَعْبُدُوا الشَّیْطَانَ اِنَّہٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ۔ وَلَقَدْ اَضَلَّ مِنْکُمْ جِبِلًّا کَثِیْرًا اَفَلَمْ تَکُوْنُوْا تَعْقِلُوْنَ۔

کیا ممکن ہے۔ نادان بے وقوف کے بوبارہ اور دانا حق پرست پشیمانی اٹھاوے۔ قران مین خدائی محمد یا ن شیطان سے مقابلہ کرنے مین نرسان ہے یہہ اس کلام کا اختصار ہے جسکو مکذب براہین نے صفحہ ۳۲ سے ۴۷ تک لکھا ہے۔

مصدق۔ سُبْحَانَکَ لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّکَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَکِیْمُ

چونکہ تکذیب مین آدم کے قصہ پر مکذب براہین نے خاص قسم کی تہذیب کو دکھایا ہے۔ اسواسطے میری راستی پسند طبیعت کا منشاء ہے کہ اس قصہ کو جہانتک قران کریم اور احادیث صحیحہ اور تاریخ معتبرہ سے پتہ لگ سکتا ہے۔ بیان کرون اور دکھاؤن کہ یہہ قوم جو اپنے تئین آریہ کہتی ہے کسقدر راستی کی حامی ہے! مین پہلے بیان کرچکا ہون کہ بہلون اور برون کا ہمیشہ مقابلہ ہوتا رہا اور انجام کار کامیابی اور فتحمندی کا تاج راستبازون کے سر پر رکھا گیا۔

سعیدون کے ایک مورث اعلے سعید کا قصہ قرآن کریم نے مکرر عبرت کے لئے بیان کرکے مشاہدہ کرایا ہے کہ ہمیشہ برے بہلون پر حملہ آور ہوتے رہے۔ مگر

مگر انجام کار پہلوان ہی کی فتحیابی ہوتی رہی اور اشقیا ہمیشہ شقاوت کا نتیجہ پاتے رہے
اس سعید کا نام آدم علیہ السلام تہا۔ اسکا مورث اعلے ہونا یہود کو توریت سے
اور عیسائیون کو نیو ٹسٹمنٹ سے ظاہر ہے۔ عرب کے لوگون کو اپنی قومی اور ملکی
روایت اور یہود اور عیسائیون کے قرب سے یہہ قصہ معلوم تہا اور غالب عمرانات کے لوگ
آدم علیہ السلام کے اس دشمن کی بدحالت سے واقف تہے اور ظاہر ہے کہ تمثیل
سے بہتر اور نتائج کے دکہانے سے زیادہ کوئی عمدہ ذریعہ روحانی اور اخلاقی
تعلیم کے لئے نہین ہوسکتا۔ باریتعالے نے ایک خاص ملک اور ایک خاص زمین
مین آدم علیہ السلام کا پیدا کرنا چاہا اور قبل اسکے کہ اللہ تعالے آدم کو خلیفہ اور امام
اور دینی دنیوی بادشاہ بناوے اس ملک کے دیوتاؤ سسرون یعنی ملائکہ کو الہاماً آگاہ فرمایا کہ مین اس زمین
مین ایک خلیفہ بنانیوالا ہون[1]۔ غور کرو اس سے پہلی آیۃ ہین جو معترضین نے آدم کے قصہ مین لکھی ہے

[1] إِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً

*نوٹ۔ تاریخ ہمین بتاتی ہے کہ جب اشرار کی فتنہ پردازحرکات حد سے بڑہ گئین۔ اور اخیار کو امن کی جگہہ ملنی اُن کے ہاتہہ دشوار ہوگئی۔ باریتعالے کی قاہر تقدیرات اختیار سے جو انتظام ملکی اور سیاست مدن مین اقران و امثال کی نسبت خاص امتیاز رکہتا تہا اُسے چن لیا۔ اس نے اپنی تدابیر کی خوبی سے اُنہی نیکو کارون کو مجموعی اور قومی ہیئت مین لاکر غصبان حق کا استیصال کیا۔ بنی اسرائیل کی برگزیدہ مگر اسوقت شکستہ حال جماعت کو جو سفاک دشمنون کے نرغے مین گہرے ہوئے تہے حضرت یسعیاہ نبی بشارت دیتے ہین کہ بیت ہولا ایک جوان عورت ایک بچہ جننے والی ہے جو درماندہ قوم کا نجات دینے والا ہوگا۔ اسی طرح اللہ تعالے نے ارض شام کے صلحا اور عارفین کو (بحسب اختلاف السنہ انہین اسرکہو۔ دیوتا کہو۔ ملائکہ سے تعبیر کرو) الہاماً خوشخبری دی کہ مین ایک ایسا آدمی مبعوث کیا چاہتا ہون جو علاوہ صلاح و تقوی کی صفت کے امور دنیوی کی باگ ہاتہہ مین لینے کی صلاحیت بہی رکہتا ہو۔ وہ سادہ اور پاک لوگ جو جفاکار اشرار کے دست تعدی سے تنگ آئے ہوئے تہے اپنے پہلے تجربہ کی بنا پر جو وہ ظالمون کی نسبت کرچکے تہے ہولے وہ بہی کوئی ایسا ہی خونریز بے رحم ہوگا جیسے عملی نمونے آگے موجود ہین۔ اللہ تعالے نے پہر جیسا سیاق کلام سے مفہوم ہوتا ہے اُس شخص کا نشان اُنہین دیا۔ اُن ملائکہ کو اسکی صفات و حالات کی تحقیقات کے بعد پوری تسلی ہوگئی اور اسکے محاسن کو دیکہکر وہ دنگ ہوگئے۔ منہ

[1] جب کہا تیرے رب نے ملائکہ کو کہ مین اس سرزمین مین ایک خلیفہ بنایا چاہتا ہون۔

الارض کا الف اور لام اگرچہ عموم اور استغراق کے معنے بھی دیتا ہے۔ مگر خصوصیت کے معنے بھی دیتا ہے۔ ہر دو معنے اپنے اپنے موقع پر لئے جاتے ہین۔ یہان آدم علیہ السلام کی ایک جگہہ سے نکالے جانے اور دوسری جگہہ چلا جانے سے صاف واضح ہوتا ہے کہ جہان آدم علیہ السلام خلیفہ بنائے گئے تھے۔ وہ ایک خاص ملک تھا اور جہان آدم بھیجے روانہ کئے گئے وہ اور ملک تھا اسلئے یہان الف لام تخصیص کے معنے رکھتا ہے۔ اور لفظ خلیفہ اور الارض کے معنے معلوم کرنے کے واسطے آیۃ ذیل کو پڑہنا چاہیے۔

يَا دَاوُدُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ فَاحْكُم بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ[1]

اس آیۃ مین لفظ خلیفہ اور لفظ الارض سے اچھی طرح واضح ہو سکتا ہے کہ الف و لام خصوصیت کے معنے دیتا ہے اور آگے چلکر لفظ جنت کی تحقیق مین ہم اور زیادہ تفصیل کرینگے تفاسیر مین لکہا ہے۔

فهو ای الخليفة الذي يفصل بين الناس ما يقع بينهم من المظالم ويردعهم عن المحارم والمآثم۔[2] قرطبی۔ ابن کثیر

والصحيح انه انما سمي خليفة لانه خليفة الله في ارضه لاقامة حدوده وتنفيذ قضاياه[3] فتح البیان

---

[1] اے داؤد ہم نے تجہکو اس زمین مین خلیفہ بنایا سو تو لوگون مین حق حق فیصلہ دیا کیجیو۔

[2] لفظ خلیفہ سے یہہ سمجہا ہے کہ اسکا کام یہہ ہوتا ہے کہ وہ لوگون کے تنازعات باہمی کو فیصل کرے۔ اور ناکردنی امور سے انہین باز رکہے۔ قرطبی ابن کثیر

[3] اور اصل یہہ ہے کہ اُسے خلیفہ اسلئے کہا گیا ہے کہ وہ اللہ کا خلیفہ بنکر اُس کی زمین مین حدود کو قائم کرتا اور اور احکامات کو جاری کرتا ہے۔ فتح البیان

الخلیفۃ ھو من یخلف غیرہ والمعنی خلیفۃ منکم لانھم کانوا سکان الارض

او خلیفۃ اللہ فی ارضہ وکذلک کل نبی نحو یاداؤد وانا جعلناک خلیفۃ فی الارض - تفسیر مدارک غرض اس میں کچھ تمام مقدس فرشتوں کی مقدس گروہ نے آدم علیہ السلام سے پہلی قوموں کی بدکرداری اور کافروں - ڈشنٹوں دیونوں شیطانوں اور اسروں کے بری کام اور بدچلنی دیکھی ہوئی تھی عالم الغیب تو بجز ذات پاک باری تعالیٰ کے کوئی بھی نہیں الا من شاء اللہ انبیا نہ اولیا وہ ملائکہ بھی ایسے ہی محدود العلم - محدود التجربہ مخلوق تھے - اپنی کم علمی اور غیب نہ جاننے کے باعث اور کچھ خلیفہ کے لفظ سے جسکے معنے نائب اور قایم مقام کے ہیں غلطی سے سمجھ بیٹھے کہ یہہ آدم بھی آدم سے پہلی قوموں کی طرح فساد - قتل - اور سفک دما نہ کرے - اس آدم کی واقعی نیکی اور نیک چلنی کا انکو علم نہ تھا - اسلئے باری تعالیٰ کی معلے بارگاہ میں عرض کیا -

اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَیَسْفِكُ الدِّمَآءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ -

بزرگوں - دیوتاؤں کا کام تو یہی تسبیحات اور تمجید الٰہی اور باری تعالیٰ کی عبادت ہوتی ہے اور بس - وہ بیچارے اللہ تعالیٰ کے علم و حکمت اور اُس کے کاموں کے اسرار سے کیا واقف کہ فقط لسانی تحمید و تقدیس سے دنیوی انتظام او

---

(۱) خلیفہ اسے کہتے ہیں جو کسی کا قایمقام ہو - آیت کے معنے یہہ ہیں کہ وہ تم میں کا خلیفہ ہے - کیونکہ وہ لوگ زمین کے باشندے تھے - اور یہہ معنے بھی ہو سکتے ہیں بلکہ وہ اللہ کا خلیفہ ہے اس کی زمین میں - اور اسی طرح ہر نبی اسکا خلیفہ ہے مثلاً اے داؤد ہمنے تجھے اس زمین میں خلیفہ بنایا - تفسیر مدارک -

(۲) - پہلے ہی سے فتنہ و فساد کی رویں اور شر کے طوفان زور سے چل رہے ہیں - یہہ بھی تو کوئی از این قبیل ہی ہوگا - تیرا جلال ظاہر کرنے کو ہم بھی آخر ہیں ہی -

دینی کام اس دارنا پائیدار کے نہیں چلتے - پھر یہہ کہنا کہ آدم سے پہلے اور قومیں دنیا میں
آباد تھیں - اول تو قرآن کریم کی اس آیت سے ظاہر ہے بلکہ تکذیب نے بھی اس
کو تکذیب میں تسلیم کیا ہے -

فَسَجَدُوا اِلَّا اِبْلِيسَ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِيْنَ [۱]

اور لفظ مِن کے معنے بعض کے ہوتے ہیں اور کان ماضی کا صیغہ ہے - اور اخبار الدول
اور آثار الاول کی چوتھی فصل میں لکھا ہے -

[۲] روی مجاہد رح - عن ابن عباس رضی اللہ عنہ - قال کان فی الارض قبل الجن خلق
یقال لهم الحنّ - و البنّ - و الطمّ - و الرمّ وانقرضوا وذکر غیرہ ان اول من
سکن الارض اُمّة یقال لهم الحنّ و البنّ ثم سکنها الجنّ فاموا یعبدون الله زمانا
فطال علیهم الامد ففسدوا فارسل الله الیهم نبیًا منهم **لقوله تعالیٰ**
یا معشر الجن والانس الم یاتکم رسل منکم وقیل ملکا منهم یقال له
یوسف فلم یطیعوه وقاتلوا فارسل الله علیهم الملائکة فاجلتهم
الی البحار اور تفسیر فتح البیان میں لکھا ہے -

[۳] افسدت الجن فی الارض فبعث الیهم طائفة من الملائکة فطردوهم الی البحار

---

۱ - ان سب نے اسکی طاعت کی مگر ابلیس نے ابا کیا اور گردنکشی کی اور باغیوں میں سے ایک وہ بھی ہوگیا -

۲ - مجاہد ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ جن سے پہلے یہاں زمین پر ایک لوگ رہتے تھے جنہیں حنّ بنّ طمّ رمّ کہتے تھے اور وہ سب ناپید ہوگئے - اور ایک شخص کا قول ہے کہ زمین کے پہلے باشندے ایک قوم تھی جنہیں حنّ اور بنّ کہتے تھے - پھر اس پر جن آباد ہوئے - کچھ دنوں تو اللہ تعالے کے فرمانبردار بندے بنے رہے پھر لگے شرارتیں کرنے تو اللہ تعالے نے انہی میں سے انکی طرف ایک نبی بھیجا - چنانچہ اللہ تعالے فرماتا ہے اے گروہ جن وانس کیا تم میں سے تمہاری طرف رسول نہیں آئے - کہتے ہیں کہ ڈرانے والا ایک فرشتہ تھا اس کا نام تھا یوسف - انہوں نے اسکا کہنا نہ مانا اور اس سے لڑنے کو کھڑے ہوئے - تب اللہ تعالے نے انپر فرشتوں کو بھیجا - انہوں نے ان باغیوں کو سمندر کی طرف نکال دیا -

۳ - جنوں نے زمین میں فساد برپا کیا اللہ تعالے نے انپر ملائکہ کو بھیجا وہ انہیں پہاڑوں اور سمندر کی طرف ہنکا کر انکی جگہہ آباد ہوگئے -

ورؤس الجبال وَاقاموا مکانهم۔ فتح البیان

اسکن الجنّ فی الارض فمکثوا فیہا دھراً طویلاً ثمّ ظھر فیھم الحسد والبغی

فافسدوا فیہا فبعث اللہ تعالیٰ علیھم جنداً من الملائکۃ یقال لہ الجنّ وھم

خزان الجنان اشتق لھم اسمٌ من الجنّۃ رأسھم ابلیس وکان رئیسھم

تفسیر سراج المنیر خطیب شربینی۔

وعن مجاھد عن عبد اللہ بن عمر وکان الجن بنو الجان فی الارض قبل ان یخلق

آدم بالفی سنۃ (۲۰۰۰) فافسدوا فی الارض یسفکوا الدماء فبعث اللہ جنداً من

الملائکۃ فضربوھم حتی الحقوا بجزائر البحور۔ ۱۲۔ ابن کثیر۔

ان عبارات سے صاف واضح ہوتا ہے جیسے ہمیشہ فاتح لوگ قلب ملک پر قابض ہو جاتے ہیں۔ ایسے ہی ملائکہ اور وہ دیوتا جنکے سامنے یا جنپر آدم علیہ السلام خلیفہ بنائے گئے شیاطین پر فاتح تھے۔ اور شیاطین ذلیل اور خوار ہو کر دور دور بلاد مین بھاگ گئے۔ اور امام الائمہ حضرت سیدنا امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے جیسے تفسیر کبیر مین لکھا ہے۔ اس آدم علیہ السلام سے پہلے ہزار در ہزار آدم گذر چکے ہین۔ حضرت شیخ محی الدین بن عربی رحمۃ اللہ فتوحات مکیہ کے باب حدوث الدنیا مین فرماتے ہین۔ مین ایکدفعہ کعبہ کا طواف کرتا تھا۔ مجھے کچھ لوگ طواف کرتے ملے۔ انکی

حالت سے مجھے معلوم ہوا کہ یہ کوئی روحانی گروہ ہے" فقلت لواحد منھم من انتم فقال

نحن من اجدادک الاول فقلت کم لکم من الزمان والمدۃ فقال بضع اربعون

الف سنۃ فقلت لیس لآدم قریب من تلک السنین

فقال عن ای آدم تقول عن ھذا الاقرب الیک او غیرہ فتفکرت فتذکرت حدیثاً

من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ خلق قبل ادم المعلوم عندنا مائۃ الف ادم۔

شیخ صاحب کہتے ہیں۔ میں عالم کشف میں حضرت ادریس نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے ملا۔ اور اس کشف کی صحت پہ سوال کیا۔

فقال ادریس صدق الخبر وصدق شہودک ومکاشفتک

جب ملائکہ۔ دیوتا نے اپنے اس غلط قیاس کے باعث وہ عرض کی جسکا ذکر آیت شریفہ اتجعل فیہا من یفسد فیہا میں گذرا تب باریتعالے نے ملائکہ کو فرمایا

انی اعلم ما لا تعلمون

اللہ تعالے علیم وخبیر کی غیب دانی پہ غور کرو کیسی غیب دانی ہے۔ اور وہ پاک ذات اپنے علم کے ساتھہ کیسا محیط الکل ہے۔ کسی تاریخ سے قران کی کسی آیت سے معلوم نہیں ہوتا کہ آدم علیہ الصلوۃ والسلام سے کسی قسم کا فساد فی الارض یاسفک دما ہوا ہو۔ ملائکہ کا اعتراض حضرت آدم پہ تہا۔ اور اعتراض بہی یہ کہ فساد فی الارض اور سفک دما اُس سے سرزد ہوگا۔ مگر حضرت آدم ان عیبوں سے پاک اور بری نکلے۔ اگر حضرت آدم کی اولاد میں سے کوئی شخص اُنکی طرز پہ نہ چلا تو اُسکے جرم سے حضرت قصور وار نہیں ہو سکتے اولاد کے گناہ سے باپ کو بدنام کرنا اور بیٹے کے قصور پہ باپ کو ملامت کے قابل بنانا بے انصافی ہے۔ باپ کی کرتوت سے بیٹا بدنام ہو تو ہو

لہ پیتوان میں کے ایک سے کہا آپ کون لوگ میں اُسنے کہا ہم تیرے پہلے باپ دادوں میں سے ہیں کہا تمہیں کتنا عرصہ ہوا۔ کہا قریب پچاس ہزار سال کے۔ میں نے کہا اس ہمارے آدم کو تو اتنے برس نہیں ہوئے اُس نے کہا تو کس آدم کی بابت کہتا ہے اس اپنے قریبی آدم کی بابت یا کسی اور کی بابت میں سوچ میں پڑ گیا اتنے میں مجہے ایک حدیث یاد آگئی کہ اللہ تعالے نے ہمارے اس معلوم آدم سے پہلے لاکہہ آدم پیدا کئے

مگر بالعکس بالکل غلط ہے۔ ہان حضرت آدم۔ شیطان کی ناراستی اور قسم پر دہوکا
کہا جاتے تو ممکن تہا۔ کیونکہ نیکون کے نیک گمان ہوتے ہین۔ نیک آدمی فریبیون
کی باتون پر اپنے نیک گمان کے سبب غلطی کہا سکتے ہین۔ شیطان نے تو حضرت
آدم سے قسم کہائی تہی۔ جیسے آیت ذیل سے ظاہر ہے۔

فقاسمهما[۱] انی لکما من الناصحین۔ فدلیهما بغرور۔

مگر حضرت آدم نے شیطان کے کہنے پر عمل نہین کیا اور نہ شیطان کے دہوکے مین
آئے ہان جب آدم درخت ممنوع کی ممانعت بہول گئے۔ جیسے عنقریب آتا ہے اور اس
درخت کو استعمال کر چکے تو اس نسیان اور عدم حزم اور عدم احتیاط کے باعث اس
ملک کے قیام سے روکے گئے جہان مقیم تہے۔

اھبطوا منها جمیعًا[۲]۔

یہہ حکم اللہ تعالے کے فضل کا نشان تہا حضرت آدم غالبًا ہند بلکہ سرندیپ مین
چلے آئے جیسے جابر۔ ابن عمر۔ سیدنا علی اور جماعت صحابہ اور تابعین اور من بعدہم
سے مروی ہے۔ کیونکہ جس مکان پر کسی سے غلطی ہوتی ہے وہ منحوس جگہہ اس
قابل نہین ہوتی کہ محتاط لوگ وہان رہین۔ علاوہ برین ایسے مکان سے ہجرت
کرنا آئندہ کے واسطے ہشیار اور خبردار بنا دیتا ہے ہان جب ہند ہائے بید ملائکہ یعنی
دیوتا ملزم ہوسکتے ہین کیونکہ "سُر (یعنے فرشتے) بااسر کہ شیاطین باشند از اسے جنگ کردن باہم گرد
جمع میشوند" (اپنشد چہاندوک۔ ادہیاے اول)

---

[۱] ان سے قسم کہا کر کہا کہ مین تمہارا خیر خواہ ہون پہر انہین دہوکے کی راہ دکہائی۔
[۲] یہان سے سب کے سب نکل جاؤ۔

اللہ تعالے نے ملائکہ دیوتا اور سروں کو آدم کے خلیفہ بنانے پر جب یہہ فرمایا۔

[لہ] إِنِّیٓ أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ

اس دعوے کی نہایت لطیف دلیل بتائی دعوے تو یہہ فرمایا کہ بے ریب میں وہ باتیں جانتا ہون جو تم نہین جانتے اور اس دعوے کا ثبوت یون دیا۔

[کہ] وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَآءَ كُلَّهَا۔

آدم کو چیزون کے نام سکہائے اس تعلیم سے جو اللہ تعالے نے آدم کو دی اتنا تو ثابت ہوا کہ جو چیز آپ کو سکہائی گئی۔ وہ فرشتے نہین جانتے تہے۔ اگر وہ جانتے تو اس چیز کے بتانے سے عاجز آکر یہہ نہ کہتے۔

[سہ] سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا

آدم کو ایسی بات تعلیم کردینی جسکا علم فرشتون کو نہ ہو۔ ضرور اس امر کا مثبت ہے کہ اللہ تعالے وہ کچھ جانتا ہے جسے فرشتے نہین جانتے۔ اگر فرشتے جانتے تہے تو اللہ تعالے نے اگر آدم کو پڑہا دیا تہا گو ہمنے مانا کہ علیحدہ پڑہایا تہا۔ تو واجب تہا کہ فرشتے بدون اسکے کہ خدا سے پڑہتے بتلا دیتے۔ اور اگر نہ بتلا سکے تو معلوم ہوا کہ اللہ تعالے کا فرمودہ۔

[عہ] وَأَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ

بالکل سچ تہا۔ جب وہ ایسا علیم تہا کہ فرشتے اسکے علوم سے بے خبر ہین تو اسکو

لہ میں جانتا ہون جو تم نہین جانتے۔
سہ۔ تو پاک ہے ہمین کوئی علم نہین مگر جتنا تو نے ہمین سکہایا۔

کسی فعل پر کسیکو خواہ ملائکہ کیوں نہ ہوں اعتراض کا موقع نہیں۔
چونکہ حضرت آدمؑ کی خلافت اُنکی کمال علمی کے باعث ثابت ہوگئی اور علمی کمال
بالطریق اولیٰ تسبیح اور تحمید کا باعث ہوتا ہے۔ جیسے قران کریم نے کہا۔
اِنَّمَا یَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا [۱]۔
یَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ [۲]۔
تو حضرت آدم ملائکہ سے بڑھ گئے اور ان پر فضیلت پا گئے۔ جن باتوں پر خلافت کا
مدار ہے اس آیت میں بیان ہوئی ہیں۔
اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوْتَ مَلِكًا۔ قَالُوْٓا اَنّٰى یَكُوْنُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَیْنَا وَنَحْنُ
اَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَلَمْ یُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ۔ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىهُ عَلَیْكُمْ
وَزَادَهٗ بَسْطَةً فِی الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ [۳]
اسی بنا پر اللہ تعالےٰ نے ملائکہ کو حکم دیا کہ اس خلیفہ اور حاکم کی اطاعت کرو۔

الٰہی خلفاء کی تابعداری اور فرمانبرداری انسانی ضرورت۔ تمدن اور سیاست کا لابدی
مسئلہ ہے۔ اسیواسطے جامع العلوم کتاب قران کریم اس بارے میں حکم دیتی ہے۔
اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ [۴]
تمام مذاہب میں یہ امر مسلم ہے کہ عبادت نام ہے اللہ تعالےٰ کی آگیا
پالن کرنیکا یعنی اسکا فرمانبردار ہونا جب باری تعالےٰ نے ملائکہ کو حکم دیا کہ آدم کو

---

[۱]۔ اللہ کے بندوں سے جو اللہ سے ڈرتے ہیں وہ جاننے والے ہی ہیں۔
[۲]۔ جو تم میں سے ایمان لائے اور جنہیں علم دیا گیا۔ اللہ اُنکے درجے بلند کرے گا۔
[۳]۔ اللہ نے طالوت کو تمہارے لئے بادشاہ مقرر کیا ہے۔ اُنہوں نے کہا ہم پر اُسکی بادشاہی کیونکر ہوسکے گی بلکہ ہم اُس کی نسبت بادشاہی کے زیادہ حقدار ہیں۔ اور اُسکے پاس مال کیطرف سے کوئی وسعت نہیں۔ اُسنے کہا اللہ نے اُسے تم پر چن لیا اور اُسے علم و جسم دونوں میں کشائش دی ہے۔ [۴]۔ اللہ اور رسول کی اور حاکموں کی اپنے اطاعت کرو۔

سجدہ کرو تو آدم کو سجدہ کرنا اور اسکی آگیا کا پالن کرنا درحقیقت باری تعالے کی جناب کو سجدہ تہا - نہ آدم کو سچ ہے -

[1] مَن يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ

اللہ تعالے کے حکم سے اُسکے خلفاء کی فرمانبرداری بہی خود اللہ تعالے کی اطاعت ہوتی ہے - اور حکام وقت کے بہلے حکمون اور اچہے ارشادون کی اطاعت حضرت حق سبحانہ و تعالے کی ہی اطاعت ہوا کرتی ہے ⁘

سجدہ کا لفظ اسلامی شرع مین ایک وسیع لفظ ہے اُسکے معنے سمجہنے کے لئے ان آیات محاورات پر غور کرو -

[2] وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِى السَّمٰوَاتِ وَالاَرْضِ

[3] وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِى السَّمٰوَاتِ وَالاَرْضِ

سجدہ کا لفظ عرب کی لغت مین انقیاد اور فرمانبرداری کے معنے دیتا ہے زید الخیل عرب کا ایک مشہور شاعر ایک قوم کی بہادری کا تذکرہ کرتا ہے اور کہتا ہے اس بہادر قوم کے سامنے ٹیلے اور پہاڑ سب سجدہ کرتے ہین یعنے فرمانبردار ہین - انہین سے کوئی چیز بہی اس قوم کو روک نہین سکتی -

⁘ بجمع تضل البلق فے حجراته ⁘

⁘ ترى الاكم فيها سجدا للحوافر ⁘

---

[1] - جس نے الرسول کی اطاعت کی اُسنے اللہ کی اطاعت کی -

[2] - آسمانون اور زمین کی اشیاء اللہ کو سجدہ کرتے ہین -

[3] - آسمانون اور زمین کے رہنے والے اللہ کو سجدہ کرتے ہین -

وَالسجود التذلل والانقياد بالسعی فی تحصیل ما ینوط به معاشهم۔ فتح

تفسیر مدارک میں ہے

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْا

ای اخضعوا له واقروا بالفضل له

غرض آدم علیہ السلام و مائی حوا اور ہر طرح اللہ تعالےٰ کی فرمانبرداری میں زندگی بسر کرتے رہے اللہ تعالےٰ نے کہدیا تھا کہ انگور یا الشجرہ۔ اور انجیر کے پاس بھی جانا

وَقُلْنَا یٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَیْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِیْنَ۔

سعید بن جبیر۔ سدی۔ شعبی۔ جعدہ بن ہبیرہ۔ محمد بن قیس۔ عبداللہ بن عباس۔ مرہ ابن مسعود۔ اور کئی صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا یہی قول ہے کہ وہ انگور کا درخت تھا۔ مدارک میں لکھا ہے کہ یہی درخت تمام فتنوں کی جڑ ہے۔ اور منذر بن سعید نے اپنی تفسیر میں ایسا ہی لکھا ہے جیسے امام ابن قیم نے حادی الارواح میں بیان کیا۔ اور وہ جنت جسمیں آدم علیہ السلام رہے وہ زمین پر تہا۔ غور کرو دلائل ذیل پر

وَالقول بانها جنة فی الارض لیست بجنة الخلد۔ قول ابی حنیفه وصحابه رضی الله عنهم

وهذا ابن عیینة یقول فی قوله عز وجل وان لك ان لا تجوع فیها ولا تعری

قال یعنی فی الارض۔ وابن عیینه امام وابن نافع امام وهم رای المنکرون)

لا یاتوننا بمثلهما۔

لہ۔ اور ہمنے کہا اے آدم تو اور تیری بی بی اس جنت میں رہو اور جہاں چاہو اس میں سے کہاؤ پر اس درخت کے نزدیک نہ جائیو کہ گناہگار ہوجاؤ گے۔

اور امام ابن قتیبہ نے اپنی کتاب معارف میں فرمایا ہے۔

خلق آدم و زوجہ ثم ترکھما وقال اعمروا واکثروا و املئوا الارض وتسلطوا علی الوان البحر وطیر السماء والانعام وعشب الارض وشجرھا وثمرھا۔ فاخبر انہ فی الارض۔ ثم قال ونصب الفردوس فانقسم علی اربعۃ انھار۔ سیحون وجیحون ودجلۃ وفرات[1]۔

وقال منذر بن سعید۔ ھذا وھب بن منبہ یحکی ان آدم علیہ السلام خلق فی الارض وفیھا سکن وفیھا نصب لہ الفردوس انہ کان بعدن وان الاربعۃ الانھار انقسمت من ذلک النھر الذی کان یسمی فردوس آدم وتلک الانھار معنا فی الارض لا اختلاف بین المصلین فی ذلک فاعتبروا یا اولی الالباب۔

اور اھبطوا کا لفظ ایسا ہے جیسا اھبطوا مصراً میں ہے۔ ہاں تو ان دلائل پر بھی غور کرنی چاہیئے

(۱) جنت الخلد جسمیں نیک لوگ موت کے بعد داخل ہونگے اسکی صفت میں قرآن کریم فرماتا ہے۔ وہ دار المقام ہے وہ ایسی جگہ ہے جہان داخل ہوکر پھر لوگ نہ نکلینگے اور آدم علیہ السلام جس جنت میں ہے وہان سے نکالے گئے!۔

(۲) جنت الخلد دار تکلیف نہیں اور جہان آدم علیہ السلام رہتے تھے وہان درخت کے نزدیک جانے سے ممانعت ورشرعی تکلیف انپر قایم تھی۔

(۳) جنت الخلد کو اللہ تعالے نے دار السلام فرماتا ہے۔ اور آدم اور حوا علیہما السلام

[1] آدم اور اسکی بی بی کو پیدا کرکے فرمایا جاؤ آباد ہو بڑھو پہولو اور زمین کو بہردو اور طرح طرح کے دریاؤں آسمان کے پرندوں۔ مویشیوں۔ زمین کی گہاس پات اور اُسکے درخت و ثمر سب پر قابض ہو۔ پھر بتایا کہ وہ جنت جہان یہہ پیدا ہوئے اور یہہ حکم ہوا) زمین میں ہے پھر کہتا ہے فردوس کو بنایا اور اسمیں چار نہرین بنائیں سیحون۔ جیحون۔ دجلہ۔ فرات۔

جہان رہے وہان سے سلامت نہ نکلے۔ وہ جگہہ اُنکے لئے دار السلام نہ ہوئی۔

(۴) جنت الخلد کا نام دار القرار ہے اور جہان آدم علیہ السلام اقامت پذیر تھے وہ مقام اُنکے واسطے دار الزوال ہو گیا۔

(۵) جنت الخلد کی تعریف مین آیا ہے وَمَا هُم مِّنْهَا بِمُخْرَجِين اور جہان آدم علیہ السلام رہے گئے۔ وہان سے نکلے یا نکالے گئے۔

(۶) جنت الخلد کی نسبت آیا ہے۔ وَلَا يَمَسُّهُمْ فِيهَا نَصَبٌ[1] اور جہان آدم علیہ السلام رہے گئے یا مقیم ہوئے وہان انکو تکلیف پہنچی۔

(۷) جنت الخلد کی نسبت جسکو بہشت کہتے ہین۔ وارد ہے۔ لَا لَغْوٌ فِيهَا[2] وَلَا تَأْثِيمٌ۔ اور جہان آدم علیہ السلام رہتے تھے وہان شیطان نے لغو اور گناہ کیا۔

(۸) جنت الخلد کی نسبت آیا ہے۔ لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا[3] لَغْوًا وَلَا كِذَّابًا اور جہان آدم علیہ السلام رہے وہان جہوٹ سُنا۔

(۹) جنت الخلد آسمان مین ہے۔ اور جس جنت مین آدم رہے وہ زمین مین ہے جیسے کہا ہے اِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً اور نہین فرمایا۔ فِي السَّمَاءِ اَوْ جَنَّةِ الْمَأْوٰى

(۱۰) جنت الخلد مین شیاطین کو دخل نہین اور ان کی خبیث باتین وہان نہین پہنچ سکتین بلکہ اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ[4]

---

[1] اُس مین انکو کوئی کوفت نہو گی۔
[2] جنت مین بد کارا ور بہکنا نہین۔
[3] اُسمین لغو اور جہوٹ نہ سُنینگے۔
[4] اسکی طرف پاک باتین صعود کرتی ہین۔

غرض آدم علیہ السلام اس ملک مین رہے - اور شیطان اُن سے عداوت کرتا رہا۔ انکو یا اس درخت کے کہانیکے بہانے بتاتا رہا جسکی ممانعت تہی - جیسے آیات ذیل مین ظاہر ہے

فَوَسْوَسَ[۱] لَهُمَا الشَّيْطَانُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وُورِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْآتِهِمَا - وَقَالَ مَا نَهَاكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هَٰذِهِ الشَّجَرَةِ إِلَّا أَنْ تَكُونَا مَلَكَيْنِ أَوْ تَكُونَا مِنَ الْخَالِدِينَ

وَقَاسَمَهُمَا إِنِّي لَكُمَا لَمِنَ النَّاصِحِينَ

وَقَالَ[۲] يَا آدَمُ هَلْ أَدُلُّكَ عَلَىٰ شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَا يَبْلَىٰ

مگر شیطان کے کہنے پر آدم علیہ السلام نے کبھی عمل نہ فرمایا اور اس بے ایمان کے قول پر کبھی نہ چلے اور شیطان کا ان پر کوئی زور اور دخل نہ تھا اور نہ شیطان خالق شر تہا نہ اس کا کوئی تسلط آدم علیہ السلام پر تہا - دیکھو

فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ إِنَّهُ لَيْسَ لَهُ سُلْطَانٌ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ إِنَّمَا سُلْطَانُهُ عَلَى الَّذِينَ يَتَوَلَّوْنَهُ وَالَّذِينَ هُمْ بِهِ مُشْرِكُونَ[۳] -

وَقَالَ[۴] الشَّيْطَانُ لَمَّا قُضِيَ الْأَمْرُ إِنَّ اللَّهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُكُمْ فَأَخْلَفْتُكُمْ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِنْ سُلْطَانٍ إِلَّا أَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِي فَلَا تَلُومُونِي وَلُومُوا أَنْفُسَكُمْ -

۱؎ پھر شیطان نے ان مین بد خیال ڈالنے شروع کئے اسلئے کہ ان کی پوشیدگی کو ظاہر کردے اور کہا کہ تمہارے خداوند نے تمہین اس درخت سے صرف اسواسطے روکا ہے کہ (اُسکے استعمال سے) فرشتے یا سدا زندہ رہنے والے نہ بن جاؤ اور اُنسے قسم کہائی کہ مین تمہارا خیرخواہ ہون -

۲؎ اور کہا اے آدم مین تمہین ہمیشگی کا درخت اور غیر فانی بادشاہی دکہلاؤن -

۳؎ جب تو قرآن پڑہے راندہ شیطان سے اللہ کی پناہ مانگ - یاد رکہو اسکو مومنون اور اپنے رب پر توکل کرنے والون کو کوئی قدرت نہین اسکا بس تو ان پر چلتا ہے جو اُسے دوست رکہتے اور اُسکے ساجہی ہین ۔

۴؎ جب فتوے لگ چکا شیطان بولا اللہ نے تم سے سچا وعدہ کیا - وعدہ تو مینے بہی کیا پر خلاف کیا اور میرا تم پر کوئی تصرف نہ تہا مگر اتنی بات ہے کہ مینے بلایا تم نے مان لیا سو اب مجھے ملامت نہ کرو بلکہ اپنے آپ کو کرو -

قَالَ الَّذِيْنَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَغْوَيْنَا اَغْوَيْنٰهُمْ كَمَا
غَوَيْنَا تَبَرَّاْنَآ اِلَيْكَ مَا كَانُوْٓا اِيَّانَا يَعْبُدُوْنَ

ہان ایک جگہہ شیطان نے کہا ہے۔

فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ

قَالَ رَبِّ بِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَلَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ
اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ

مگر شیطان کی تابعداری وہی کرین اور اسکے قول کو وہی حجت پکڑین جو اسے ابنِ شیطان
کے کلمات کی نسبت قرآن کریم کا فتوے یہہ ہے۔

وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا

بلکہ شیطان نے خود ہی اپنے تئین بغاوت کا ملزم ٹہرایا جیسے گذرا بلکہ ہر بد کا اپنی
بغاوت اور سرکشی اور نافرمانی اور غوائۃ مین ہرگز ہرگز باری تعالے کی قدوس ذات
پر ظلم اور جبر کا الزام نہ لگا دیگا۔ اور جب پوری راستی سے اظہار دیگا تو
یہی کہیگا۔ اَغْوَيْنٰهُمْ كَمَا غَوَيْنَا۔ کیونکہ اللہ تعالے بجبر کسی سے شر اور برائی
نہین کراتا۔

اگرچہ آدم علیہ السلام شیطان کے کہنے پر نہ چلے۔ مگر مدت کے بعد وہ درخت کے

لہ۔ اُن لوگون نے جن پر سزا وار وہو ئی کہا اے ہمارے رب یہی لوگ ہین جنہین ہمنے بہکایا۔ ہم ہی بہکے انہین بھی بہکایا
تیری ہی دہائی ہے۔ یہہ ہمین نہین پوجتے تھے۔
لہ۔ تو نے مجھے بہکایا تو ہی اب مین اُن کے لئے تیری سیدھی راہ کو گھات کر دونگا۔
لہ۔ اب جو تو نے مجھے راندہ یا مین زمین مین بُری راہون کو اُن پر سجاؤنگا۔ اور اُن سب کو بہکاؤنگا۔ ہان
تیرے مخلص بندون پر میرا زور نہ چلیگا۔
لہ۔ شیطان کے وعدے اُن سے نری دہوکا بازی ہے۔
لہ ہم تو ڈوبے تھے پر انہین بھی لے ڈوبے۔

پاس جانے کی الٰہی ممانعت کو بھول گئے ایسے بھولوں سے بچنے کے واسطے باری تعالےٰ نے ہمارے ہادی اور سردار عالم رحمت عالمیان کو قرآن کریم کے یاد رکھنے کی تاکید کرتے ہوئے آدم علیہ السلام کا قصّہ فرمایا ہے۔

وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْآنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّقْضٰٓى اِلَيْكَ وَحْيُهٗ وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا [1]

وَلَقَدْ عَهِدْنَآ اِلٰٓى اٰدَمَ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا

اور اُسی نسیان پر آدم علیہ السلام کو

عَصٰٓى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى [2]

فرمایا۔ اور چونکہ اصل مبداء اور اس نسیان کا باعث وہی مکالمۂ شیطان تھا اور اُسی گفتگو کا رنگ تھا آدم علیہ السلام کے قصہ مین فرمایا۔

فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ۔ [3]

کتاب خازن کی تفسیر مین لکھا ہے۔

ازل۔ ای استنزل آدم وحوا ودعاہما الی الزلۃ وہی الخطیئۃ۔ کتاب التاویل تفسیر خازن۔

غرض آدم علیہ السلام اس ملک سے چلدئے اور کسی اور زمین مین جا کر آباد ہوئے۔ توریت شریف مین لکھا ہے ”خداوند خدا نے آدم علیہ السلام کو لیکے باغ عدن مین رکھا۔ کہ اسکی باغبانی اور نگہبانی کرے“۔ (پیدائش ۲۔ باب ۱۸۔) اور پیدائش ۳ باب ۲۴۔ آیت مین ہے اُس نے آدم کو نکال دیا اور باغ عدن کے پورب کی طرف کروبیون کو جو چمکتی تلوار کے ساتھ چارون طرف پھرتے تھے

---

[1] اور جلدی مت کر قرآن سے قبل اسکے کہ اُسکی وحی تجھپر پوری ہو اور کہہ اے رب مجھے علم زیادہ دے۔ اور ہمنے آدم سے عہد کیا وہ بھول گیا اور اس مین اُسکا کوئی قصد نہ تھا۔

[2] آدم نے اپنے رب کا عصیان کیا اور بہک گیا۔

[3] ان کو شیطان نے پھسلا دیا اور پھر اُن کو جہان وہ تھے وہان سے نکال دیا۔

مقرر کیا تو غالباً یہہ وہ مکان تھے جہان قائن جاکر آباد ہوا سو قائن خداوند کے حضور سے نکل گیا۔ اور عدن کے پورب کی طرف نود کی سرزمین میں جا رہا" پیدایش ۴ باب - ۱۶ - اور یہہ بھی فرمایا کہ ہم اسواسطے تمکو نکالتے ہین کہ تم لوگون مین باہمی عداوت ہے - اور باہمی عداوت کا یہی نتیجہ ہوتا ہے کہ آخر کچھ قومون کو نکلنا پڑتا ہے - سوچو آریہ ہند مین کسطرح آئے مقام تامل اور غور ہے - اب بھی اگر ناعاقبت اندیشون کے باعث محرم دسہرہ وغیرہ کے فساد ہوتے رہے تو بہت سارون کو حکم ہوگا پورٹ بلیر چلے جاؤ اور لین مجبورًا -

قُلْنَا اهْبِطُوا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ (پورٹ بلیر) مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ - کی تعمیل کرنی پڑیگی

مکذب - عام محمدیون کا اعتقاد ہے - کہ خدا سے خیر اور شیطان سے شر آتی ہے - نمبر صفحہ ۲۵

مصدق - ہرگز یہہ اعتقاد محمدیون کا نہین اور کہین یہہ تفریق قرآن کریم مین نہین لکھی اور نہ کسی حدیث صحیح مین آئی ہے - سورہ مائدہ کی آیت شریفہ - إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ سے اتنا نکلتا ہے کہ شیطان ایسا ارادہ کرتا ہے - مگر اس سے یہہ کیسے نکلا کہ وہ خالق شر ہے - اور سورہ یٰسین کی آیت وَلَقَدْ أَضَلَّ سے بھی خلق ثابت نہین ہوتا - غور کرو سورہ ابراہیم

وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هَٰذَا الْبَلَدَ آمِنًا وَاجْنُبْنِي وَبَنِيَّ أَنْ نَعْبُدَ

---

[1] ہمنے کہا چلے جاؤ تم آپسمین ایک دوسرے کے دشمن ہو اور تمہین ایک وقت تک زمین مین ٹھہرنا اور برتاؤ کرنا ہے -

[2] اور جب کہا ابراہیم نے اے رب اس شہر (مکہ) کو امن بنانا اور مجھے اور میری اولاد کو بتون کے پوجنے سے بچائے رکھنا - اے رب ان بتون نے بہتیرے لوگون کو گمراہ کر دیا -

الاصنام رب انهن اضللن كثيرا من الناس

اضللن کا لفظ قابل غور ہے اسلئے کہ اضلال اور گمراہ کرنے کی نسبت بتون اور پتھرون کو دی گئی جن مین گمراہی کے خلق کرنے کا ارادی مادہ بالکل نہین بلکہ محض بیجان بے ضرر چیزین ہین*

مکذب صفحہ ۹۴ - جس مذہب مین عذر اضطرار کرنا بلا شک لا کفر کا نشان ہے اسکا ایمان بالجبر والایمان بالمکر کا خود اسکی زبان سے ہو بدیہی البطلان ہے -

مصدق - یاد رہے - جبر اور اختیار یہہ دونون ناقص اور مہمل الفاظ ہین - جبر یہہ ہے کہ کسی کا دل نہ چاہے - اور زور کے ساتھ اُس سے کام لیا جاوے باری تعالے اس طرح کسی شخص سے بجبر اعمال صالح یا بُرے کام نہین کراتا - کیونکہ جابر ظالم ہوتا ہے اور باری تعالے کی ذات پاک اس الزام سے بری ہے قرآن نے اسی واسطے یہہ دونون لفظ چھوڑ دیئے ہین اور تقدیر پر اعتراض کرنے والون کو خوب جواب دیا ہے جیسے فرمایا ہے -

سَيَقُولُ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا أَشْرَكْنَا وَلَا آبَاؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ شَيْءٍ[1] كَذَٰلِكَ قَالَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ حَتَّىٰ ذَاقُوا بَأْسَنَا - قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوهُ لَنَا إِنْ تَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ أَنْتُمْ إِلَّا تَخْرُصُونَ قُلْ فَلِلَّهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ فَلَوْ شَاءَ لَهَدَاكُمْ أَجْمَعِينَ

[1] مشرک بول اُٹھینگے اگر اللہ چاہتا ہم اور ہمارے باپ دادے نہ تو شرک کرتے اور نہ کسی شئ کو حرام کرتے ان سے پہلون نے بھی ایسا ہی کہا یہان تک کہ ہماری سزا کا مزا چکھا - اے نبی ان سے کہہ تمہارے پاس کوئی اس بارہ مین علم ہے تو لاؤ ہمین نکال کر دکھاؤ - تم تو ظن کے پیچھے لگے ہوا اور اٹکلین لگا رہے ہو اے نبی کہہ (جب تمہارے پاس اس اپنے دعوے کے اللہ کی مرضی سے شرک ہوتا ہے کوئی دلیل نہین اور تم جھوٹے نکلے) تو پورا غلبہ اللہ کو حاصل ہے - اگر اسکی مشیت ہوتی تو تمہین ہدایت دیتا نہ یہہ کہ شرک کروانا جیسا تمہارا گمان ہے *

خلاصہ مطلب۔ اگر ذات بابرکات باری تعالے کا ارادہ ہو کہ خواہ مخواہ انسان کو ایک طرف کھینچے تو ایسی مقدس ذات سے بعید ہے کہ انسان کو گمراہی و شرک کی طرف لیجاوے پھر کیوں نہ سب کو ہدایت پر لا کر فرشتے ہی بنا ڈالے۔ مگر جب اوسنے انسان کو علے العموم ہدایت پر مجبول نہین فرمایا۔ اِسی سے یہہ بھی قیاس کر لینا چاہئے کہ اُس نے انسان کو گمراہی پر بطریق اولے مجبول نہین کیا یا مجبور نہین فرمایا۔ اس طریق کا نام استدلال بالاولے ہے۔ اور یہی استدلال قرآن کریم کا خاص طرز ہے۔ ہان اللہ تعالے نے انسان کو ایک استطاعت بخشی ہے اور ایک قدرت عنایت فرمائی ہے اُسی قوت پر انسان کو مکلف بنایا ہے۔ اور پھر جزا اور سزا کو مرتب کیا ہے

حضرت مخدوم مکرم جناب مرزا صاحب نے براہین مین لکھا ہے۔ فرقان مجید ہر ایک اصولی اعتقاد کو جو مدار نجات ہے۔ محققانہ طور سے ثابت کرتا ہے۔ (۱) جیسے وجود صانع عالم کا ثبوت (۲) توحید کا ثبوت (۳) ضرورت الہام احقاق حق اور ابطال باطل۔ یہہ امور فرقان کے من جانب اللہ ہونے پر بڑی دلیل ہین" اسکے جواب مین مکذب صاحب آریہ کے جو ستیہ نیم کو یاد دلاتے ہین اور وہ یہہ ہے۔ "سچ کے اختیار کرنے اور جھوٹھ کے چھوڑنے مین سروتہا ادت رہنا چاہئے" پھر کچھ اور دا خوش فہمی دی ہے اور کہا ہے۔ "جس مذہب مین شک کرنا کفر ہو ایسے ایمان بالجبر یا ایمان بالمکر کا خود اسکی زبان سے ہی بدیہی بطلان ہے" پھر قرآن کریم پر حملہ کرنے کی وجہ مین کہا ہے۔ "جب تک سچائی کے مقابلہ جھوٹھ کو لاکر کامل شکست نہ دیجائے تب تک اسکی کے جوہر انکشاف نہین پاتے۔ اور نہ تسلی کامل پہنچاتے ہین"

پھر مکذب نے دیانند کی تعریف اور اُن کے چہنستان کی خوبی بیان کر کے امور قومہ بالا مین موازنہ قرآن و وید پر قلم اٹھایا ہے۔

پہر مکذب نے وجود صانع پر سات دلائل لکھے ہین۔ جنکو مین ایک ایک کرکے بیان کرتا ہون۔ پہلے۔

(۱) نجات یا مکتی کے واسطے اصل مقصود یا پرم ارت کرسٹ بات کے جاننے یوگ سرب بیاپک پرماتما ہے۔ سب کو پوری پرتین سے اسکے حصول یا پراپتی کے لئے کوشش اور یتن کرنا چاہیئے۔ اُسکے گیان سے پرم انند مین رہ سکتے ہین۔ بست و دیا ہی سے اسکا گیان ہوتا ہے اور گیان ہی سے پرماتما کا جاننا ہے جسطرح اکاش مین نہیر اور سورج کی بیاپتی اور پرکاش آس من تات بیاپت ہے ایسیہی پریم سب جگہہ پرپتی پورن ایکرس بیاپک ہے اُسکی پراپتی سے جیو سب دکہون سے چہوٹتا ہے اور کسی طرح نہین"

پہر مکذب نے اس بڑی دلیل کی اور بہی زیادہ تفصیل کی ہے۔

(۱) ایشر ہی کے گیان سے مکتی اور اسّے اعلے سوکہہ حقیقی انند یا زیادہ مدارج ترقی انسان کے واسطے کوئی نہین ہے۔

(۲) جانی سوکہہ اور شہوی یا اگیانی لذاتیذ کا اسمین نام و نشان بہی نارد ہے۔

(۳) ایشر محسوس نہین اور نہ محدود ہے۔ اسکا کوئی خاص مکان یا تخت نہین اور نہ اسکی حاضری کیواسطے کسی عرض بہگتی کی ضرورت ہے۔ بلکہ وہ سرب بیاپک ہے

(۴) ودیا گیان کا ذریعہ اور گیان مکتی کا۔ پس مکتی کا نتیجہ پرماتما کی پراپتی ہے اس سوکہم بات کے جاننے کے واسطے ایکسا ایسی ہی سوکہم دلیل کی ضرورت تہی جو ایشر کی طرف سے ہدایتًا دی گئی۔ پرمیشر اگیا دیتا ہے کہ جسطرح سے آکاش مین

نیز کی بیاپتی ہے اور محسوس نہین ہوتی - بصارت اپنا کام چلا رہی ہے اور دکہائی نہین دیتی جس طرح سوریہ کا پرکاش اکاس مین اسن تات بیاپت ہے اور زیادہ سوکہم ہونے سے اکاس سے بہت پیار نہ اسکی ماہیت کو نہین جانتے ویسے ہی ایک مہان شکتی مان پرماتما انتظام عالم کا کر رہا ہے - مگر سورج کی طرح جڑہ نہین اور پرکاش دیشی ہے چونکہ فانی نہین اسواسطے محسوس ہی نہین مگر سرب بیاپک چیتن اور سرب شکتیمان ہے الخ انتہی ؀

ناظرین غور فرمائین ہان خوب غور فرمائین - اللہ تعالٰے کی نافرمانی اسکی پاک کلام کی بےادبی اور اسکے مقابلہ مین ہٹ اور ضد کا کیا برا نتیجہ ہوتا ہے اور کسطرح راستبازی کا دشمن انکاری مین تباہ ہوتا ہے - سوچو تو یہہ کیا دلیل ثبوت ہستی صانع عالم کی ہے ؟

اس منتر سے سب ترجمہ یا تفسیر یا بیان مکذب براہین کے طرف اتنا معلوم ہوتا ہے - کہ نجات کے واسطے سرب بیاپک اور جاننے یوگ پرماتما ہے - اسکے گیان سے انند ہوتا ہے - جیسے سورج سب جگہہ ایسے ہی یہہ عالم سب جگہہ ہے کوئی بتادے کہ اسمین ثبوت صانع کی کون سی دلیل ہے یہہ تو ایک نصیحت ہے - جو خدا کے ماننے والون کے واسطے اسکی محبت بڑہانے مین مفید ہوسکتی ہے - اس بیان کو ثبوت صانع مین کوئی دخل نہین - مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جب مکذب نے شیطان کے حق مین اخوت و دوستی کے حقوق قدیم کی رعایت سے یہہ موافق فیصلہ دیا - باغی اور دشمن حق کی اس طرفداری کے عوض مین عادل اور منصف خدا نے حق فہمی اور حق نیوشی سے مکذب کے دیدہ و گوش کو رد کر کے انصاف کا

مقتضا بہی یہی ہے کہ جس نعمت کی انسان قدر نہ کرے وہ اُس سے ضرور چہین لیجاوے ؛

شیطان کا غلط خیال اور اُسکی واہی دلیل باری تعالے کے صریح حکم اور عقل سے مخالف ہے۔ کیونکہ اُسے باری تعالے نے آدم علیہ السلام کو جو اُس ملک کے خلیفہ تہے سجدہ یا آگیا پالن اور فرمانبرداری کرنے کا حکم دیا۔ اِس عمدہ حکم کی جو تمدن کا ایک بڑا بہاری مسئلہ ہے۔ شیطان نے مخالفت کی اور یہہ بیہودہ عذر تراشا۔

أَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِي مِن نَّارٍ وَّخَلَقْتَهُ مِن طِينٍ

حالانکہ حاکم کا حکم ماننا۔ اصل محکومیت ہے۔ اور اللہ تعالے کی عبادت اور فرمانبرداری اسی مین تہی کہ آدم کی آگیا کا پالن کیا جاتا۔ مگر ابلیس باغی نے بغاوت کی اللہ تعالے نے شیطان کو مجبور کر کے فرمانبردار نہ بنایا اگر ایسا کرتا تو جابر ظالم بنتا۔ اور آریہ کا وکیل یا اسکا کوئی ہم خیال شیطان کا حامی کہتا کہ شیطان پہ جبر ہوا۔ اور یہ شیطان کا خدا کا دیدار کرنا جو آپ نے تکذیب کے صفحہ نمبر ۳۴ مین ذکر کیا ہے اسپر تعجب آتا ہے کہ آپ کو اتنا بہی معلوم نہین کہ حاکم کا دیدار فرمانبردارون کو ہی راحت بخشتا ہے نہ کہ نافرمانون کو۔ اگر اثبات وجود صانع مین یہ طریق اور ثبوت کافی تہا جو آپنے یا آپکے وید نے دیا۔ تو کیا آپ کو قرآن کریم مین اس قسم کا ثبوت نہ مل سکا؟

(۱) نجات کیواسطے اصل مقصود مرتبہ ہا یکیہ پاتا ہے ھذا ۱۲

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَاعْبُدُ اللّٰه

لہ۔ جنہون نے کہا ہمارا رب اللہ ہے۔ پہر وہ مستقیم ہوگئے اُنپر فرشتے اترتے ہین کہ خوف و غم نہ کہاؤ۔ اور اللہ کی عبادت کرو خالص کرتے ہوئے اُسکے لئے توحید کرو۔ اور اُن کی آخری پکار یہہ ہوگی کہ اللہ رب العالمین کی ستایش ہے۔

جانتے لوگ ہے۔

مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ وَآخِرُ دَعْوٰهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

(۲) اُسکے گیان (علم) سے پیدا ہونیوالی نیچی خواہشین مٹ سکتے ہین۔

مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ
عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ +

(۳) اصل مقصود

وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَکْبَرُ۔

(۴) وہ سرب بیاپک ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ بِکُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطًا وَهُوَ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ

(۵) سب کو اُسی پرتیت سے سوا اسکے حصول کے لئے کوشش کرنا چاہیے

وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَاِنَّ اللّٰهَ
لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ +

(۶) فانی سکھ (عیش) شہوت یا اگیان (جہالت) لذائذ سے پاک ہے۔

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْمَلِکُ
الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ +

(۷) ایشور محدود نہین۔

لَا تُدْرِکُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ یُدْرِکُ الْاَبْصَارَ۔ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِهٖ عِلْمًا

(۸) اُس کی بارگاہ مین کسی عرض بیگی کی حاجت نہین۔

وَیَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَضُرُّهُمْ وَلَا یَنْفَعُهُمْ
وَیَقُوْلُوْنَ هٰؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ قُلْ اَتُنَبِّئُوْنَ
اللّٰهَ بِمَا لَا یَعْلَمُ فِی السَّمٰوٰتِ الْاَرْضِ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ

ل جو شخص ایمان لایا اللہ پر اور پچھلے دن پر اور عمل صالح کئے رب کے پاس اُن کا اجر ہو گا اور انہین کوئی خوف نہو گا اور نہ غم کھائین گے۔

ک۔ اور اللہ کی رضامندی تو سب ہی سے بڑی ہے +

ل اللہ ہر شے پر محیط ہے۔ اور وہ جہان ہو تمہارے ساتھ ہے +

ل۔ اور جو لوگ ہم مین کوشش کرتے ہین ہم ضرور انہین اپنی راہین بتائین گے۔ اور اللہ اخلاص والون کے ساتھ ہے۔

ل وہ وہ اللہ ہے اسکے سوا کوئی معبود نہین بادشاہ قدوس سلام ہے +

ل۔ آنکھین اسکو ادراک نہین کر سکتین اور وہ آنکھون کو ادراک کرتا ہے۔ اور علم سے اسکا احاطہ نہین کر سکتے +

ل۔ اور اسے کو چھوڑ کر ایسون کو پوجتے ہین جو اون کو ضرر و نفع دے نہین سکتے اور کہتے ہین یہ اللہ کے پاس ہمارے شفیع ہونگے۔ تو کہہ کیا تم اللہ کو وہ کچھ بتاتے ہو جو وہ آسمان و زمین مین نہین جانتا وہ تمہارے شرکون سے بلند و برتر ہے۔

ہان کچھ اور بھی سُن لیجئے

اوّل۔ سورج یا بصارت کا پرکاش جسطرح ہوتا ہے اسکا پتہ تو کچھ سائنس سے لگ سکتا ہے۔

دوم۔ یہہ ظہور اور پرکاش محدود ہے۔

سوم۔ کوئی اعلے درجہ کا ظہور نہین بلکہ عقل اور فہم کا پرکاش اس سے سوکھم اور لطیف ہے

قرآن کریم نے لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ فرما کر اور ساتھہ ہی یہہ کہکر لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ اپنے پیروون کو تشبیہ سے بچا لیا۔

اگر آریہ کا چوتھا اصل سچا علم کے قابل صداقتون پر مشتمل ہے۔ اگر آپ راستی کے لینے پر ہر وقت مستعد ہین۔ تو انصاف کیجئے۔ کیا قرآن کریم رد و انکار کے قابل ہے؟۔ ہرگز نہین۔ ہرگز نہین۔

اب مین اُس ویدک منتر کا لفظ بہ لفظ ترجمہ کرتا ہون جسکو مکذب نے وجود باری بتایا ہے

٭٭٭ نوٹ۔ قدیم سے ابتک ہر ایک قوم نے ناقص یا کامل طور پر کسی نہ کسی پیرایہ سے وجود باری تعالے کا اقرار ضرور کیا ہے۔ اگر علے العموم نگاہ کی جاوے تو محض وجود حق سبحانہ و تعالے اقوام عالم مین غیر متنازع فیہ ثابت ہوتا ہے۔ ہان قومون نے اور قریبًا کل قومون نے جس امر مین نہ سنبھالنے کے قابل ٹھوکر کھائی وہ مسئلہ صفات ہے۔ ایسی اتنا کہدینے سے کہ خدا ہے کوئی فائدہ تو مترتب نہین ہوسکتا۔ وہ کیسی ذات ہے اسکو لینے اسکی صفات کو عالم سے مخلوقات عالم سے کہا سببت کیسا تعلق واقع ہوا ہے۔ انتظام عالم حاجات انواع مخلوقات خصوصًا نوع انسانی کے قوا کے تقاضاؤن اور میلانون کی ہیئت کذائی کس قسم کی صفات والا خدا چاہتی ہے۔ صرف یہی ایک راہ ہے جس پر دنیا کے کسی مذہب نے کوئی روشنی نہین ڈالی بلکہ ہر ایک نے اپنی اپنی نوبت پر اسے اور بھی دھندلا کیا ہے۔ عیسائیون نے خدا کو اس طرز پر بیان کیا کہ قالب انسانی مین پورا ڈھال کر ویسی ہی ضعیف اور ناقص ہستی ثابت کر دکھایا۔ اور تشبیہ کی تاریک راہ اختیار کر کے سالک طریق کو حیرت مین ڈالدیا۔ ہندوون (دہنی سوفا (آریہ) نے یہہ غضب ڈھایا کہ ایک خیالی اور محض وہمی وجود کے ماننے پر قناعت کی اور صفات کاملہ سے اُس پاک ذات کو قطعًا معطل کر دیا کہ نہ وہ عالم اور ارواح اُسکی مخلوق ہی نہین اور وہ روح کے اصلی تقاضا یعنی سرمدی نجات دینے پر قادر نہین وغیرہ۔ اس عظیم الشان مسٹری (راز) کو کھولا ہے تو اس مہیمن کتاب قرآن حمید نے کھولا ہے۔ کہ وہ صانع۔ خالق۔ رازق۔ رب۔ قادر۔ رحمٰن۔ رحیم سمیع۔ بصیر ہے اور ان صفات مین کامل ہے۔ اور یہہ اور ان کی مانند دیگر صفات ایسی ہین جنہین عالم کی ضروریات کے سرانجام کے ساتھہ پوری مناسبت ہے۔ اس پر بھی ہر قسم کے ممکن ظنون اور محتمل شبہون کے مٹانے کو فرما دیا لیس کمثلہ شیء۔ سارا قرآن کریم مسئلہ صفات کے اکمل طور پر واضح کرنے کا ذمہ لیتا ہے اور طالبان نجات کو بتاتا ہے کہ ان کا سچا خدا کیسا ہونا چاہیے۔

(عبدالکریم مصحح)

کی دلیل سمجھکر وید سے تکذیب براہین مین درج کیا ہے -

پشینتی	سدا	پدم	پرم	وشنو	تد
دیکھتے ہین	ہمیشہ	مقام کو	عمدہ	محیط کل	اس

آتتم	چکہشو	و	دوی	سوریہ
لینا	آنکھ یا سورج	مانند	آسمانی فضا مین	عالم لوگ

(مطلب) علم والے محیط الکل خدا کے اچھے مقام کو لینی نظر یا سورج کی مانند دیکھتے ہین ۔

ناظرین !- غور کرین اس وید کی فلسفی سے دہریہ پر کیا حجت قایم ہو سکتی ہے ۔ **اب** قرآن کے دلائل اور آیات وجود **صانع** عالم سنئے ۔ مگر قبل اسکے کہ اصل مقصود شروع کیا جاوے تہوڑا بطور تمہید کے بیان کرنا خالی از فائدہ نہو گا ۔

(۱) ۔ اثبات **صانع** مین لوگون نے کبہی امکان اجسام سے استدلال کیا ہے کبہی امکان صفات اجسام سے کبہی حدوث اجسام سے کسی وقت حدوث صفات اجسام سے ۔ اور ظاہر ہے کہ ان دلائل کا مدار مسئلہ ترجیح بلا مرجح کے ابطال پر ہے ۔ یا دور تسلسل کے امتناع پر ۔ اور یہہ دونون راہین بڑی دور و دراز ہین بلکہ یون کہئے کہ ایسی مشکل ہین کہ ان پر چلنے سے عامہ خلق کا منزل مقصود پر پہنچ جانا وید کے سمجہنے کی طرح مشکل ہی نہین بلکہ محال ہے ۔

(۲) علاوہ برین اثبات مطالب مین منطقی اور فلسفی مزاج لوگ قیاس تمثیلی سے دلیل پکڑتے ہین یا قیاس شمولی سے حالانکہ ان قیاسات کا مدار تماثل اجسام پر ہے یا ایسے چند امور مشترکہ کے ماننے پر جنکو کلیات خمسہ کہتے ہین اور تماثل اجسام و کلیات خمسہ کا مسئلہ ایسا بودا اور **غلط** ہے جسپر ہمیشہ **سلف** نے انکار فرمایا اور سچے طبعیات نے اسے **غلط** ثابت کیا ۔

قرآن کریم ہمیشہ استدلال بالاولے سے کام لیتا ہے جو بالکل یقینی اور فطرت کے مناسب ہے استدلال بالاولے کی مثال لَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ ہے۔ اس کلمہ الٰہیہ مین حکم ہے ماں باپ کو اُف تک نہ کرو۔ جس سے ثابت ہوا۔ والدین کو کسی قسم کی ایذا دینا بطریق اولے اسلام مین جایز نہین دوسری مثال سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ جَمِيْعًا سے ثابت ہوتا ہے کہ یہہ پتھر درخت۔ جانور سورج وغیرہ تمہارے خادم ہین۔ یہہ تو تمہارے مساوی بھی نہین۔ پس ان کو معبود بنانا اور آپ اُن کا خادم بننا بطریق اولے باطل ہوگا! ۔ کیونکہ شرک مین معاملہ بالعکس ہے!! ۔

(۳) یہہ بھی یاد رہے۔ قرآن کریم دلایل کے بیان مین انعامات اور احسانات حضرت حق سبحانہ وتعالے کا تذکرہ بھی برابر کرتا رہتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ اس قسم کے تذکارسے ایمان اور اللہ تعالے کی محبت دونون مین ترقی ہوتی رہتی ہے۔

(۴) ہر ایک انسان اپنی فطرت اور جبلت پر مکلّف ہے پس فطری دلائل ہی اصلی اور صحیح دلائل ہون گے۔

(۵)۔ آیات اور علامات کسی چیز کے وہ ہوتے ہین جنکے وجود سے اس چیز کے وجود کا یقینی پتہ لگتا ہے۔ جسکے واسطے یہہ آیات اور علامات و لیل مین نشان اور علامت کسی چیز کے اپنے مدلول کے اثبات مین کسی وجہ کلیہ قضیہ کی محتاج نہین ہوتی۔ اسیواسطے قرآن مجید جن دلائل کو بیان کرتا ہے اُن کا نام آیات رکھتا ہے۔ سینے دلائل نبوت مین بارہا بیان کیا ہے کہ قرآن کریم نے اثبات نبوت

مین بہی بجائے لفظ معجزہ اور خرق عادت کے آیات ہی کا لفظ اختیار فرمایا ہے۔
انسان جہانتک بنظر تحقیق تجربہ کرتا جاوے اور اپنی گرد و پیش کی اشیاء کو اپنے
کام مین لانے کی کوشش کرے۔ اُسے یقین ہو تا جائے گا کہ سخر لکم ما فے
السموٰت و مافی الارض جمیعًا منہ جس کتاب مین لکہا ہے وہ پاک کتاب
علاوہ برین کہ ہمکو تمام علوم مفیدہ اور فنون راحت بخش کے سکہلانیکی راہ دکہاتی
ہے یہہ بہی واضح طور پر ثابت کرتی ہے کہ بے ریب اس کتاب کا بنانے والا تمام قدرتی اشیاء
اور اُن کے نتائج کا پہلے سے پورا عالم اور کامل خبیر تہا۔ روزمرہ کے تجربے گواہی دیتے
ہین۔ انسان کے اردگرد کی تمام چیزین اُسکے ماتحت اور اسکی خدام ہین۔ اس
عجوبۂ قدرت کی آسائش کے واسطے تمام ہمہ تن بے مزد حاضر ہین۔
انسان کیا بلحاظ اس روز افزون ترقی کے جو اسے حاصل ہو سکتی ہے اور کیا
باین خیال کہ وہ اپنے جدیدہ علوم و فنون ابنائے جنس کو سکہا سکتا ہے۔ کیا بباعث
اس سطوت اور تسلط کے جو اسے مخلوق پر محض فضل الٰہی سے حاصل ہے۔
اگر اپنی پیدایش۔ اپنی ابتدائی حالت پر غور کرے تو اسے صاف عیان
ہو جاوے گا کہ وہ کیسا ضعیف۔ بے بس۔ ناتوان اپنا مافی الضمیر ظاہر کرنے
سے عاجز تہا۔ پہر کیسا عالم۔ فاضل۔ شجاع۔ زبردست ہو گیا! سمندر کے کنارے
بیٹہ کر سمندر کی تہ کی حالت دریافت کرتا ہے اور سمندر کی اشیاء پر حاکمانہ تصرف
جماتا چاہتا ہے۔ یہہ خاکی پتلا اپنی چار دیوار مین بیٹہا ہوا سورج۔ چاند اور آسمانی
بروج کے قطر و محیط ناپنے کو تیار ہے۔ یہہ عجوبۂ قدرت اگر بدن کے ذرات کو
غور سے دیکہے تو بشرط سلامتی فطرت ضرور گواہی دے گا کہ اپنی خلق و بقا مین

ہمہ تن ایک زبردست علیم وحکیم کے قبضۂ قدرت میں گرفتار ہے اور اس غنی ذات کا محتاج ہے جسکو کسی قسم کی احتیاج نہین - اس ثنا مین لسے اس آیت کی واقعی صداقت کا اعتراف کرنا پڑیگا -

یَا اَیُّھَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ اِلَی اللّٰہِ وَاللّٰہُ ھُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ

بے ریب انسان اپنا خالق آپ نہین - نہ اسکے ماں باپ اور اسکے خویش اقارب نے جو اسکی استعداد کے قریب قریب ہین اسکو گھڑ کر درست کیا - اپنی بدصورتی کو حسن سے بدلا نہین سکتا - اپنی طول عرض پر متصرفانہ دخل نہین رکھتا - معلوم نہین کتنی مدت سے چھری لیکر اپنا پوسٹ مارٹم کر رہا ہے پر اس غریب کو اپنے بدن کے عجائبات کا بہی آج تک پتہ نہ لگا - مائیکرس کوپ ایجاد کر کے کہتے ہین پچہلون نے پہلون سے سبقت لی - مگر عجائبات انسانی پر اور بہی حیرانی حاصل کی افعال الاعضاء کے محقق اور کیمیاگر ابتک کتاب قدرۃ کے طفل ابجدخوان ہین - صوفی - یوگی - الٰہیات - اخلاق - طبعی والے قوے انسانیہ کا بیان کرتے کرتے تہک گئے مگر احاطۂ علم الٰہی سے قطعًا محروم چلدیئے اچہے فلاسفرون اور نیکوکار عقلا کے گہرون مین ایسے جاہل کندہ ناتراش پیدا ہوئے جنہون نے اپنے مربیون کی عمدہ عقل کو چرخ دیدیا - اور وہ بیچارے کف افسوس ملتے رہ گئے اور ان سے کچہہ بہی نہ ہوسکا کہ اپنی اخلاقی ارث سے انہین تہوڑا ہی سا بہرہ مند کرجاتے - بڑے بڑے مدبر اپنے عندیہ مین تدابیر کے ہر پہلو پر لحاظ کر کے مناسب وقت اور عین موافق لوازم کو مہیا کرتے ہین پہر نتائج سے محروم ہوکر اپنی کم علمی پر افسوس مگر قانون قدرت کے مستحکم انتظام کو دیکہکر

لہ - اے انسانون تم اللہ کے محتاج ہو اور اللہ ہی غنی حمید کہا گیا ہے -

ہمہ قدرت ذات پاک کا لابد اقرار کرتے ہین سلیم الفطرۃ دانا جب تمام اپنے اردگرد کی مخلوق کو بے نقص کمال ترتیب۔ اعلے درجہ کی عمدگی پر پاتے ہین ضرور بے تابی سے ایک علیم و خبیر قادر کے وجود پر گواہی دیتے ہین۔ فطرت کی اس بردست دلیل کو غور کرو۔ قرآن مجید کیسے الفاظ مین بیان فرماتا ہے۔

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَآ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ۔ [۱]

ان کلمات مین قرآن ان آیات صانع عالم کی طرف توجہ دلاتا ہے جو انسان کی ذات مین موجود ہین+

ان کلمات طیبات سے پہلے اور اس دلیل سے اول اللہ تعالے نے اپنی قدوسیت ہر ایک نقص سے پاک۔ ہر ایک صفت کاملہ کے ساتھہ متصف ہونے کا اظہار اور عبادت کی تاکید کی ہے اور کہا ہے۔

فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ [۲] حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ۔

اس دعوے کا مدار وجود صانع پر تہا۔ اسلئے وجود صانع کی دلیل بیان فرمائی اور دلیل بہی ایسی دہی جس سے یہہ مطلب بہی ثابت ہو گیا۔

بیان دلیل یہہ ہے کہ آدمی کو دو باتین حاصل ہو رہی ہین اوّل شخص انسانی کا وجود اور اسکی بقا دوم۔ بقائے نوع جو مرد و عورت کے ملنے سے حاصل ہوتا ہے۔ پہلے انعام کی نسبت فرمایا کہ۔ انسان اپنی اصل بناوٹ پر نظر کرکے دیکہے کہ وہ مٹی سرد اور خشک سے

[۱]۔ اور اُسکے نشانون سے ہے کہ تم کو مٹی سے پیدا کیا پہر تم اچانک چلتے پہرتے آدمی ہو گئے۔

[۲]۔ اللہ کی قدوسیت بیان کرو جب تم شام کرتے اور جب تم صبح کرتے ہو اور اُسی کے لئے حمد ہے آسمانون مین اور زمین مین۔ اور تیسرے پہر اور جب تم ظہر کرتے ہو+

اسی سرد وخشک سے تیری گرم اور تر جسمانی روح کو پیدا کیا۔ اور عیان ہے کہ مٹی مین
تو کوئی آدراک نہین۔ حرکت ارادیہ نہین۔ کوئی حیات نہین رنگت مین دیکھے
تو میلی گدری وزن مین ثقیل۔ کثافت مین یکتا سُبْحَانَ اللهِ وَ لَهُ الْحَمْد۔ اسی مٹی
کے ذرات سے ایک مدرک متحرک بالارادہ۔ زندہ۔ نئی زندگی کے قابل انسان کی ایسی
جسمانی روح بنا دی جو کدورتون سے پاک۔ ہلکا۔ پھلکا۔ اعلےٰ درجہ کا شفاف صاف منیر
جوہر ہے۔ کس تحتانی حالت سے کس بلند درجے پر پہنچایا۔ پھر بے ریب وہ زبردست
طاقت موجود اور بے تردد وہ قدسیت اور حمد کے لایق ہے۔ یہہ اُسی ید قدرت کا
نقش ہے جسے۔ اللہ۔ یہوآہ۔ یزدان۔ اُومْ کنچک کہتے ہین بنا برعلیہ ندا اس مبارک
آیت کو پڑہو اور مانو۔ فَسُبْحَانَ اللهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ وَلَهُ الْحَمْدُ
فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ۔ پھر اسی مٹی
غیر مدرک۔ غیر متحرک سے انسان کی بقائی نوع اور اسکے آرام کے لئے اُسکے جنس کی
بی بی بنائی۔ اور اپنے اس ارادہ کو جو دونون کے باہمی تعلق کی نسبت تہا غور کرو
کن پیارے پیارے لفاظ مین بیان فرمایا۔

۵۱ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ
مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ۔

پھر انسانی صفات کی طرف انسانی فطرۃ کو توجہ دلاتا اور فرماتا ہے۔

۵۲ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ اِنَّ

۵۱۔ اور اُسکے نشانون سے ہے کہ تم ہی مین سے تمہارے واسطے جوڑا بنایا تو کہ تم اُس سے آرام کرو اور تمہارے
درمیان دوستی اور رحمت ڈالدی یقیناً اس مین سوچنے والون کے واسطے نشانیان ہین۔
۵۲۔ اور اسکے نشانون سے ہے پیدا کرنا آسمانون اور زمین کا اور اختلاف تمہاری بولیون اور تمہارے رنگون کا یقیناً
اس مین عالمون کے لئے نشانیان ہین ۞

فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّلْعَالِمِیْنَ۔

گویا ورحے۔ انسانی صفات ایک تقسیم مین دو قسم ہوا کرتے ہین ایک قسم انسان کے اعراض لازمہ۔ اور دوسری قسم انسان کے اعراض مفارقہ۔ انسان کے اعراض لازمہ ہین۔ اسکی رنگت۔ بول چال۔ اشکال و خطوط ہین ان ترانی فرق سے مختلف انسان اگر ایک ہی رنگت ایک ہی آواز۔ ایک ہی بول چال ایک قسم کی اشکال اور خطوط رکھتے تو کیا ہم دوست کو دشمن سے ممتاز کر لیتے۔ کیا رات مین بلکہ دن مین کچھ اپنے اور پرائے کا تفرقہ کر سکتے۔ ہرگز ہرگز نہین۔ پس جس غالب طاقت نے یہہ تفرقہ کر دیا۔ وہ معدوم نہین بلکہ وہ موجود اور اس قابل ہے کہ اسکی نسبت کہین

سُبْحَانَ اللّٰهِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ وَحِیْنَ تُصْبِحُوْنَ وَلَهُ الْحَمْدُ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ۔

اور انسانی شخص کے اعراض مفارقہ ہین سونا۔ اور جاگنا۔ حرکت۔ سکون کمانا وغیرہ وغیرہ ہین جنکی طرف اشارہ فرماتا ہے۔

وَمِنْ اٰیٰتِهٖ[1] مَنَامُكُمْ بِالَّیْلِ وَالنَّهَارِ وَابْتِغَآؤُكُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّسْمَعُوْنَ

اب دلائل انفسی کے بعد افاقی دلائل سنئے۔ کس ترتیب سے بیان فرماتا ہے

وَمِنْ اٰیٰتِهٖ[2] یُرِیْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّیُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَیُحْیِیْ

---

[1] ۔ اور اسکے نشانون سے ہے تمہارا رات کو سونا اور دن کو اسکے فضل کی تلاش کرنا۔ یقیناً اس مین نشانیان ہین سننے والون کے لئے۔

[2] ۔ اور اسکے نشانون سے ہے کہ بیم و امید کی خاطر تمہین بجلی دکہاتا ہے اور بادل سے پانی اتارتا ہے پہر اس سے زمین کو جاننے کے پیچھے زندہ کرتا ہے یقیناً اس مین عقلمندون کے لئے نشانیان ہین۔

بِہِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِہَا اِنَّ فِی ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ۔

وَمِنْ اٰیٰتِہٖٓ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ بِاَمْرِہٖ ثُمَّ اِذَا دَعَاکُمْ دَعْوَۃً مِّنَ الْاَرْضِ اِذَآ اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ ؁

مکذب براہین نے جو دلیل ثبوت ہستی صانع پر قران کریم سے بنا کی ہے وہ ایسی ہے جیسے کوئی سورج کے محیط پر حرارت مرکز ارض کو دلیل ٹہراوے۔

هَلْ اَتٰىکَ حَدِیْثُ مُوْسٰی اِذْ رَاٰ نَارًا فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْکُثُوْٓا اِنِّیْٓ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّیْٓ اٰتِیْکُمْ مِّنْهَا بِقَبَسٍ اَوْ اَجِدُ عَلَی النَّارِ هُدًی فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوْدِیَ یٰمُوْسٰٓی اِنِّیْٓ اَنَا رَبُّکَ۔

مکذب نے اپنی نافہمی سے قرآنی دلیل اثبات صانع اس آیت کو کہا ہے اور اسکا ترجمہ یہہ کیا ہے۔

"آئی تیرے پاس بات موسٰی کی جسوقت دیکھی اُس نے آگ - پس کہا اپنے ساتہہ والون کو کہ ٹہیرو تحقیق مین نے آگ دیکھی ہے - مین امید کرتا ہون کہ لاؤن اس آگ سے تمہارے پاس سلگاکر یا پاؤن اس آگ پر کوئی واقفکار رستہ جاننے والا - جب آیا اُسکے پاس - آواز آئی (آگ سے) اے موسٰی"

آریہ کے وکیل کی راستبازی اور اسکا علم قابل ملاحظہ ہے نُوْدِیَ - ماضی مجہول ندا مصدر سے بنا ہے جسکے معنی ہین - پکارا گیا - پکارنے والا کون تہا - مکذب نے

مل - اور اُسکے نشانون سے ہے کہ آسمان اور زمین اُسکے امر سے قائم ہین پہر جب تمکو ایک ہی پکار سے پکارے گا اچانک تم زمین سے نکل پڑوگے -

۲ - کیا موسٰی کی بات تجہے پہنچی جب اُسنے آگ دیکھی پس اپنے اہل کو کہا ٹہر جاؤ مینے آگ دیکھی ہے تو کہ مین ان سے انگاری لے آؤن یا آگ پر کوئی راہ بتانے والا مجہے مل جاوے - پس جب اُسکے پاس آیا پکارا گیا اے موسٰی یقینًا مین تیرا رب ہون -

دو خطوط مین کہا ہے (آگ سے) کوئی منصف ذرہ عربی جاننے والا کہے۔ یہہ لفظ (آگ سے) قرآن کریم کے کس لفظ کا ترجمہ ہے۔ کاذب مکذب نے صرف اعتراض کے لئے یہہ لفظ جیڑ دیا جو اُس کے باغی اور حاسد دل کا اپنا نتیجہ ہے قرآن مجید نے تو خود ظاہر فرمایا ہے کہ ندا کنندہ کون تہا۔ بلکہ مکذب نے بہی تکذیب کے صفحہ ۱۵۲ مین لکھدیا ہے۔ سُورہ نمل مین اسکا بیان عمدہ ہے جہان صاف لکہا ہے۔ "پہر جب آیا اسکے پاس۔ پکارا گیا یہہ کہ برکت دیا گیا۔ جو کچھ کہ بیچ آگ کے ہے اور جو کوئی گرد اسکے اور پاک ہے پروردگار عالمون کا۔" اس آیتہ سے صاف واضح ہے کہ آگ خدا نہین اور نہ آگ سے ندا آئی۔ بلکہ ندا کرنے والے نے تو یہہ کہا کہ نُوْدِیَ مَنْ فِی النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا یعنی آگ مین کے اور اُسکے ارد گرد والے کو برکت دی گئی۔ اور اللہ تعالے تو جہانون کا اور ان سب اشیا کا جن سے اسکا علم آتا ہے جنہین آگ بہی ایک ہے پالنے والا ہے قرآنی آیات کریمہ کے وہ نتائج جو مکذب نے فُٹ نوٹ مین دیئے ہین وہ تمام رگوید کے مشہور اردو ترجمہ کے الفاظ ہین قرآن کریم ان ناپاک مشرکانہ بدبودار خیالات سے پاک ہے یہہ مقدس کتاب اللہ تعالی کو ایسی صفات سے ایسے عیوب سے منزہ و مبرا ثابت کرتی ہے۔ آگ بیچاری تو ایسی الٰہی مخلوق ہے کہ پانی سے معدوم ہو سکتی ہے۔ اور اللہ تعالے کی صفت قرآن مین ہے۔ سُبْحَانَ اللہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ٭

جناب موسٰی علیہ السلام نے آگ سے باتین نہین کی بلکہ اللہ تعالے نے موسٰی علیہ السلام سے کلام فرمایا۔ موسٰی علیہ السلام نے صرف اللہ تعالے کی آواز سنی محیط الکل اللہ تعالے نے ہرگز آگ مین حلول نہین فرمایا مکذب کا یہہ کہنا۔ موسٰی علیہ السلام آگ کو فرماتے تہے اسے آگ فرعون کو جلادے۔ دریائے نیل کو سکہا دے اسے اگنی دیوتا۔

میری قربانی قبول کر۔ اے آگ مرنے کے بعد مجھے خراب نہ کر وغیرہ"۔ یہہ سب مکذب کا بالکل افترا اور قرآن کے بالکل خلاف ہے اور مکذب کا کذب۔ و بہتان۔ وجوہات ذیل سے ظاہر ہے۔

وجہ اولے۔ کہ اسی جگہہ خود جناب موسیٰ علیہ السلام ہی کے قصہ میں آیا ہے۔
إِذْ رَأَىٰ نَارًا فَقَالَ لِأَهْلِهِ امْكُثُوا إِنِّي آنَسْتُ نَارًا لَعَلِّي آتِيكُمْ مِنْهَا بِقَبَسٍ أَوْ أَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى - اور اسی قصہ میں دوسری جگہہ فرمایا ہے
إِنِّي آنَسْتُ نَارًا لَعَلِّي آتِيكُمْ مِنْهَا بِخَبَرٍ أَوْ جَذْوَةٍ مِنَ النَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُونَ -

آیات کا منشا صاف ظاہر ہے اصل یہہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مصر جاتے راستہ میں رات کے وقت آگ دکہائی دی اور آگ کے دیکھنے کے بعد انکو وہ خواہش پیدا ہوئی جو ہمیشہ سمجھدار اور عقلمند مسافروں کو پیدا ہوا کرتی ہے۔

راستہ میں آگ جلانا۔ پہاڑی ملکوں کا عام دستور ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس سفر میں رات کا وقت سردی کا موسم پیش آیا اسپر راستہ بہول گئے دور سے آگ کو دیکھا اسے دیکھہ کر ساتھہ والوں کو فرمایا۔ تم لوگ ٹھرو۔ مین تمہارے لئے آگ سلگا لاتا ہوں تاکہ تم اُسسے سردی مین تاپو۔ اور وہان جاکر کسی سے راستہ کا پتہ بہی لونگا۔ بتاؤ اس مین کیا قباحت ہوئی۔ ہ۔

وجہ ثانیہ قرآن کریم مین صاف لکہا ہے۔ آگ اللہ تعالےٰ کی فرمانبردار اور اسکے حکم کے ماتحت ہے۔ اور یہہ بہی قرآن مین لکہا ہے کہ مخلوق کی

ہ یعنی آگ دیکہی ہے تو کہ مین تمہارے پاس اسکی کوئی خبر لاؤں یا آگ کی کوئی چنگاری ہی لاؤں تو کہ تم تاپو۔

عبادت جائز نہین - غور کرو -

قُلْنَا یَا نَارُ کُونِی بَرْدًا وَّسَلَامًا عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ ۞

اَفَرَاَیْتُمُ النَّارَ الَّتِیْ تُوْرُوْنَ - ءَاَنْتُمْ اَنْشَاْتُمْ شَجَرَتَهَاۤ اَمْ نَحْنُ الْمُنْشِئُوْنَ

نَحْنُ جَعَلْنٰهَا تَذْکِرَةً وَّمَتَاعًا لِّلْمُقْوِیْنَ ۔

اور مخلوق کی نسبت حکم ہے -

وَمِنْ اٰیٰتِهِ الَّیْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَ

اسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَهُنَّ اِنْ کُنْتُمْ اِیَّاهُ تَعْبُدُوْنَ -

وجہ ثالثہ - سورۂ قصص کی اس آیت سے جسمین یہہ قصہ مندرج ہے صاف معلوم ہوتا کہ یہہ آواز جسکو حضرت موسٰی علیہ السلام نے سنا تہا آگ سے نہین آئی - بلکہ ایک درخت کی طرف سے وہ آواز سنائی دی چنانچہ اس مین فرمایا ہے -

فَلَمَّاۤ اَتٰهَا نُوْدِیَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْاَیْمَنِ فِی الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَکَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ

اَنْ یّٰمُوْسٰۤی اِنِّیْۤ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ

وجہ رابعہ - اگر ہم مان لین حضرت موسٰی علیہ السلام نے آگ سے آواز سنی مگر یہہ تو پہر بہی نہین ہوسکتا کہ ہم مکذب کی طرح کہین آواز دینے والی خود آگ ہی تہی ! - کیونکہ - اگنی - وآیو - سورج - انگرہ - ملہان وید (حسب تسلیم آریہ) نے جب وید کی رچائین لوگون کو سنائین

۵ - ہم نے کہا اے آگ تو ابراہیم پر سرد اور سلامت ہوجا

۶ - اس آگ کو جسے جلاتے ہو سمجہتے ہو کیا تم نے اسکا درخت پیدا کیا یا ہم پیدا کرنے والے ہین -

۷ - اور اُسکے نشانون سے ہے رات - دن - سورج - اور چاند مت سجدہ کرو سورج اور چاند کو بلکہ اللہ کو سجدہ کرو جس نے انہین پیدا کیا اگر تم اُسی کی عبادت کرتے ہو - ۸ پس جب اُسکے پاس آیا برکت والے میدان کے کنارے سے مبارک جگہ مین درخت کیطرف سے پکارا گیا کہ اے موسٰی یقینا مین ہون اللہ عالمون کا پروردگار ۞

جو کچھ لوگوں نے اپنے کانوں ان رشیوں سے سنا - وہ حسب تسلیم آریہ کے خدا کا کلام تھا - نہ اس اگنی اور سورج وغیرہ کا حالانکہ اگنی اور وایو اور سورج کی زبان سے سنا گیا - انصاف کرو -

اگنی - سورج - وایو - اگر آدمی اور رشی تھے جیسے دیانندی آریہ کا اعتقاد ہے - اور انکا بولا ہوا کلام الہی کلام مانا گیا - تو موسیٰ علیہ السلام کا وہ الہام جسکی آواز انہوں نے آگ سے سنی الہی کلام کیوں نہیں مانا جاتا ہے - آگ کا غیر ناطق غیر متکلم - جڑ ہونا صاف گواہی دیتا ہے کہ وہ کلام آگ کا نہ تھا بلکہ کسی اور کا کلام تھا - بخلاف اسکے ملہمان وید کی کلام پر ایسا یقین نہیں ہو سکتا - کیونکہ ادعا و اختلاق ان کی طرف منسوب ہو سکتا ہے -

سنو!

ملہم کو جب الہی آواز کان میں پڑے گی تو ضرور ہے کہ اگر وہ ملہم کسی موجود مخلوق کے سامنے کھڑا ہے تو اسی چیز سے یا ملہم کے قلب سے اسکو وہ آواز سنائی دیگی اسمیں شبہہ ہی کیا ہے! مشاہدۂ فطرت سے عیان ہے پر دیکھنے والی آنکھیں بھی ہوں - اگر ہم مان لیں کہ آگ سے وہ آواز سنائی دی - پھر بھی وہ آواز آگ کی کیسے ہو سکتی ہے؟ - مثلاً ہم دیوار یا کسی جڑ پدارتھ کے پاس بیٹھے جنگل میں جہاں کوئی بولنے والا نہو کوئی کلام سنیں تو کیا ہم کہدینگے کہ دیوار بول رہی ہے؟ یہہ یقینی امر ہے کہ جو آگ جناب موسیٰ علیہ السلام نے دیکھی تھی عنصری آگ نہ تھی بلکہ عالم مثال کی ایک کیفیت تھی - اور جناب موسیٰ علیہ السلام کی کشفی آنکھ نے اسی نور الانوار کی زبردست تجلی کو دیکھا -

مکذب براہین نے اثبات صانع کی دوسری دلیل اپنی وید سے وہ لکہی ہے جس کو خاکسار نے نمبر الف کے نیچے لکہا ہے - حالانکہ وہ دلیل نہین بلکہ صرف باری تعالے کی صفات کا بیان ہے ! - اگر صرف صفات باری کا بیان اثبات وجود باری مین مین دہریہ پر حجت ہے تو قرآن مجید نے صفات باری کے بیان مین کسی قسم کی کمی نہین کی تہی - مکذب نے صفات کا بیان قرآن کریم مین کیون نہ دیکہا ہے - اگر آریہ کی نظر مین نہین آیا تو اب زیر نمبر ب ملاحظہ کرین - وید منتر کے الفاظ کو دو خطوط مین لکہا گیا ہے - اور دو خطوط کے سوا باقی مکذب کے اپنے فقرات ہین -

الف

اوتم سرب جگت کرتار - سمبہ او پار
(خالق الکل ۱۲ - قبول ۱۲)

سرب سوامی سگیان - سرب بیاپک
(غالب ۱۲ - علیم ۱۲ - محیط ۱۲)

انتریامی - ایشر سرب نگرہہ - ابنا شی
(علیم بذات الصدور ۱۲ - حاکم ۱۲ - مقتدر نزر ۱۲ - غیر فانی ۱۲)

(کیمھو) پیرانون سے پیارا
(اعضا سے)

(کیمیوا) - مکت اور سب سکہون کو داتا -
(سخی ۱۲)

(سوا) - سب کا دہارن کرنیوالا -
(قیوم)

(سوتیو) - سب ایشرج کا داتا -

(وریتم) - جو سو بکار کرنیکے لائق - اتی سرشٹ

ب

اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ -
لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ لَهٗ مَا
فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ
مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا
بِاِذْنِهٖ - یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ
وَمَا خَلْفَهُمْ - وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ
مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ كُرْسِیُّهُ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَا یَئُوْدُهٗ

ـلـه - اللہ اس کے سوا کوئی معبود نہین وہ حی قیوم ہے اسکو اونگہ نیند نہین آتی آسمان و زمین مین جو کچھ ہے سب اُسی کا ہے - کون اُس کے پاس اُس کے اذن بغیر شفیع ہوسکتا ہے جانتا ہے جو کچہ اُنکے سامنے اور پیچہے ہے - اور اُس کے علم سے کسی قدر کا احاطہ بہی کر نہین سکتے مگر جتنا وہ چاہے - اُس کا تخت آسمان و زمین پر پہیل گیا ہے اور ان (آسمان و زمین) کی نگہبانی سے وہ تہکتا نہین اور وہ بلند و بزرگ ہے -

(بھرگو) شدہ اور پوتر کرنیوالا
(دیوسیہ) سب کے آتمانو کا پرکرنے والا
(تت) - اس پرماتما کو -
(دہی مہی) - ہم دہارن کرین
(دہیو یو نہ پرچود یات) جو سونیاد یو پریشیر
ہماری بدہیون ست کی طرف پریرن
کرے - اور برے کامون سے بچاوے -
اس منتر بین عالم کل جگدیشور نے بیقدر
خوبیون سے بہری ہوئی پرارتہنا ہمین
سکہلائی ہے جسکے کامل بیان کرنیکو ایک
دفتر چاہئے — انتہے"۔

حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ ⁕
اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا يُخْرِجُهُمْ
مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ وَالَّذِينَ
كَفَرُوا أَوْلِيَاءُهُمُ الطَّاغُوتُ
يُخْرِجُونَهُمْ مِنَ النُّورِ إِلَى الظُّلُمَاتِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ. الرَّحْمٰنِ
الرَّحِيمِ مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ. إِيَّاكَ
نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ اِهْدِنَا
الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ
عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ
وَلَا الضَّالِّينَ

واہ صاحب واہ - پرارتہنا تو دعا کو کہتے ہین - یہہ منتر جب دعا کا طریقہ ٹھیرا تو اثبات صانع کی دلیل جو آپ کا یہان اصل مدعا تہا کدہر گئی ؟!!!

اس منتر کو بیان کرکے مکذب نے پانچ ورق مین منتر کے فضائل بیان کئے ہین -
پہلی فضیلت اس منتر کی جسکو مکذب نے بیان کیا ہے -

اسمین سرب جگت کرتا - سرب آدہار - سرب سوامی - اوصاف موجود ہین جنسے نہایت واضح طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ

لہ - مومنون کا دوست اللہ ہے انکو اندہیرے سے نور کی طرف نکال لاتا ہے اور بے ایمانون کے دوست طاغوت ہین وہ انہین نور سے نکال کر اندہیرے مین لیے جاتے ہین -
لہ - حمد اللہ کے لئے جو رب العالمین رحمن رحیم مالک انصاف کے دن کا ہے - ہم تیری ہی عبادت کرتے اور تجہی سے مدد چاہتے ہین - ہمین صراط مستقیم دکہا صراط ان کا جن پر تو نے فضل کیا نہ ان کا جن پر تیرا غضب ہوا اور نہ گمراہونکا

جگت کا کرتار - اور سب کا ادہار اور سب کا مالک ایک ہے - دوسرا کوئی نہین - اس تمام چراچر مہان جگت کا جو بنانے والا اور بنا کر ادہار رکہنے والا وسکو عمدہ انتظام مین چلانے والا اور ہمیشہ مہان شکتی سے ہکا سوامی کہلانے والا جو تمام برکات کا چشمہ اور جمیع فیوض کا مبدا ہے وہی جانے یوگ ہے"۔

سنو! - **قرآن** مین - اللہ تعالے کو خالق کل شئے - القیوم کل لہ قانتون نہین کہا گیا ؟ - جسکے معنے سرب جگت کرتا سرادہار سرب سوامی کے ہین - اور کیا یہہ تمام صفات لفظ اللہ کے معنون مین داخل نہین ؟

اب مین آپ کو چند ایسے **لطائف** سناتا ہون - جنسے منصف لوگ اسلام کی حقیّت کی حقیقت اور ویاپندہی آریہ کا **بطلان** یقین کرین گے۔

لطیفہ اولے - آپنے لفظ اوم سے تمام جگت کا کرتا - اور تمام چراچر مہان جگت کا بنانے والا اللہ تعالے کو بتایا ہے - مین پوچھتا ہون تمام چراچر مین - جیو (ارواح) اور ان کے گن - کرم - سبہاو - پرمانو - اور ان کے گن - کرم - سبہاؤ - کال - داخل ہین یا نہین ؟ - اگر یہہ چیزین جگت مین داخل ہین - تو دیانندی پنتہہ بتادے ان کا خالق کون ہے ؟ - اگر کہین وہی ہے جسکو اللہ - اوم - جگدیش کہتے ہین - تو چشم ماروشن - دل ماشاد - ولہ الاسماء الحسنی پس اللہ تعالے کو خالق کل شئے کہنے والا اور اسپر ایمان لانے والا مومن اور نجات کا پانے والا ہے - وللہ الحمد - اگر دیانندی لوگ کہین - کہ یہہ جگت مین داخل ہی نہین اللہ تعالے ان کا خالق نہین تو بتاوین یہہ فضائل قرآن کریم سے بڑہ کر کس امر کے مثبت ہوئے ؟ - تمہارے فضائل والے ویدنے تو تمہاری تحقیق پر اللہ تعالے کے قدم اور بقا اور غیر مخلوق ہونے کی

صفت مین بہی خدا کو یکتا نہ مانا۔ !!!

لطیفہ ثانیہ مکذب نے لفظ اوم سے ثابت کیا ہے کہ باریتعالے تمام برکات کا چشمہ ہے اور جمیع فیوض کا مبدا ۔ مین پوچہتا ہون ۔ ابدی نجات ۔ ہمیشہ کی مکت ۔ کوئی بابرکت اور عمدہ چیز ہے یا نہین ؟ ۔ اگر ہے تو اس رحیم ۔ کریم ۔ دیالو ۔ جگدیش کے گہر مین ضرور ہوگی کیونکہ وہ تمام برکات کا چشمہ اور جمیع فیوض کا مبداء ہے ۔ اور اگر ابدی نجات اور دائمی آرام ۔ کچہہ بابرکت شے نہین ۔ تو تہوڑے وقت کا آرام اور نجات بہی جو ابدی نجات کا جزو ہے ۔ اچہا اور بابرکت نہ ہوگا ! ۔ کیونکہ آپکے علوم متعارفہ مین ہم پڑہ چکے ہین ۔ جو کل مین نہین وہ جزو مین بہی نہین ہو سکتا ! مگر تہوڑے وقت کے آرام کو بابرکت نہ کہنا بالکل غلط اور بداہت کے خلاف ہے ۔

اسلیئے وہی کتاب سچ ہے ۔ جو کہتی ہے کہ آلہی انعامات اور اسکی عطایات عطاءً غیر مجذوذ بہی ہین ۔

اللّٰھم اجعلنی خادم کتابک وسنتہ نبیّک وارزقنی مرافقتہ صلے اللہ علیہ وسلم فی اعلیٰ علیین یا رب العالمین ۔

لطیفہ ثالثہ ۔ لفظ اوم کی دوسری فضیلت مین مکذب نے کہا ہے ۔ اللہ تعالے جسم ۔ طول ۔ عرض ۔ عمق ۔ جہل ۔ غفلت ۔ کمزوری ۔ مکان ۔ اور تمام الزامات سے پاک ہے ۔

مین پوچہتا ہون قرآن مجید نے بہی اللہ تعالے کو الملک القدوس السلام فرما کر اہل اسلام کو یقین دلایا ہے ۔ کہ اللہ تعالے ہر ایک الزام سے پاک ہے مگر دیانندی آریہ کہتے ہین ۔ خدا ارواح کا خالق نہین ! ۔ اگر رزق دیتا ہے تو بہہ صرف ارواح کے اعمال کی مزدوری ہے ۔ ! ۔ اور وہ باینکہ ارواح کا خالق

نہین - مگر انکے پیچھے ایسا پڑا ہے کہ اُسکی دست برد سے انہین کبھی ابدی نجات نہو گی - !!!-

لڑکون کی بیماری اور اُنکی تکالیف دیکھکر دیانندی کہتے ہین اگر تناسخ کا ماننا غلط ہے تو معصوم بچون پر ایسی تکالیف کیون آتی ہین - اگر تناسخ نہ مانے تو رحیم خدا پر الزام آتا ہے - ہم کہتے ہین - اگر روح الٰہی مخلوق نہین تو ان پر ایسی حکومت اور تصرف کیون ہوا ؟ - کہ وہ کبھی مطلق آزاد نہ ہوئے - یہان پر ہے مین ہی بیچ انکر ماتر کرم سے داغدار ہین ! - اگر حقیقت الامر کو دیکھو تو لا محالہ وہی مذہب سچا ماننا پڑیگا جو یہہ بشارت دیتا ہے -

كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ - اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا

لطیفہ رابعہ - مکذب نے لفظ اوم کی دوسری فضیلت مین کہا ہے - اللہ تعالےٰ - ایک ولیشی یعنی عرش یا پانی پر بیٹھا ہوا نہین " - مین پوچھتا ہون - خود مکذب نے تکذیب کے صفحہ ۱۴ مین باریتعالےٰ کی مدح مین لکھا ہے -

" وہ تینون زمانون کے اوپر براجمان ہے " - اس قول پر وید سے استدلال کیا ہے - اور بڑھ کر یہہ ہے کہ صفحہ نمبر ۹۷ مین ایک وید منتر لکھا ہے جسکے الفاظ یہہ ہین - دیوتہ اُمرت ناک شونا س ترتیئیے دہام ندھیرتم - اور ان الفاظ کے اصل معنی یہہ ہین " دیوتہ لوگ - انجہات کا بہینا ترک کرکے - تیسرے مقام مین پرکاش والیکے - عبادت کرتے ہین "

---

۵ - تمہارے ربنے اپنے اوپر رحمت کو لکھ لیا ہے - اللہ ہر شے کا خالق ہے - اُسکی مثل کوئی شے نہین - پھر ہم ڈرنے والون کو نجات دینگے -

سوچو۔ ایک مقام نور مین ہے اور دوسرا آسمان تیسرا کیا ہوا اسے وہی کیون نہین تسلیم کیا جاتا ہے جسے اہل اسلام عرش کہتے ہین ٭

لطیفہ خامسہ۔ مکذب اوم کے لفظ سے یہہ بہی نکالا ہے۔ کہ باری تعالے کی جناب مین سپارش نہین۔ رشوت جرم ہے جبرائیل۔ میکائیل کا وحی پہنچانے رزق رسانی کا محتاج بنانا جہالت ہے۔ مین کہتا ہون باری تعالے کی پاک ذات کو مسلمان بہی رشوت خوار اور وحی مین جبرائیل وغیرہ کا محتاج ہرگز نہین جانتے۔ ان کلمات سے کس قوم پر طعنہ کی راہ نکلتی ہے؟ کیا قرآن کریم مین یہہ آیت شریفہ نہین آئی ؟۔

وَيَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ هَٰؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا عِندَ اللَّهِ ۚ قُلْ أَتُنَبِّئُونَ اللَّهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ ۚ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ۔

وَاتَّقُوا يَوْمًا لَّا تَجْزِي نَفْسٌ عَن نَّفْسٍ شَيْئًا وَلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ۔

وَاللَّهُ الْغَنِيُّ وَأَنتُمُ الْفُقَرَاءُ

مگر اب یہہ تو فرمائیے۔ پرارتہنا اور دعاؤن اور خاص کر مضطرون اور پاک لوگون کی دعاؤن مین بہی کوئی اثر ہے یا نہین ؟۔ اور خیرات صدقات اور خوشبو والی اشیائ کا آگ مین ڈالنا کچھ مفید ہے یا نہین۔؟۔ اگر جبرائیل کا وحی مین درمیانی ہونا یقینی ہے اور میکائیل کا توسط ماننا کبیرہ گناہ ہے۔ اور الٰہی بارگاہ مین

ـــــــــــــــــــ

سلہ۔ اور ڈرو اُس دن سے کہ کوئی جی کسی جی کے کام نہ آئیگا اور نہ اُس کی سفارش منظور کی جائیگی اور نہ اُس سے کوئی رشوت لی جائیگی اور نہ وہ مدد دئیے جائینگے۔

کوئی واسطہ نہیں تو کیا یہہ بات بالکل غلط ہے جو دیانندی آریہ کہتے ہیں۔ کہ اگنی وایو سورج۔ انگرہ کی وساطت اور درمیانی ہونے سے وید جیسا الٰہی کلام لوگوں کو پہنچا اور کیا ہمارا یہہ مشاہدہ غلط ہے؟۔ اور سوفسطائیہ کا قول صحیح ہے۔ مشاہدوں کا اعتبار نہیں۔ ؟۔ جو ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے کھیتوں اور باغوں کے ہرا بھرا آباد کرنے میں بعض ہوائیں اور مینہ برسانے والے بادل اور روشنی اور اندھیرا مظاہر قدرت کی وساطت ہوتی ہے اور تمام حوادث و واقعات علوی و سفلی وسائط و اسباب سے مربوط ہیں۔ تسپر بھی حقیقتًا باری تعالے کی ذات پاک ان تمام علل اور درمیانی اشیا سے مستغنی ہے اور یہی امر بالکل اسلام کے مطابق ہے۔

اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ اِذَا اَرَدْنَاهُ اَنْ نَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ۔

اُس بید منتر کی جو ایک قسم کی دعا ہے مکذب نے جو یہی فضیلت یہہ لکھی ہے۔ جو جسکو پیار کرتا ہے دوسرے کے دل میں اسکی محبت اتنی ہی اثر کر رہی ہے۔ ایشر کو پرانوں سے پیارا جاننا حصول قرب کا اول درجہ ہے۔"

میں کہتا ہوں۔ قرآن کریم الٰہی محبت کے مسئلہ کو جس آب و تاب عمدگی سے بیان کرتا ہے۔ اسے ذرہ تامل سے سنو۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ۔ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ۔

بعض آدمی۔ بعض اشیاء کو مختلف اغراض کے باعث پرانوں سے پیارا سمجھتے

لہ۔ بعض آدمی اللہ کو چھوڑ کر شریکوں کو اختیار کر لیتے ہیں اُن سے اللہ کا سا پیار کرتے ہیں۔ پر ایمان والے سب سے زیادہ محبت اللہ ہی سے کرتے ہیں۔

ہین۔ تمنے سنا ہوگا کہ ہزارون اپنے پرانون کو خدا کے سوا اور شیار کی محبت پر تیاگ دیتے ہین پس سچی تعلیم اور کامل تعلیم ہین بجائے اسکے کہ باری تعالے کو پرانون سے پیارا کہا جاوے اُس کو ہر ایک چیز سے زیادہ پیارا ہونیکا یقین کرایا جاوے۔ اور یہی فائدہ ہے جو قرآن کریم کے لفظ مِن دُونِ اللّٰہِ سے حاصل ہوتا ہے اور یہی قرآن کریم کی تکمیل ہے۔

فضیلت پنجم مین لکھا ہے۔ اُس ایک راحت اور آنند کو لوگ حسب مرضی چاہتے ہین اور یہی سبب ہے کہ محروم رہ جاتے ہین۔ مگر مین کہتا ہون۔ کیا۔ اَفَرَأَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰھَہٗ ھَوَاہُ ۔ قران کریم مین موجود نہ تہا؟ ۔ یا کیا مکذب اس سے بے علم ہے؟ ۔

فضیلت ششم۔ تمام سرشٹی کے واسطے پرمیشر سرب ادہار ہین۔ قرآن کریم فرماتا ہے۔

وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ وَّکِیْلٌ۔ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗ اِلَّا بِاِذْنِہٖ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَمَا خَلْفَھُمْ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِہٖ اِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ کُرْسِیُّہُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَا یَئُوْدُہٗ حِفْظُھُمَا وَھُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ۔

فضیلت ہفتم و ہشتم جو کچھ لکھا ہے۔ وہ فضیلت ششم مین موجود ہے اگر زیادہ سننے کی ضرورت ہے تو سنو۔ قرآن کریم مین ہے۔

وَاعْبُدُوا اللّٰہَ وَلَا تُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئًا۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ۔ اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ

۵۔ تم دیکہتے ہو بعض آدمی اپنی خواہش کو معبود بنا لیتے ہین۔

وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتُلْقٰى فِیْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا۔

منتر دوم کی فضیلت ہشتم مین۔ شیطان کے وجود پر۔ اور اللہ تعالے کے نام
قہار۔ جبار۔ اور اسکی صفت مکر پر بہی اعتراض کیا ہے اور مکار اسکا نام بتایا ہے۔
شیطان کا قصہ ہم مفصل بیان کر آئے ہین۔ شیطان کو گمراہ کرنے کے واسطے اللہ
تعالے نے نہین بہیجا۔ قرآن کریم مین نہین لکہا کہ اللہ تعالے نے شیطان کو
گمراہ کرنے کے واسطے پیدا کیا۔ قہر کے معنی عربی مین غلبہ اور طاقت کے ہین قاہر
کے معنے غالب اور طاقتور ہے۔ القاہر جو اللہ تعالے کا نام ہے اسکے معنے ہین
وہ ذات پاک جو سب پر غالب ہے۔ القہار۔ القاہر کا مبالغہ ہے قرآن کریم نے
خود القاہر کے معنے بتائے ہین۔ جہان فرمایا ہے۔ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ
کیا تمہارے یہان اسے سرشکتیمان سوامی نہین کہا گیا۔ ہے۔ پس اسے القاہر کا
ہم معنے سمجہہ لو۔ جبر کے معنے اصلاح کرنا۔ سنوارنا۔ الجبار کے معنے وہ بڑا اصلاح
کرنے والا اور سنوارنے والا۔ پس اس معنے پر اللہ تعالے کا نام ہوا الجبار
ہم ہزارون طرح سے اپنی صحت کا بگاڑ کرتے ہین۔ مگر اس کے بالمقابل بارگاہ
مین ہماری اصلاح کے سامان پہلے ہی سے علیم وخبیر خدا نے کر رکہے ہین جس
سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ یقیناً ہماری کرتوتون سے پہلے ہی واقف
تہا۔ دیکہو عربی زبان کے الفاظ بولنے والے طبیب اس بند ہن کو جو ٹوٹی ہوئی
ہڈی پر ہڈی کی اصلاح کے واسطے باندہتے ہین جبیرہ کہتے ہین۔ یہہ لفظ
اسی مادہ جبر سے نکلا ہے جس سے جبار نکلا ہے۔ اور جبر نقصان تو عام لکہے پڑہے
لوگون مین مشہور ہے جسکے معنے نقصان کی اصلاح کے ہین۔

مکر کے معنے تدبیر - اور باریک تجویز کے ہین اور فریب کی سزا دینے کو بھی بی
ہین مکر* کہتے ہین - حیلہ کا لفظ بھی عربی مین لفظ مکر کے ہم معنی ہے اور کید بھی
یہی معنی رکھتا ہے - اور کید کے معنے جنگ اور تدابیر جنگ کے بھی ہین +

دیانند نے اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش مین لکھا ہے کہ الفاظ کے مختلف
معانی مین سے مناسب معنی لینے چاہئے ستیارتھ - نمبر۲ -

آپ اگر اس دیانندی فقرہ پر ایمان رکھتے ہین تو انصاف سے غور کرین کہ ان
الفاظ مین کیا قباحت رہی ؟ -

اس مفتر کی نوین فضیلت مین مکذب نے پھر بار یتعالے کے پونڑنا کا بیان
چھیڑا ہے اور مین لکھ چکا ہون کہ قرآنی کلمہ - الملک القدوس السلام - مین
باری تعالے کی صفات کاملہ پونڑتا اور شدھی کا کامل بیان کر دیا ہے - اور
اس فضیلت مین مکذب نے پھر دعا کی طرف ناظرین کو توجہ دلائی ہے اور

*نوٹ - عداوت ایک تاریک بخار ہے جو دل و دماغ کو مکدر کر کے صفات حسنہ سے انہین محروم کر دیتا ہے عیسائیون نے
محض حسد سے ان الفاظ (مکر کید) کو اعتراض کا نشانہ بنا رکھا ہے اور قرآن کریم کی ان آیات پر حقارت آمیز نگاہ ڈالتے
ہین - گو توراۃ و انجیل مین ایسے محاورات بکثرت موجود ہین - عربی اور عبرانی کے محاورات قریبا قریب ہونے کی
وجہ سے لازم آتا تھا کہ وہ قران کریم کی مصطلحات کی صداقت کا اعتراف کرنے مین پس و پیش نہ کرتے مگر حسد نے ان کی
بصیرت کو دھندلا کر دیا - ہمارے دیانندی بھائیون نے بھی حق پوشی مین انہی اگلی لوگون کے اقتدا کو ضروری سمجھا ہے -
صاف ظاہر ہے کہ ایک بولی کا لفظ جب اپنے اصلی زبان سے دوسرے ملک مین دوسری زبان مین منتقل ہوتا ہے اس کا
منشا و مفہوم اصلی دوسرے ملک کے مذاق کے قالب مین ڈہل جاتا ہے - مکر کید - ملٹری ٹرمس (فوجی اصطلاحین) ہین
قرآن کریم کی یہ آیتین ان الفاظ کی پوری تشریح کرتی ہین اِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِيُثْبِتُوكَ أَوْ يُخْرِجُوكَ
أَوْ يَقْتُلُوكَ وَيَمْكُرُونَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ - جب بے ایمان تیری نسبت خفیہ تدابیر کر رہے تھے
تجھے قید کر لین یا جلا وطن کرین یا مار ہی ڈالین - اور وہ تدبیرین کر رہے تھے اور اللہ بھی (بچا کر نکال لے جانے کی) تدبیر
کر رہا تھا اور اللہ کی تدبیر آخر غالب ثابت ہو گئی - ایسا عرب کی ناشکر گذار قوم کی اس بدسگالی اور خفیہ منصوبون کو جو آنحضرت
صلعم کی نسبت وہ کرتے تھے اور ان کی اختلاف آرا کو لفظ مکر سے ظاہر کیا ہے خود محل بتا رہا ہے کہ اس لفظ کا معنے
کیا ہے - دوسری آیت جناب ابراہیم کی نسبت جہان فرمایا ہے - وَأَرَادُوا بِهِ كَيْدًا فَجَعَلْنَاهُمُ الْأَخْسَرِينَ - انہون
نے اسکو ضرر پہنچانا چاہا پھر ہم نے انہین کو ذلیل کیا وہ جناب ابراہیم کو آگ مین ڈالنا چاہتے تھے اور اس ارادہ مین باری تعالے
نے انہین ناکامیاب رکھا اسی کو لفظ کید سے تعبیر فرمایا ہے +
عبدالکریم

اتنا نہین سوچا کہ صانع عالم کے وجود پر دلایل لانا اور گمراہ دہریہ کے آگے وجود باری کو ثابت کرنا اور بات ہے اور دعا مانگنا اور یہہ بتانا کہ دعا کسطرح مانگی جاوے اور بات اس مقام پر صانع کی ہستی پر دلایل لانے واجب تھے نہ دعائین سکھانا۔

اگر دعاؤن کی عمدگی سے دہریہ پر حجت قایم ہو جاتی ہے تو قرآنی دعا سن لو۔ جو تمام عمدہ مطالب پر حاوے ہے اور اگر تحقیق کی نگاہ سے دیکھی جاوے تو ہر قسم کی انسانی دعاؤن سے بالاتر ہے۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ۔

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً

اسمین یہہ لکھا ہے۔ عبادت کرے اور بہیڑین بکری خوراک نہین۔ آدمیون تیرے حضور نہین پہنچتا۔ العجب!۔ ثم العجب!۔ کیا یہہ فقرہ جسکو آپنے لکھا ہے کسی وید کی منتر کا ترجمہ ہے؟۔ کیا یہہ آپکا یا کسی اور انسان کا ایجادی فقرہ ہے؟۔ نہین نہین۔ ہرگز نہین۔ یہہ تو قرآن کریم کی آیۃ کا ترجمہ ہے۔ اور وہ آیۃ یہہ ہے۔

لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ

روحانی صداقتین تو قرآن کریم سے باہر نہین۔ مگر ہم تعریض کرنیوالے سے یہہ پوچھتے ہین سوم لتا کے رس سے کس دیوتا کا پیٹ موٹا اور پھلایا جاتا ہے؟ ویدکے عام لفظی تراجم سے پتہ دیجئے اس منتر کی دسوین فضیلت مین لکھا ہے حقیقی دعا اور شانتی دینیوالی اپاسنا وہی ہے جسکے کرنے سے اپاسک کو شک نہ رہے جو اسکے حصول کے وسائل ہین

(۱) اے ہمارے رب ہمکو اس زندگی میں نیکی دے اور آنیوالی زندگی مین بھی نیکی عنایت فرما۔

(۲) اللہکو انکا گوشت اور لہو نہین پہنچتا لیکن اُسے تو تمہاری (صفت) تقوی (خدا ترسی) پہنچتی ہے۔

اول نگاگیان نہایت لازمی ہے۔ اور یہہ بتانا اس مذہب کا فرض ہے جو کاملیت کا دعوے کرے!

"اپاشک کو شک نرہے" کی نسبت تو آپ نے صرف اتنا ہی کہا ہے کہ باری تعالے اپاشک اور دعا کرنے والے سے قبولیت کا وعدہ کرے جیسے تکذیب کے صفحہ ۲۴ سطر ۳ مین آپنے لکھہ دیا اور اسکے حصول کے وسائل کو صرف ترقی علم کی دعا مین منحصر کیا ہے جیسے تکذیب کے صفحہ ۶۲ سے ظاہر ہے۔ مگر کیا تم لوگون نے قرآن مین قبولیت دعا کا وعدہ۔ اور ترغیب علم کی آیات نہین پڑہین ہ۔ اچھا اب سن لو۔

اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ

وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا۔

يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ۔

اس منتر کی گیارہوین فضیلت مین مکذب نے کہا ہے

"جتنے مذہب ہین عقل کو صندوق مین بند کر قفل لگانا اپنا پہلا اصول جانتے ہین۔ اور ان مذاہب مین سے فسٹ نمبر دین محمدی ہے مصنف اعجاز محمدی نے صفحہ ۱۹ مین معقول فلسفہ سے منع فرمایا ہے۔"

مین کہتا ہون صاحب اعجاز محمدی نے یونانی لغو فلسفہ سے منع کیا۔ جو غالباً ہندیون کی کاسہ لیسی کا بد نتیجہ ہے۔ والا قرآن سچی فلسفی کی تاکید کرتا ہے۔ اور

۱۔ مین دعا مانگنے والے کی دعا کو قبول کرتا ہون جب وہ مجھسے دعا مانگتا ہے تو چاہئے کہ مجھ ہی سے قبولیت کی طلب کرین اور مجھپر ایمان لاوین تو کہ راہ پاوین +

۲۔ اور کہہ اے میرے رب مجھے علم مین ترقی دے +

۳۔ اللہ ایمان والون اور عالمون کے درجے بلند کرے گا +

۴۔ تو کہہ کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہین +

نیچر کے نظارہ پر کبھی فرماتا ہے - اِنَّ فِی ذٰلِکَ لَاٰیَۃً لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ - اور کبھی فرماتا
ہے لَاٰیٰتٍ لِّلْعٰلِمِیْنَ کسی وقت فرماتا ہے لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ - اور کہین فرماتا
ہے اِنَّ فِی ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی النُّہٰی اور کسی جگہہ اشارہ کرتا ہے اِنَّمَا یَتَذَکَّرُ
اُولُوا الْاَلْبَابِ ان نصوص کے بعد کوئی عقلمند منصف کہ سکتا ہے کہ قرآن یا اسلام کا
پہلا اصل یہہ ہے کہ عقل سے کام نہ لایا جاوے - یا عقل کو صندوق مین بند کر کے اوپر
قفل لگا دینا چاہیئے - مولوی غلام علی صاحب مرحوم کا قصہ - کہ یوشع بن نون کے قصہ مین سورج کا
ٹھہرا ہوا مولانا مرحوم و مغفور بیان کر رہے ہین - اور اسوقت مکذب براہین نے اُن کو بند کر لیا " ایک شخصی بحث
ہے جو ہمین پسند نہین - اور مولوی صاحب مرحوم کا اب انتقال ہو چکا ہے - الا ہم اُن سے
دریافت کرتے - کہ مکذب کہان تک راستباز ہے - حالانکہ نہار کا طول یا لیل کا طول جسکو
سرمدیت لیل اور سرمدیت نہار کہتے ہین - ایک لطیف محاورہ ہے اور مکذب کے
گرو کی اس تحقیق پر جیسے اُس نے اگنی اور وایو اور سورج رشیون کے نام رکھے -
پیشوا دیانند ۱۲
اس قصہ کی توجیہ کچھہ بہی دقت نہین رکھتی - مگر قرآن کریم مین یہہ قصہ موجود نہین
ہے - ہمین یا مولوی صاحب مرحوم کو اسکے بیان کی ضرورت ہی کیا ہے - ؟ +

دوازدہم فضیلت کے بیان مین پہر تمکو آیت ذیل یاد دلاتا ہون -
اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ اور خلوص نیت اور
استقامت و درستی مسائل کے متعلق ان آیات پر غور کیجئے وَمَا اُمِرُوْا اِلَّا لِیَعْبُدُوا
استقلال ۱۲
اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ -

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْھِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ
اس نسخہ مین کتنی طول کلامی کرنی پڑی - باآنکہ اثبات صانع کے دلائل سے اسکا

کوئی تعلق نہین۔ مگر امر مجبوری ہے بے تکی ہانکنے والون سے سابقہ پڑ گیا ہے اب لفظی ترجمہ اس منتر کا لکہتا ہون۔ جسپر اسقدر گفتگو ہوئی ہے۔

اوم۔ بہو۔ بہوا (جسمین سب ہین ۱۲)۔ سوا (خوش و خرم ۱۲)۔ تت (وہ ۱۲)۔ سویت (خالق ۱۲)۔
ورینیم (لینے کے لائق ۱۲)۔ بہرگو (تیج ۱۲)۔ دیوسے (پرکاش والا ۱۲)۔ دہی مہی (دہیان کرتے ہین ۱۲)۔ دہیو (عقلون کو ۱۲)۔
یو نہ (جو ہمارے ۱۲)۔ پرچودیات (اپنے طرف کہینچے)۔

مطلب۔ اللہ تعالےٰ ہمارے عقلون کو اپنی طرف متوجہ کرے۔ مگر کیا یہہ دعا قرآنی دعاؤن کا مقابلہ کر سکتی ہے؟ سنو!

رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّن لِّسَانِي يَفْقَهُوا قَوْلِي وَاجْعَل لِّي وَزِيرًا مِّنْ أَهْلِي هَارُونَ أَخِي اشْدُدْ بِهِ أَزْرِي وَأَشْرِكْهُ فِي أَمْرِي كَيْ نُسَبِّحَكَ كَثِيرًا وَنَذْكُرَكَ كَثِيرًا۔[۵۱]

رَبَّنَا آتِنَا مِن لَّدُنكَ رَحْمَةً وَهَيِّئْ لَنَا مِنْ أَمْرِنَا رَشَدًا۔[۵۲]

سورہ فاتحہ کو بہی مکذب نے دلیل اثبات صانع خیال کرکے اسپر اعتراض کئے ہین پہلا اعتراض مکذب کے صفحہ ۵۵ مین "اگر خدائے قرآنی بموجب ان دو آئتون کے (اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ) موصوف ہوتا تو غیر مذہب والون اور حیوانون کو مسلمانون کے ہاتہہ سے قتل اور ذبح نہ کراتا۔ کیونکہ ذبح و قتل رحیمیت و ربوبیت کے برخلاف ہے"

مصدق۔ بدکارون کے قتل کا تذکرہ تو گذر چکا ہے۔ اور اسپر وید کی تاکیدین

۵۱۔ اے میرے رب میرے سینے کو کہول دے اور میرا امر میرے لئے آسان کردے اور میری زبان کی گرہ کہول کہ میری بات (تبلیغ احکام الٰہی) کو سمجہہ لین اور میرے خاندان مین سے میرے بہائی ہارون کو میرا بوجہہ بٹانے والا بنا۔ اس سے میری پیٹہہ کو تقویت دے اور میرے معاملہ مین اُسے ساجھی بنا تو کہ ہم مل کر تیرے نام کی تقدیس کرین اور تجہے بہت یاد کرین۔

۵۲۔ اے ہمارے رب ہمکو اپنے پاس سے رحمت عطا کر اور ہمارے معاملہ مین ہمین راہ کہول دے۔

بیان ہوچکین-حیوانات کے ذبح پر سنئیے رحم ہے کہ نہین-
گوشت کہانے کے منکرون نے جانورون کے ذبح کرنے مین گوشت
کہانے والون پر جسقدر اعتراض کئے ہین- اسکا مفصل جواب برہان الذبح نام
ایک بسیط کتاب مین مولوی سید قمر علی لکھنوی نے لکہا ہے- اسکا خلاصہ بقدر ضرورت
یہان گذارش ہے- معترضون کے اعتراضات کا مدار ان چند وجوہ پر ہے منکرین
کی پہلی وجہ- جانورون کا ذبح کرنا- باری تعالے کی صنعت کا مٹانا ہونا ہے- جواب صنعت الہیہ
کا وجود جیسا حکمتون پر مبنی ہے- ویسے ہی ذبح کرنا بہی چونکہ ضروری امر ہے حکمتون
سے خالی نہین وہ بہی حکمتون پر مبنی ہے+

ایضاً- منکرین ذبح بہی نباتات اور معدنیات کی قدرتی صفت کا ابطال
کرتے ہین- اگر جانورون کا ذبح کرنا قدرتی صنعت کا تغیر ہے تو نباتات اور جمادات
کا استعمال بہی قدرتی صنعت کا تغیر ہے-

ایضاً- ہمیشہ مرکبات مین تغیر ہوا کرتا ہے- اور کسی آن مین مرکبات موجودہ تغیر
سے محفوظ نہین رہ سکین پس تغیر ایک امر لازمی ہے جو مصنوعات کو لابد ہے
ذبح ہون یا نہ ہون پہر ذبح پر انکار کیون کیا جاتا ہے-؟-

دوسرا طعن یہہ کرتے ہین کہ ذبح کرنے مین جانور کو بقیہ حیات اور تمتع زندگی
سے محروم کیا جاتا ہے- مگر پہلے یہہ ثابت ہونا چاہئے کہ حیوانات کو اس محرومی سے
ضرور صدمہ پہنچتا ہے- حیوانات کے اضطراب اور انکے عندالذبح حرکات سے اندازہ
نہین لگ سکتا کیونکہ کیا ثبوت ہے کہ انہین تکلیف ہوتی ہے یا وہ تکلیف کا نتیجہ
ہے-؟-

بار ہا ہمنے مصروع (مرگی زدہ) کے حالات اضطراریہ کو دیکھا۔ بعد افاقہ جب اس سے دریافت کیا اُس نے اپنی تکالیف سے بے خبری بیان کی۔

علاوہ بریں یہہ نقص نباتات پر بھی عاید ہوتا ہے اور اُن کے استعمال سے ان نباتات کے سلسلے کا قطع بھی جنکو ہمنے استعمال کیا۔ لازم آتا ہے۔

سوم۔ تمتع نفس وجودحیات سے حیوانات بے خبر ہین۔

چہارم۔ تمتع مستلذات کبھی اضطراری ہوتا ہے اور کبھی اختیاری اضطراری کی مثال بھوکے کو کھانا کھلانا۔ اور پیاسے کو پانی پلادینا۔ اور اختیاری کی مثال لذیذ میوجات کا استعمال کرنا۔ اضطراری تمتع۔ اور لابدی استلذاذ کی محرومی اور انکا دفع ہونا دوطرح ہوتا ہے۔ اول۔ دفع رنج اور مصیبت اسطرح پر کہ رنج اور مصیبت کاہی استیصال کیا جاوے۔ دوم صورت یہہ ہے۔ کہ رنج اور مصیبت کو باقی رکہکر رنج زدہ کو آرام سے روکا جاوے +

اول۔ کی مثال۔ خارش والے مریض کا مرض کسی طرح دور کیا جاوے اور اُسے خارش کی دوائی کہانے سے محروم کہا جاوے۔ اسطرح مرض کا دور کرنا۔ اور مریض کو دوائی سے محروم رکہنا۔ کوئی جرم نہین اور نہ کوئی ظلم ہے بلکہ مریض پر پہلے درجہ کا احسان ہے۔ دوسری صورت یہہ ہے کہ خارش والے کے بعض کے مرض کو باقی رکہکر خارش کی دوائی کے استعمال کرنے سے محروم رکہا جاوے یا کہجلانے سے روکا جاوے۔ یہہ قسم البتہ ظلم ہے +

اب غور کرو۔ حیوانات کے تمتعات اضطراری ہین۔ یا اختیاری ظاہر ہے کہ حیوانات کے تمتعات کیا ہین۔ یہی کہانا۔ پینا۔ بول وبراز کرنا۔ اور تنفس لینا

اور یہہ اقسام ظاہر ہے کہ بالکل اضطراری ہین - پس حیوانات کو بند کرکے ایذا
دینا ظلم ہوگا اور بے انصافی ہوگی کیونکہ جانورون کو اس صورت مین اُن کے
ضروری تمتعات کہانے پینے سے محروم کیا جاتا ہے اسی واسطے جناب رحمۃ للعالمین
(فداہ ابی وامّی ونفسی ومالی) نے فرمایا ہے -

اِمراۃ دخلت النار فی ہرۃ حبستہا ولا ہی اطعمتہا تاکل من خشاش الارض

حیوانات کو ذبح کردینا - اور اُنکے مادۂ اضطرار کو بہی قطع کرنا ظلم نہ ہوگا ؛

یاد رہے - ذبح مین قلیلہ تمتعات (مثلاً جانورون کا کودنا پہاندنا) کا ابطال
ضرور ہوتا ہے - مگر انسانی فواید کے لئے اتنی قلیل نقصان کا ارتکاب منکرین ذبح
بہی کرتے ہین - چنانچہ وہ دودہ کی خاطر جانورون کے ننہے ننہے شیرخوار بچون کو
باندہ کر ایسے تمتعات سے روک دیتے ہین ؛

ذبح پر یہہ بہی اعتراض کرتے ہین کہ ذبح مین بے جرم جانور کو سخت سے سخت
تکلیف پہنچائی جاتی ہے اسکا جواب یہہ ہے - خدا کی کمزور مگر نہائت پیاری
مخلوق انسان کے بہت سے کام حیوانات کی تکلیف پر موقوف ہین - گوشت کہانے
سے منکرون کے ملک مین زراعت کے تمام کاروبار حرفت اور تجارت پر نظر کرو - یہان
کیا غالب عمرانات کے اکثر کام حیوانات کی تکلیف پر موقوف ہین - اسی واسطے باری تعالیٰ
نے حیوانات کی بناوٹ اور اُنکے طبعی قواءین جیسی مضبوطی رکہی ہے - اُن کے نفسانی
قوے اور ادراک کی طاقتون مین ایسا استحکام نہین رکہا - حیوانی مسکن اور حیوانی لباس

له - ایک عورت ایک بلی کے بدلہ جہنم مین داخل ہوئی جسے اُسنے بند کرکے کہانے پینے سے محروم کردیا وہ بیچاری
کوڑا اگرگٹ بہی کہاتی

اور حیوانی خوراک اور حیوانی عیش و آرام پر نظر کرو - پھر انسانی محل - قصور اور اقسام

اقسام کے لباسون - کپڑون - اور انواع اطعمۂ لذیذہ اور فرحت افزا منظرون کو دیکھو
اس قانون قدرت کے نظارے سے صاف عیان ہے کہ ذبح کے آلام سمجھنے
مین بھی اُن کے قوے ایسے ہی کمزور اور ضعیف ہین - جیسے ادراکی قوا سے
حیوانات کا ذی روح ہونا اس امر پر راہ نمائی نہین کرتا کہ اُن کے قوا سے نفسانیہ
بھی قوی ہون - دیکھو آدمی کا جگر اور شش باوجود ذی روح کے اعضا اور
قوی الادراک انسان کے اجزا ہونے کے بالکل بے حس ہین اسی طرح بعض
حیوانی قوے کی حدت حیوانات کی عام ذکاوت کی مستلزم نہین - دیکھو اکثر
حیوانات بدون وحشت اور اضطراب کے ذابح کے پاس کھڑے رہتے ہین - رحم
ایک قلبی حالت ہے - ایسے ہی قہر بھی ایک جبلی صفت ہے یہہ دونون صفتین کسبی
نہین ہوتین - ہان کبھی سوسائٹی اور تعلیم سے انمین کمی اور زیادتی ہوا کرتی ہے
گو وہان اصل اور عرض کا فرق ضرور رہتا ہے - مگر اس سے دونون افراط اور تفریط
کی جا نہین کسی عام حکیمانہ قانون کے باعث نہ ہونگی -

ظالم خلق آزار یا عقرب اور مار خونخوار پر رحم کرنا ظلم ستمگار سے ہرگز کم نہین -
نکوئی با بدان کردن چنان است ✤ کہ بد کردن بجائے نیکمردان ✤

ایسے تجربہ کے ڈاکٹر کو زخمون کا چیرنا قبیح نہین گو اس عمدہ کام کو ایک رقیق القلب
نہ کر سکے - اور ڈاکٹرون کو اپنے زعم مین قسی القلب کہا کرے - مگر تعجب ہے!
کہ ذبح کے منکر ذبح کے سوا انواع و اقسام کے شدائد اور تکالیف
جانورون پر جائز رکھتے ہین - حالانکہ

(اول) - صدمہ موت بوقت ذبح سے حاصل ہوتا ہے - بدون دخل انسان بھی شامل فی
ہے - اور جن تکالیف کو منکرین ذبح جائز رکھتے ہین وہ بدون جبر انسان کے
اور کسی طرح حیوانات کو لاحق ہونی ممکن نہین -

(دوم) - ان تکالیف سے جنکو منکرین جائز رکھتے ہین حیوانات کو کوئی فائدہ
نہین پہنچتا - صرف اس مین انسانی فائدہ ہے - اور ذبح جانور کو تکالیف امراض
اور تدریجی موت کے شدائد سے نجات بخش ہے بخلاف ان تکالیف کے جنکو
منکرین جائز رکھتے ہین مصائب شدیدہ کے تحمل پر مہلت دینا رحم نہین پس ذبح
کرنا رحم ہے - کیونکہ ذبح کرنے مین جانور کو شدائد مرض الموت اور دیگر شدائد
زمانی سے بچایا جاتا ہے - اور ذبح سے جانور کو وہی امر پیش آتا ہے جو اسے بدون
ذبح بھی پیش آنے والا تھا - ہم نہین سمجھتے کہ حیوانات کو ذبح کرنے سے انسان
کیون منع کیا جاوے - اسلئے کہ

(اول) - انسان مدنی الطبع اور بہت حقوق کا ذمہ وار ہے اور بہت معاملات
کا سپردار ہے - ہان انسان کے ہاتھ سے جن حقوق کا اتلاف معاملات ذبح
مین ممکن تھا مذہب حق نے اسکا انسداد ضرور کیا ہے چنانچہ اسی مصلحت کی
بنا پر شیر دار جانور کا ذبح بلحاظ اسکے بچے کے اور دوسرے ملک کے جانور کا ذبح کرنا بلحاظ
اتلاف حقوق غیر کے درست اور پسندیدہ نہین -

(دوم) انسانی بناوٹ پر نظر کرو - انسان کی ابتدائی پرورش کسطرح جانورون
سے زیادہ بہ انداز تکالیف ہے - اسکی خوراک - پوشاک اسکے علوم کس وقت اور محنت
سے اسکو حاصل ہوتے ہین - پس اس قانون الٰہی سے قیاس ہوسکتا ہے انسان کی

موت بہی بخلاف حیوانات انہین حکمتون کے لحاظ سے بری بڑی دقتون اور مشکلات پہ مبنی ہوگی۔

(سوم)۔ تعجب ہے کہ تمام دنیا کے جانورون کا مرنا۔ تمام مدعیان الہام کے نزدیک خدائے رحیم کی طرف منسوب ہے۔ پہر نہایت تعجب ہے کہ ذبح کے حکم کو کیون یہہ لوگ رحم کے خلاف یقین کرتے ہین ؟ شکاری جانورون کا خالق کیا رحیم نہین ؟۔ امراض شدیدہ اور معمولی موت جو تدریجی اور سخت تکالیف کے بعد ہوتی ہے اس آنی موت ذبح سے اگر زیادہ تکلیف دہ ہے تو کیون ایسی پہلی قسم کی موت دینے والا خدا دیالو۔ کرپالو۔ نیاکاری بنا رہتا ہے ؟۔ اور ذبح کے حکم دینے سے ظالم کہا گیا !۔ آریہ صاحبان !۔ وبائی ہواؤن کا بہیجنے والا رحیم اور عادل نہیں ؟۔ بے شک ہے !۔ ضرور ہے !۔ اور قدرتی نظارہ دیکہہ لو!

انسان کی بناوٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ خاکی پتلا۔ حیوانات نباتات اور جمادات پر حکمران ہے۔ اسکی بناوٹ بتاتی ہے کہ اوسکا پورا حق ہے حیوانات سے سواری اور باربرداری کا کام لے۔ ان کے بچون کا دودہ پیئے جانورون پر حبس اور زدوکوب کی سزا بدون جرم تجویز کرے جسکے باعث اگر جانورون مین ادراک اور قوی ارادہ ہوتا۔ تو ان سے خودکشی ہی ممکن تہی تو اس حکمران کے حق مین ایسی دیرپا تکالیف کے جواز پر ذبح کی تکلیف کی جو صرف ایک دو منٹ کے لئے ہوتی ہوگی۔ کس عقل سے ممانعت کی جاتی ہے ؟ ۔ ایک اور نظارہ دیکہہ لو!

ختنہ جس بخاطر اشرف کل مذاہب مین معمول ہے۔ روح کی خاطر اور حفاظت کے لئے بعض امراض مین اعضا کا کاٹنا پسند ہے۔ اور زخم کے ہزار دن کیڑون کا

مار ڈالنا ضرور ہے اور ان کیڑون کا وہان سے نکالنا اور جلا وطن کرنا لابد ہے۔ ایک بادشاہ یا ریفارمر کے بچانے کو ہزارون جانورون کا قتل جائز ہے۔ تو کیا انسانی آرام کے لئے ذبح حیوانات ممنوع ہوگا؟ ہرگز نہین ⁂

ذبح کا حکم جانورون پر رحم ہے۔ **اوّل**۔ اگر جانورون کے واسطے ذبح کا حکم نہ کیا جاتا تو باربرداری اور سواری کے کام مین سخت دُکھ اٹھاتے۔ **دوم** جانور پیری۔ ضعف۔ ناتوانی اور عدم خبرگیری سے تکلیف پاتے۔ **سوم** تدریجی موت کے شدائد سے ہرگز محفوظ نہوتے۔ **چہارم**۔ ایک جگہ چارہ نہ ملتا۔ جنگل مین کوئی ساتھ نہ جاتا پیری اور ضعف سے خود نہ جاسکتے۔ اگر جاتے بھی تو وہان قدرتی گوشت خوار جانور دانتون کی چھریان لے کر موجود ہو جاتے **پنجم**۔ لوگون کے کھیت ضائع کرتے۔ تو کھیت والے آخر اسی وہی معاملہ کرتے جو ذبح کے مجوز کرتے ہین۔ **ششم**۔ اگر بدون جواز فتوے ذبح سب جانور خود مرجاتے تو اُن کی عفونت باعث امراض ہوتی۔ یا جلانیکے مالا یطاق تکلیف بوجہ انسان پر رکھی جاتی۔ اسواسطے اللہ تعالے نے جنگلون مین تو شکاری جانورون اور گوشت خوارون کو پیدا فرمایا۔ اور شہرون مین مجوزین ذبح کو۔

ہند کے اصل باشندے یا تو گوشت خوری کے مجوز ہون گے یا انہین عفونتون کے سبب کمزور ہوکر ہمیشہ مغلوب ہی رہے۔

بعضے یہہ اعتراض کرتے ہین۔ "گوشت اگر قدرتی طور پر انسان کے لئے مفید ہوتا۔ تو انسان کو اسمین اتنی صنعت اور تکلیف کی حاجت نہوتی"۔ اسکا جواب یہہ ہے کہ انسانی

مرغوبات اور اسکی پسندیدہ چیزین سب کی سب اسکے تصرف اور ترکیب سے اُسے پسندیدہ ہوتی ہین - کیونکہ یہہ مرکب القوے متصرف اور جامعیت کا پتلا بہلا بدون دخل خود کچہہ پسند کرتا ہے ؟ - اُسکی میوہ خوری مین میوون کی تراش اور تصفیہ کو دیکہو اسکی غمگساری بی کے زیورات پر نگاہ کرو - اسکے جواہرات کی بناوٹ پر نظر دوڑاؤ اسکے لباس کو سوچو - اسلئے تو اسکو مردار کا کہانا اور خون کہانا حرام ہوا کہ اسکو اس سے بدمزگی نہو ؟

ایک اور قدرتی نظارہ دیکھو - عمدہ صفات مین شجاعت ہے اور گوشت اسکا معین ہے - اسواسطے گوشت خورون مین فتحمندی محدود رہی - اور جبانت نہایت درجہ کی رذالت ہے - اور گوشت اس کا دشمن ہے - اگر کاملین کو اجازت ذبح نہوتی - تو شریر خود احکام الٰہی اور احکام فطرت کے پابند ہوتے - ضرور گوشت کہاتے اور کاملون کو ستاتے اور دنیا کو انواع اقسام کے مفاسد کا سامنا کرنا پڑتا اللہ تعالے نے کاملین کو بہی اجازت دیدی تاکہ اشرار کا مقابلہ کرسکین ؟

گوشت خوری ایک ضروری امر ہے علم اور اُسکا تجربہ ایک ایسی ضروری چیز ہے جسپر انسان کی انسانیت کا مدار ہے اور ظاہر ہے کہ علوم کی ترقی بدون صحرا نوردی اور سیر و سیاحتِ جبل و بحار بالکل محال ہے - اور یہہ بہی ظاہر ہے کہ ایسی ریاضت مین عمدہ غذا کی ضرورت ہے - اور علوم کے عاشق بیچارے اکثر عاشق تہی دست اور بے زر ہوتے ہین - بدون شکار وحشی و طیور اُن کی اوقات کیونکر بسر ہوتی ؟ - علوم طبقات الارض اور جغرافیہ کے عشاق کو قطبین کا سفر اور جہازون کی سیاحت بدون دریائی شکار کیونکر میسر آتی ؟

سقیمین مین سے بہی بعض جاپان اور بعض پہاڑون کے باشندون اور قطبین
کے رہنے والون کو گوشت اور مچھلی کی حاجت لابدی ہے -

جہاز والون کو بعض حالتون مین مچھلی کا شکار کرنا بہت ضروری ہوتا ہے جس سے سیاح ناواقف نہین - تلوار ہر جگہہ عام طور پر میسر نہین ہو سکتی - اور بالکل ظاہر ہے کہ چھری کیا تہہ گردن کیطرف سے ذبح کرنا ایسا آرام دہ نہین جیسے گلے کی طرف سے ہے ؛

مکذب - تکذیب نمبر ۵۶ - دنیا کے مسلمان جب کسی حیوان کو ذبح کرتے ہین - اسوقت بسم اللہ الرحمن الرحیم نہین پڑہتے بلکہ بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر قتل کرتے ہین "

مصدق - مسلمان نادان نہین - الفاظ کے معانی سے بے خبر نہین جب ہی تو اپنے اس تصرف اور عظمت پر نگاہ کرکے کہ اُن کو قاضی الحاجات خدا نے ان اشیا پر محض اپنے فضل سے تسلط بخشا ہے اوسوقت روحانی تربیت کے خیال پر باری تعالے کی کبریائی کو یاد کرتے ہین - سنو! - ایام حج مین جب پہاڑی یا بلندی پر چڑہتے ہین - اسوقت بہی اللہ اکبر کہا کرتے ہین اور جب نشیب مین اُترتے ہین اور اپنا نزول دیکہتے ہین تو سبحان اللہ کہہ کر باری تعالے کی قدوسیت خیال کرتے ہین - ہر ایک عمدہ فعل ایک صفت الہیہ کا مظہر ہوا کرتا ہے اس فعل کے مناسب اللہ تعالے کی صفات کو یاد کیا کرتے ہین -

مکذب - (مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ) یہہ فقرہ قرآن کا حیرت افزا ہے جسنے خدا کی ذات پر عیب وارد ہو رہا ہے - کیا پیشہر ہر روز انصاف نہین کرتا - کیا آدم کے وقت سے مرے ہوئے لوگ ابتک سشن سپرد ہین - مگر معلوم نہین ضمانت پر یا جوڈیشل حوالات

ہین۔ پہر یہہ فقرہ سریع الحساب کے خلاف ہے عدل یہہ ہے کہ فوراً کاروائی شروع ہو۔" تکذیب صفحہ ۸۵

مصدق۔ آپنے تکذیب کے صفحہ (۸۵) مین لکہا ہے۔ آریہ حق کے چہپانے سے البتہ ڈرتے ہین" مگر مین نے جہانتک غور کیا آپ کا طریقہ یہہ نہ پایا۔ سنئے صاحب۔! یوم کا لفظ عربی زبان مین وسیع معنے رکہتا ہے منجملہ ان معنے کے یوم کی معنی وقت ہے سنو!۔ محاورہ عرب۔ یوم ولد للملک ولد یکون سروعظیم۔ ویوم مات فلان بکت علیہ الفرق المختلفۃ۔ حالانکہ لڑکے کا پیدا ہونا اور آدمی کا مرنا کبھی دن کو ہوتا ہے اور کبہی رات کو۔ پس مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ کے معنے ہوئے۔ مالک ہے وقت جزا کا ہر روز جسوقت کسیکو اپنے اعمال نیک کے بدلے انعام اور بد اعمال کے بدلے سزا ملتی ہے۔ اسوقت کا مالک بار یتعالے ہے۔ بلکہ یوم اتنے وقت کو کہتے ہین کہ جسمین کوئی واقعہ گزرا ہو۔ دیکہو۔ یوم بعاث۔ وذکرھم بایام اللہ۔ ہمارے ملک مین دن ٹہیک ترجمہ یوم کا ہے لوگ کہتے ہین آج فلان شخص کے دن اچہے آئے ہین۔ اور فلان شخص کے برے آئے ہین۔ پس یوم کا ترجمہ دن بہی کرین تو کوئی عیب نہین۔ غور کرو۔ تمام اُن مصائب کی نسبت (جو یہان دنیا مین برداشت کی جاتی ہین) قرآن کیا کہتا ہے۔

فَمَآ اَصَابَکُمْ مِّنْ مُّصِیْبَۃٍ فَبِمَا کَسَبَتْ اَیْدِیْکُمْ۔ فَاَصَابَھُمْ سَیِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا۔

یعنی جو کچھ تمکو مصیبت پہنچتی ہے۔ سب تمہارے کسب اور اعمال کا نتیجہ ہوتا ہے اب آپ سمجہہ گئے ہونگے کہ کل مقدمات دورہ سپرد نہین۔ اور اگر بعض لوگون کے

معاملات سشن سپرد ہین تو بہی کوئی حرج نہین ضمانت کی ضرورت ان ناقص حکام کو ہوتی ہے جنکو ڈر ہوتا ہے کہ ان کا مجرم اُن حکام کے تصرف سے کہین بہاگ جاوے گا باری تعالے کے ملک سے بہاگ کرجانے کی کوئی جگہہ نہین مجرمون مین سے بعض اُسی وقت سزایاب ہوجاتے ہین اور بعض جوڈیشل حوالات مین رہتے ہین۔ یا انپر عفو ہوجاتا ہے۔ ضمانت کی حاجت نہین ؛

سریع الحساب اور مالک یوم الدین مین تعارض نہین۔

(اول)- اسلئے کہ سریع الحساب کے معنے ہین کہ جب حساب شروع کردی تو جہٹ پہٹ لے لیتا ہے۔ اگر جزا اور سزا مین مہلت دے تو ممکن ہے کہ یوم الآخرہ تک مہلت دیدے (دوم)- جس حالت مین ہر وقت یوم الدین ہے جیسے گذارش ہوا تو تعارض کیا ہوا۔ ؟

(سوم) مالک یوم الدین سے یہہ نہین نکل سکتا کہ آجکے دن کا مالک نہین۔ اور آج سزا یا جزا نہین دیتا۔ کوئی کلمہ حصر کا یا آج مالک ہونے کی نفی کا قرآن مین موجود نہین۔

اگر آپ کے نزدیک فوراً کارروائی ضروری ہے تو چاہئے کہ تمام زانیون کو پورا آتشک یا پورا سوزاک جو پوری سزا ہے فوراً شروع ہوجاوے۔ حالانکہ ان دونون امراض کا ظہور ان لوگون مین مختلف اوقات پر ہوا کرتا ہے۔ یا جب مجرم مختلف گناہ کرکے مختلف سزاؤن کا مستحق ہو تو بطور آریہ تا ان پابندی پنتہ کے یکدم وہ تمام جونین بہگت لے جنکا وہ مستحق ہے کیونکہ پابندی پنتہ کو نزدیک تناسخ ہی سزا ہے مگر ہم دیکھتے ہین کہ معاصی پر مسخ ہوکر انسان حیوان

نہین بن جاتا - پہر کذب صاف فرماتے ہین - یُون تو ختم المرسلین انتظام کرتا ہو گا - اسے انصاف کے دشمنو سُنو!

ختم المرسلین سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم اپنے یوم الدین تو اپنے مالک انتظام ہونے کی نسبت حسب الہام الٰہی یون خبر دیتا ہے -

لَا اَمْلِكُ لِنَفْسِي ضَرًّا وَلَا نَفْعًا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ - سورۂ اعراف

قُلْ لَا اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا رَشَدًا - سورۂ جن

اور ربّ العالمین تو خواب سے راحت نہین فرماتے قرآن کریم باری تعالےٰ کی صفت مین فرماتا ہے لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ - البتہ پرلی کے وقت ہان مہاپرلی کے وقت جو ایک بے دلیل اور خیالی امر ہے - بتائے کیا کرتے ہین؟ اسوقت کسکو خلق کرتے اور رزق دیتے ہونگے؟ - مہاپرلی کے قائل اس کا جواب دین - مین نے تو آریہ ورتون مین وہ بہی دیکھے ہین جو کہتے ہین کہ اسوقت نیند کرتے ہین!!! -

لطیفہ - امید ہے کہ غالبًا ناظرین پسند کرینگے بجائے لفظ وقت اور حین کے قرآن نے یوم کا لفظ مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ مین کیون اختیار کیا؟ - سو گزارش ہے - کہ عرب لوگ کبہی رات کی طرف ان امور کو نسبت کرتے ہین جنہین نقص اور عیب ہوتا ہے - دیکہو شعر حماسہ کا

لَا ذُقْتُ هُنَالِكَ بِالْاَشْعَافِ عَالِمَةً ٭ اَنْ قَدْ اَطَاعَتْ بِلَيْلٍ اَمْرَ عَادِيْهَا

---

۵ - مجہے تو اپنی ذات کے ضرر و نفع کا کوئی بہی اختیار نہین ہان جو چاہے اللہ -

اگرچہ بعض اوقات کسی خاص مصلحت کے واسطے لیل کی طرف ہی بعض امور کو منسوب
کرتے ہین - مگر وہان لیل کو خاص صفت سے موصوف کر لیتے ہین یا اُسے معرف باللام
بنا لیتے ہین - جیسے - اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ - اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ
وَمِنَ الَّیْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ

اسیواسطے باریتعالے فرماتا ہے - ہم جو انصاف کرتے ہین وہ بے نقص ہوتا ہے
اسمین حرف گیری کا موقع نہین ہوتا - ہمارا انصاف اور ہماری سزا روز روشن
کا معاملہ ہوتا ہے *

اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ - یہ مکذب کا اعتراض ہے "چوری - قتل - ڈکیتی -
قماربازی کے لیئے یہی کلام مسلمانون اور ان کے ملانون کا وظیفہ ہوا کرتا ہے"

مکذب - ا- انصاف توکرو - یہہ کیا اعتراض ہے ؟ - چوری - ڈکیتی - قماربازی -
خدائی عبادت نہین - اور نستعین سے پہلے ایاک نعبد کا لفظ ہے جسکے یہہ معنے
ہین کہ تیرے ہی فرمانبردار ہون یا رہین اور نستعین کے مابعد اِهْدِنَا الصِّرَاطَ
الْمُسْتَقِیْمَ موجود ہے جسکے معنے ہین - دکھا ہمین سیدہی راہ - ہوش کرو -
چوری کی نسبت خود قرآن کریم مین حکم ہے -

اَلسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْا اَیْدِیَهُمَا جَزَآءً بِمَا كَسَبَا -[۱]
وَلَا تَاْكُلُوْا اَمْوَالَكُمْ بَیْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ -[۲]

اور قتل کی نسبت حکم ہے -

---

[۱] چوری کرنیوالا اور چوری کرنے والی ان کے ہاتھ کاٹ دو بدلے مین اُن کے کسب کے - ؟
[۲] - اپنے مال کو آپسمین ناحق مت کھاؤ *

وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ[۵۱]

وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُومًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطَانًا[۵۲]

اور ڈکیتی کی نسبت کہا ہے۔

اِنَّمَا[۵۳] جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللّٰهَ وَرَسُولَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوا
اَوْ يُصَلَّبُوا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِنْ خِلَافٍ ۔ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ
ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۔

قماربازی کی برائی میں قرآن کا حکم ہے۔

يَا اَيُّهَا الَّذِينَ[۵۴] اٰمَنُوا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ
عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ

اِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ اَنْ يُّوقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ
وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُنْتَهُونَ[۵۵]

مبتلائے استقدر شدید دیکھیون کے بعد جو اُن صفات ذمیمہ کی نسبت قرآن مجید میں مذکور ہوئین آپکی منصف ضمیر (اگر اُس مین انصاف ہو) گواہی دیتی ہے کہ ایسے غیر موزون اور خلاف تہذیب اشارات اُسکی نسبت کئے جاوین ؟۔

۵۱۔ اور مت قتل کرو کسی جان کو جو اللہ نے حرام کی ہے مگر حق پر۔
۵۲۔ اور جو مظلوم مقتول ہوا ہمنے اُسکے وارث کو قدرت دے دی۔
۵۳۔ سوائے اسکے نہین کہ جزا اُن لوگون کی جو اللہ اور اُس کے رسول سے لڑتے ہین اور زمین مین فساد کرنے کو دوڑتے ہین یہہ ہے کہ قتل کئے جاوین یا سولی دئے جاوین یا اُس زمین سے جلا وطن کئے جاوین۔ یہہ واسطے انکے رسوائی ہے دنیا میں اور آخرت مین اُن کے لئے بڑا عذاب ہے۔
۵۴۔ اے ایمان والو اسکے سوا نہین کہ شراب۔ جوا۔ بت۔ اور تیر ناپاک شیطانی عمل ہین ان سے بچ جاؤ تو کہ نجات پاؤ۔
۵۵۔ شیطان کا ارادہ یہہ ہے کہ جوئے۔ اور شراب کے بہانہ تمہارے درمیان بغض وعداوت ڈلوا دے اور تمکو اللہ کے ذکر اور نماز سے روکے۔ اب بھی باز آؤ گے ؟۔

مکذب - اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ - "آجکل سیدہی راہ ایک اور بہی مشتبہ ہوا" پہر کہتے ہین "اگر سیدہی راہ کے طلبگار ہو تو علم اور عقل کو کیون دخل نہین دیتے - اور معقولات کے پڑہنے سے کیون گریز ہے"۔

مصدق - ! - آپنے یہان عجیب و غریب طور پر انصاف کی راہ اختیار کی ہے - دل کو روکتا ہون - تہامتا ہون - کانشنس دہکے دیتی ہے مگر مبارک ہو - ! - اس پاک مذہب اسلام کو جس نے گالی اور بدتہذیبی کا بدلہ اُس قسم کی کارروائی کے ساتہہ دینے سے منع کیا ہے جس نے حکم دیا ہے - وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ اور پہر فرمایا ہے - وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ - افسوس صد ہزار افسوس پاکیزگئی اخلاق اور طہارت باطن دنیا سے یک قلم موقوف ہوگئی - اللہ تعالے کے حضور مین اسقدر بیباکی اور کپکپا دینے والی گستاخی روا رکہی گئی - اگر کوئی منصف ہو تو اُسکے نزدیک اس ناشائستہ کتاب (تکذیب) کی بے قدری اور خفت کے لئے بس ایسے ناجایز مضامین کا ہونا ہی بس ہے - تعجب پر تعجب ہوگا اگر اس پر بہی یہہ کہا جاوے کہ تکذیب لاجواب لکہی گئی یا مطلب خیز لکہی گئی ضد کا منہ کالا ہو حضا اور سیدہی باتون سے بہی کیسے پہرا دیتی ہے ! - یہہ بہی کیا اعتراضات ہین ؟ - ان کا کافی جواب یہی ہے کہ انکے جواب سے اعراض کیا جاوے - کیا یہہ آپ کا اتہام آمیز کلام کچہہ بہی انصاف پر مبنی ہے ؟ مسلمانون کو اسلام کو علم و عقل کی راہ سے کب نفرت ہوئی ؟ مسلمانون نے علوم و فنون مین جس قدر ترقی کی اور دنیا مین انوار علوم کی اشاعت کی ایک عالم اُس کا شاہد ہے - اہل یوروپ اسلام

سکے معترف ہین کہ یورپ کی آغاز شائستگی اور قوائے عقلیے کی شگفتگی کا اصلی
چشمہ عرب اور اہل عرب ہین افسوس بغض و عناد نے ہمارے مخالفون کو
اس درجہ تک پہنچا دیا کہ مسلمات سے انکار کرتے ہوئے بھی کوئی حیا دامنگیر
نہین ہوتی مسلمانون کی اصطلاح مین کفر کے زمانہ کو ایام جاہلیہ کہا گیا ہے جس
سے صاف عیان ہے کہ جہالت اور بے علمی سے اس قوم کو کیسی نفرت رہی ہے خیر
کچھ ہی سہی مگر ایاک نعبد و ایاک نستعین سے اس اعتراض کو کیا چسپیدگی
ہے ؟ - خواہ مخواہ اعتراض کرنے کا ٹھیکہ لے لیا ہے - نفس کلمات طیبات مین
کیا نقص ہے ؟ - اُسکے معانی کیا فطرت انسانی سے مناسبت نہین رکھتے ؟ -
ناظرین بالانصاف سوچو ! - اس مین ” ہم تیرے ہی ذلیل محتاج بندے - فرمانبردار بندے
ہین اور ان اپنے اقرارون پر مستقیم رہنے اور ہر طرح کی ضروریات کے سرانجام و انصرام کیلئے تیری ہی
جناب سے مدد چاہتے ہین “ - کیا نقص ہے ؟ - اس قسم کے اعتراض ظاہر نہین کرتے کہ ان لوگون
مین مخالفت حق اور ترویج بطلان کی کسقدر عادت ہے ؟ مجھے
یقین واثق ہے کہ ان لوگون کی ایسی کارروائی قرآن کریم کی
مدافعون کی اور بھی زیادہ استحکام دینے والی اور اشاعت کرنیوالی
ہوگی اور صاحبان بصیرت پر کھل جائے گا کہ بغض آلود دلون نے
مہر منیر کو تیرہ و تار ثابت کرنے کی ناکامیاب کوشش کرنی چاہی ہے
قرآن کریم نے جس قدر تاکید تحصیل علوم کی کی ہے ایسی
دنیا مین کسی الٰہی الاصل ہونے کا دعوے کرنیوالی کتاب نے نہین کی
اللہ اکبر ! - سارا قرآن انہین مضامین سے لبریز ہے - کہین کائنات الجو

کی طرف توجہ دلانے کو فرماتا ہے اَفَلَمْ یَنْظُرُوْا اِلَی السَّمَاۗءِ فَوْقَهُمْ الآیۃ - اور اسکی
مثل بیسیوں آیتیں - کہیں تحصیل علوم طبقات الارض و معدنیات وغیرہ کیطرف
دلوں کی توجہ کو معطوف کرتا ہے وَاِلَی الْجِبَالِ کَیْفَ نُصِبَتْ - غرض اس
کلام مجید کا طرز بیان اور سیاق کلام ہی اس طرح واقع ہوا ہے کہ نصیحت و پند
کے اول و آخر نظارہائے فطرت و مشاہد قدرت کے نقشے کھینچتا ہے اور
اس قسم کی آفاقی و انفسی (اندرونی و بیرونی) شہادتوں سے اپنے کلام اللہ
ہونے کا صریح ثبوت دیتا ہے - عبرت انگیز اور نصیحت آمیز کلام کے مقطع میں ضرور
یہ قابل غور الفاظ وارد کرتا ہے یَعْلَمُوْنَ - یَعْقِلُوْنَ - یَتَفَقَّهُوْنَ - یَتَذَکَّرُوْنَ - یَتَدَبَّرُوْنَ
اب ان ترغیبات کا منشا کیا ہے یہی کہ اسکے پیرو - غور و تفکر کے مذہبًا پابند
ہو جاویں ورنہ وہ اتباع کتاب اللہ کی صفت سے موصوف نہ ہوسکینگے -
سبحان اللہ! - اس سے زیادہ ذخائر علمی کے اکٹھا کرنے کی اور کیا ترغیب و تحریص
ہوسکتی ہے ہ - اَفَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَتَکُوْنَ لَهُمْ قُلُوْبٌ یَّعْقِلُوْنَ
بِهَا - الآیہ یعنے عالم کی سیر و سیاحت کرو جس سے سوچنے والے دل پیدا ہوں -

مکذب - غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ - چونکہ مسلمان تناسخ کے
قایل نہیں - پس خدا کا کسیکو نعمت دینا - اور کسی پر غضب کرنا اور کسیکو گمراہی میں ڈالنا -
چہ معنی دارد - نہ اسکا انصاف قائم رہتا ہے نہ اسکا رحم اور نہ اسکا علم - اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ -
مَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ - ضال علیہم کی ضمیریں خدا کی طرف پھرتی ہیں - پس ان اعمال کا فاعل
خدا ہوا - انتہی مختصرًا -

مصدق - آپ تو بڑے عربی دان ہیں اس کلام میں - کونسی ضمیریں خدا کیطرف

پہرتی ہین ذرہ توسوچو!-

خدا کا کسیکو نعمت دینا- اور بدون کسی سابق مزدوری اور کسی محنت کے اللہ تعالے
کا انعام اور اکرام کرنا- اسکی رحمت اور فضل کا نشان ہے- جو باری تعالے کی اعلی
درجہ کی صفت ہے- تناسخ والے تو یہی کہین گے- ہمین یہہ آرام اور راحتین جو
ملی ہین ہماری محنتون اور ہمارے کامون کا پہل ہے- اگر مان لین کہ منصف بادشاہ کا
ضروری کام ہے تو کوئی اسکا فضل خاص اور خالص احسان نہین- مگر مسلمان آرام
پانے والا- یہہ کہیگا کہ یہہ باری تعالے کا فضل اور احسان اور اسکی دیا لتا اور
کرپالتا ہے- اور کسی پر غضب کا آنا بیوجہ نہین ہوتا قرآن خود غضب کے وجوہ کو بیان
کرتا ہے سنو!-

وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا - فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ سورہ نحل
بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖ اَنْفُسَهُمْ اَنْ يَّكْفُرُوْا بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ بَغْيًا اَنْ يُّنَزِّلَ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ عَلٰى
مَنْ يَّشَاۗءُ مِنْ عِبَادِهٖ فَبَاۗءُوْ بِغَضَبٍ عَلٰي غَضَبٍ - وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ

دیکھو غضب کے اسباب قرآن کریم مین کس طرح بیان ہوتے ہین ؟ - اور دیکھو غضب
بہی بیوجہ نہین آتا- بلکہ اس صورت مین آتا ہے جب کسی نے اپنے دل کی وسعت
مین بجائے اسکے کہ الٰہی محبت کو جگہہ دیتا- الٰہی نافرمانی کو جگہہ دی-
ضَآلِّيْن کا صیغہ بخلاف مَغْضُوْب مجہول نہین معروف کا صیغہ ہے ضآل کے معنی
گمراہ ہونے والا بہکنے والا- اس صد کو چہوڑو یہہ بہی کوئی اعتراضات ہین اس سے
قرآن کریم کی عظمت کم ہوجائے گی حق وصدق خود اونچا ہوتا ہے- یہہ
سراج منیر کسی دشمن کے پہونک مارنے سے بجہہ نہین سکتا- ایک زمانہ مین

عیسائیان یوروپ نے قرآن کریم اور اُس کے حامل واجب التکریم کو بہت بُرے بُرے پیرایئون مین دکہانا شروع کیا کہ یہہ غیر مغلوب صداقت کہین یوروپ مین پہیل نہ جائے - جناب ہادی کامل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بد نما ڈرامون کی سٹیجون پر عیبناک قابل نفرت ایکٹر بناکر دکہایا - اُس فرضی کبوتر کی قبیل کے مصنوعی افسانے تراشے ! - مگر کیا وہ اُس آفتاب حقیقت کو پوشیدہ کرسکے ؟ - آج یوروپ مین بے شمار منصف غور کرنے والے پیدا ہوگئے جو اشاعت کلام ربانی کی راہین تیار کررہے ہین - اثبات صانع عالم کے اُن دلائل مین سے جنکو مکذب براہین نے اپنے غلط خیال کے باعث قرآنی دلائل اثبات صانع کہا ہے قرآن کریم سے دو دلیلین وہ بیان کی ہین جنکو مکذب کے صفحہ ۴۶ اور ۴۷ مین بضمن نمبر ۳ و نمبر ۷ لکھا ہے دلیل نمبر ۳ صفحہ ۴۶ مین سورہ والنجم کے پہلے رکوع کی چند آئتین ہین اور دلیل نمبر سات صفحہ ۴۷ مین جو کچھہ نقل کیا ہے اسمین کچہہ حصہ تو اُن دو آیت شریفہ کا ہے جسکو مکذب نے بمزتین مین چھوڑ دیا تھا اور وہ دو آئتین یہہ ہین -

اَفَرَاَیْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰی وَمَنٰوۃَ الثَّالِثَۃَ الْاُخْرٰی - سورہ نجم رکوع پہلا - آیت ۱۸ اس ۱۹

اب اس آئتہ شریفہ نمبری ۱۹ کے آگے مکذب ایک عربی کا فقرہ لکھتا ہے اور اس مجموعہ پر جلی قلم سے سورہ نجم کا حوالہ دیتا ہے - وہ عربی فقرہ یہہ ہے (تِلْکَ الْغَرَانِیْقُ الْعُلٰی وَاِنَّ شَفَاعَتَھُنَّ لَتُرْتَجٰی) پہر اس فقرہ کا ترجمہ کرتا ہے " یہہ تینون بت بڑے بزرگ ہین اور اُنکی شفاعت کی امید رکہنی چاہیئے " مینے اسلام کے مختلف مذاہب کے لوگون سے یہہ سورہ نجم سُنی ہے کسی مین یہہ ناپاک اور گندہ شرک کا بہرا فقرہ نپایا اور نہ کسی مطبوعہ یا قلمی قران کریم مین لکھا ہوا دیکھا -

مکذب کے تمام ان اعتراضات کا مدار جنکو صفحہ ۸۴ سے شروع کیا ہے یہی ناپاک
اور شدید طاقی فقرہ ہے جسکو مکذب نے کہا ہے کہ سورہ والنجم مین ہے اور فی الوقع
سورہ نجم کیا قرآن کریم مین نہین - پس مکذب کے اعتراض ہی نرے ہے - ہان
پہلا حصہ دو آیت کر کے سورہ والنجم کے پہلے رکوع کے ان آیات کے آخر مین ہے
جنکو مکذب نے دلیل نمبر تین تکذیب کے صفحہ نمبر ۸۴ مین لکھا ہے ان دونون آیات
کریمہ کو مع ان آیات کے جو سورہ والنجم کے ابتدا سے تا آیتہ ۱۸ مین اثبات صانع عالم
سے بالذات تعلق نہین مکذب نے نافہمی سے اسے دلیل اثبات صانع گمان کیا
ہے البتہ ان آیات کریمہ کو جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی راستی اور
عظمت اور بزرگی کے اثبات مین ایک خاص تعلق ہے اور یہہ امر بھی چونکہ
احقاق حق اور ابطال باطل مین ضروری ہے اسلئے مجھے اس رکوع کی تشریح
اور بیان کی ضرورت پڑی ناظرین غور کرین ہر دو آیات مرقومہ صفحہ نمبر ۸۴ تکذیب
کیسی لطیف ہین - اور کس خوبی کیساتھ احقاق حق اور ابطال باطل کرتی ہین -

سنو!

مطالب دو قسم کے ہوتے ہین - اول بڑے ضروری - دوسرے انسے کم درجہ
کے بڑے ضروری مطالب کو بہ نسبت دوسرے مقاصد کے بلاریب تاکید اور
براہین و دلائل سے ثابت کیا جاتا ہے - یہہ میرا دعوے بہت صاف اور ظاہر
ہے - تاکید کیواسطے ہر زبان مین مختلف کلمات ہوا کرتے ہین ایسے ہی عربی زبان
مین بھی تاکید کے لئے بہت الفاظ ہین - مگر ایشیائے زبانون مین جیسے
علی العموم قسم سے بڑھکر کوئی تاکیدی لفظ نہین - ایسے ہی عربی کے لٹریچر مین بھی

قسم سے زیادہ کوئی تاکیدی لفظ نہین - قرآن کریم عربی زبان مین نازل ہوا - اسلئے اسمین عربی محاورات پر ضروری مطالب مین قسمون کا استعمال ہی ہوا - اقسام القرآن کی نسبت جہان مکذب نے اعتراض کیا ہے وہان مفصل انشاءاللہ بیان کرونگا +

رہی یہہ بات کہ اہم اور بہت ضروری مطالب مین براہین اور دلائل کا بیان کرنا بھی ضروری ہوتا ہے قرآن کریم نے ان مطالب مین قسمون کے علاوہ اور کیا ثبوت دیا ہے ؟ - سو یاد رہے - جہان قرآن کریم کسی مطلب پر قسم کو بیان کرتا ہے وہان جس چیز کے ساتھہ قسم کہائی گئی ہے وہ چیز قانون قدرت مین قسم والے مضمون کے واسطے ایک قدرتی شاہد ہوتی ہے - اور یہہ قسم قدرتی نظارون مین اپنے مطلب کی مثبت ہوتی ہے جو قسم کے بعد مذکور ہوگا -

مثلاً

اِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى الخ ایک مطلب ہے جسکے معنے ہین - لوگو! - تمہارے کام مختلف ہین اور انکے نتائج بھی الگ الگ ہین - قرآن مجید اس مطلب کو قانون قدرت سے اسطرح ثابت کرتا ہے وَاللَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰٓى - کیا معنی - رات پر نظر کرو جب اسکی کالی گھٹا چہا جاتی ہے - پہر دن پر نظر ڈالو جب اُسنے اپنے انوار کو ظاہر کیا - پہر مرد اور عورت کی خلقت اور بناوٹ پر غور کرو - اور انکے قدرتی فرائض اور واجبات کو سوچو تو تمہین صاف طور پر عیان ہوگا کہ بے ریب تمہاری کوششین الگ الگ اور اُنکے نتائج علیحدہ علیحدہ ہین -

ایسے ہی باری تعالےٰ کے نام جان و مال کو دینے اور نافرمانیوں

بخشنے والا اور اعلے درجہ کی نیکی کا مصدق - اور اُسکے مقابل
جان اور مال سے دریغ کرنے والا نافرمان اور اعلے درجہ کی
نیکی کا مکذب بھی الگ الگ ہین اور الگ نتیجہ حاصل کرینگے -

ہمارے پاک ہادی - سرور اصفیا - خاتم الانبیاء - کی اثبات نبوت اور اُنکی عظمت اور بڑائی ثابت کرنا - بڑا احقاق حق اور آپکے منکرون کو ملزم کرنا - بڑا ابطال باطل تہا - قرآن کریم نے اس احقاق حق اور ابطال باطل پر سپر زور - دلائل دئے ہین - ان دلائل کا بیان اس جگہہ موزون نہین - البتہ ان براہین ہین سے اس والنجم کے پہلے رکوع ہین - احقاق حق اور ابطال باطل کا ایک ثبوت ہے - اور قبل اسکے کہ حضور علیہ السّلام کی صداقت اور راستی اور سچائی کو ثابت کیا جاوے - نفس نبوت اور مصلح کی ضرورت کو قران ہین والنجم کا لفظ فرما کر باری تعالے نے ثابت فرمایا ہے - تفصیل اِس اجمال کی یہہ ہے - عرب ایک ایسا جزیرہ نما تہا جسمین علے العموم پانیکی قلت ہتی اور اسکے اکثر حصّاتہین بخصوص سڑکون اور میلون کے نشانات اسکے راہون ہین ہرگز نہ تہے - اسلئے عرب لوگ غالبًا راتکو سفر کرتے تہے - اور ثریا نام النجم سے سمت کو قائم کر لیتے تہے جسطرح آج جہازی مسافر قطب نما سے سمت کو قایم کر لیتے ہین - اندہیری راتون ہین وہ النجم گویا بدرقہ کا کام دیتا تہا - قرآن کریم نے جہان النجم کے فایدے بیان کئے ہین وہان یہہ بہی فرمایا ہے وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُونَ[1] اور یہہ بہی بالکل ظاہر ہے کہ النجم اگر سمت الراس پر واقع ہو تو اسّے مسافرون کو

[1] اور النجم سے وہ راہ پاتے ہین -

رستہ کا پتہ نہین لگ سکتا - اس - النجم کا مشرق یا مغرب مین ہونا سفر والون کے لئے ضروری ہے - عربی زبان مین ہوے کے چڑہنے اور ڈہلنے دونون کے معنی دیتا ہے پس - اس رکوع کی پہلی آیتہ وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰی کے معنے یہہ ہوئے قسم ہے النجم (ثریا) کی جبکہ وہ مشرق یا مغرب کیطرف ہو یا بتعالے لئے رات کے اندہیرون مین جنگلون اور رستون کے چلنے والون کو فرماتا ہے لوگو! - تمہارے لئے تمکو منزل مقصود تک جانیکے واسطے اور جسمانی سمتونکے سمجہنے کی خاطر ہمنے النجم کو تمہارے کام مین لگا یا - تو کیا جسمانی ضرورتونسی بڑہ کر تمہاری ضرورۃ کے واسطے اور روحانی منزل مقصود تک پہنچ جانے کے واسطے تمہارے لئے کوئی ایسا مصلح اور کوئی ایسا ریفارمر سلیمۃ الفطرۃ سچا ملہم نہوگا جو تمکو تمہارے روحانی اندہیرون اور اندرونی ظلمتون کے وقت - راہ نمائی کرے فانی اور چند روزہ تکلیف جسمانی راہون کے نہ سمجہنے مین جب تمہارے گردوپیش کے نشانات تمکو راہ نمائی نہین کرتے تو ہمارے روشن اور بلند ستارون سے ضرور تمہاری دستگیری کی جاتی ہے - پہر جب تمہارے فطری قوے اور تمہاری روحانی اور ایمانی طاقتون پر - تمہاری جہالتون تمہاری نادانیون تمہاری بدرسومات اور عادات اور حرص اور ہوا - اور بیجا خودپسندی اور ناجائز آزادی کی اندہیری رات آجاتی ہے - اور اسوقت تم ابدی نجات کی منزل تک پہنچنے سے حیران وسرگردان ہوجاؤ تو کیا ہماری رحمت خاص اور فضل عام سے کوئی روشنی بخش اور رہنما سیارہ نہوگا؟ -

اور کیا وہ اللہ تعالے جسکی ذات بابرکات نے جسمانی ظلمتون مین تمہارے آرام

کے واسطے ایسے جسمانی۔ سامان بنائے ہین جنسے تم آرام پاؤ بشرطیکہ انکی طرف توجہ کرو اسنے تمہارے ابدی آرام اور روحانی راحتون کے واسطے تدابیر بہتر رکھی ہونگی بے ریب رکھی ہین جسمانی لیل اور چند گہنٹون کی رات ہین اگر کوئی رہنما ستارہ موجود ہے تو اس روحانی لیل اور غموم اور ہموم کی نہائت بڑی لمبی رات کے وقت بہی اللہ تعالے کے فضل نے تمہاری منزل مقصود اور جاودانی آرام تک پہنچانیکا راہ نما بہی ضرور رکھا ہوگا۔ وہ کون ہے بے ریب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ ثبوت مَا ضَلَّ صَاحِبُکُمْ وَمَا غَوٰی۔ وجہ ثبوت

اپنے ہی ملک مین ذرا تجربے اور بلند نظری سے کام لو۔ نظر کو اونچا کر کے دیکہو۔ یہہ شخص تمہارے شہر کا تمہارا ہم صحبتی۔ جسکا نام محمد۔ احمد۔ امین ہے اور جسکو تمہارے چہوٹے بڑے انہین پیارے نامونسے پکارتے ہین کیسا ہے؟ کیا تمہارے لئے کافی راہ نما نہین؟ بے ریب ہے۔ کیونکہ نظریات کا علم ہمیشہ بدیہات سے ہوتا ہے اور غیر معلومہ نتائج پر پہنچنا ہمیشہ معلومہ مقدمات سے ممکن ہے۔ نہایت باریک فلسفی کا پتہ عامہ قواعد سے لگتا ہے۔ جانتے ہو۔ کسی انسان کو انسان کامل یقین نہ کرنیکے تین سبب ہوتے ہین۔ اول یہہ کہ تم اس شخص کے حالات سے پورے واقف نہین جسنے ہادی اور انسان کامل ہونے کا دعوے کیا۔

دوم یہہ کہ وہ شخص جسنے ہادی کامل اور انسان کامل ہونے کا دعوے کیا اُسے علم صحیح نہو۔ سوم یہہ کہ باوجود علم صحیح رکہنے کے اسکی عادت ایسی ہو کہ علم صحیح پر عمل نہ کرے سو اس رسول خاتم الرسل محمد صلی اللہ علیہ وسلم مین ان تینون عیوب مین سے ایک بہی نہین مَا ضَلَّ صَاحِبُکُمْ وَمَا غَوٰی۔ یعنی۔

نہ بہولا اور نہ بیے علمی سے کام کیا تمہارے ساتہہ رہنے والے نے - اور نہ کبہی علم صحیح کے خلاف کرنیکا ملزم ہوا - پہلی وجہ عدم تسلیم کا جواب تو یہہ ہے کہ چالیس برس کامل کے تجربہ سے دیکہہ لو - یہہ شخص محمد آمین ربا بیے دامی صلی اللہ علیہ وسلم بہلا اسمین کوئی عیب رکہنے کی بات ہے - دوسری وجہ کا جواب یہہ ہے کہ ماضل جسکے معنے ہین کبہی نہ بہولا ہمیشہ تمہارے ہی اور اپنی بہتری کی جو تدبیر نکالی وہ تدبیر آخر مثمر ثمرات نیک ہوئی تیسری وجہ کا جواب دیا - وماغوی - چالیس برس تمہارے ساتہہ رہا اور تمہارا صاحب کہلایا - مگر کبہی کسی بد عملی کا ملزم ہوا ؟ - ہرگز نہین ! - چالیس برس تک جسنے راستی اور راستبازی کا برتاؤ کیا - جسکے ہاتہہ پر صدیق نے بہی بیعت کی جسکے سیکڑون مریدون مین سے ایک بہی تبلیغ احکام اسلام مین کذب کا ملزم نہوا - وہ جسنے کبہی مخلوق پر افترا نہ باندہا اب وہ کیا ہماری ذات پاک پر مفتری ہوگا ؟ ہرگز نہین ! - اگر اپنے پہلے تجارب اور اپنے پہلے معلومات صحیحہ پر صحیح نظر کروگے اور اسکے چالیس سال کے برتاؤ سے پتہ لوگے تو یہہ نتیجہ نکلیگا - وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوحٰى ۝

اور سنو .

اسکے علوم اور اسکی ہدایات کسی کمزور معلم کی تعلیم کا نتیجہ نہین اور نہ ایسا ہے کہ یہہ پورا تعلیم یافتہ نہو - اسکی تعلیم تو اسکی نبوت اور رسالت کا عمدہ نشان ہے - اوسکی تعلیم بڑے طاقتور معلم کی تعلیم ہے اور یہہ بہی تعلیم کے اصلی مدارج پر

سلہ - اور نہین بولتا اپنی خواہش سے مگر جو بولا وہ الہی الہام ہے جو بہیجا گیا -

پہنچکر ٹہیک اور درست ہوچکا ہے۔ یہی معنی ہین آیات ذیل کے

عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى ۝ ذُوْ مِرَّةٍ فَاسْتَوٰى ۝ وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى ۝

قانون قدرت کا عام قاعدہ ہے جسقدر کوئی چیز دوسری چیز سے تعلق پیدا کریگی اُسی قدر اس دوسری چیز سے متاثر۔ اور متحد ہوگی۔ ایک عادل بلکہ ہمہ عدل مالک اور علیم وخبیر سلطان کے لایق اور جان نثار۔ چست وہوشیار رضامندی کے طالب نوکر اور خادم کو جو جو انعام اور اکرام ملین گے اور ایسے مقتدر اور مقدس بادشاہ کے ایسے پیارے خادم جن جن انعامات اور الطاف کے مورد ہونگے ویسے نالائق اور نکمے خود پسند۔ مطلبی کاہل نام کے نوکر اور جھوٹے خادم ہرگز ہرگز ہرگز نہین ہوسکتے۔ اللہ تعالے کی ذات سے جسقدر اُسکے بندون کو تعلق ہوگا اسیقدر وہ قابل انعام ہونگے۔ جتنی بندگی اور عبودیت کامل ہوگی اتنا ہی الوہیت کا میل اس سے زیادہ ہوگا۔ اور بقدر ترقی عبودیت روح القدس کا فیضان ہوتا ہے۔

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ۔ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ۔ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ۔

یاد رہے۔ یہی توحید اور تثلیث کا مسئلہ تہا جسکو عیسائی نہ سمجھ کر شرک مین گرفتار ہوگئے۔ اور یہی وہ بہید ہے جسمین اللہ تعالے اور اسکے انبیاء اور رسل اور اولیا کے باہمی تعلق کے باعث فیضان روح کا پتا لگ سکتا ہے۔

لہ سکھایا اسکو بڑے طاقتور نے۔ بڑی جگر یکا تہا پس پورا نظر آیا۔ اور وہ اب بلند کنارے پر ہے۔

طالب صداقت سچی ارادت سے چند روز بحضور مرزا صاحب حاضر ہو کر استقلال و صبر سے منتظر ہو اور دیکھہ ہی لے۔

عرب کا دستور تہا جب دو آدمی باہم اتحاد پیدا کرتے۔ اور معاہدہ کر لیتے تو دونون اپنی اپنی کمانین اسطرح ملاتے کہ ایک کی کمان کی لکڑی دوسری کی کمان کی لکڑی سے از ابتدا تا انتہا ایک سرے سے دوسرے سرے تک ملائی جاتی۔ اور ایک کمان کی تار دوسری کمان کی تار سے ملائی جاتی تب دونو قوسون کے دو قاب ایک قاب کی شکل دکہلائی دیتی۔ پہر دو کمانون کو اسطرح ملا کر دونون معاہدہ کنندے ایک تیر۔ ان دونون کمانون مگر اب ایک ہو گئی ہوئی کمان مین رکہہ کر چہوڑتے اور یہہ رسم عرب کی اس امر کا نشان ہوتا تہا۔ کہ اسوقت کے بعد ایک کمان والے کا دوست دوسرے کمان والے کا دوست ہو گا اور ایک کا دشمن دوسرے کا دشمن قرار پائیگا اسیطرح انبیا اور رسولون کی پاک ذات کا خاصہ اور انکی فطرت ہوتی ہے کہ وہ پاک گروہ اور انکے اتباع مگر گرویدہ اتباع اَلْحُبُّ لِلّٰہِ اور اَلْبُغْضُ فِی اللّٰہِ مین منفرد ہوتے ہین اپنے ہر ایک اعتقاد اور قول اور فعل مین حضرت حق سبحانہ و تعالے کی رضامندی کو مقدم رکہتے ہین۔ اسیکے بلائے سے بولتے۔ اور اسیکے چلائے سے چلتے ہین۔ انکا رحم اور انکا غضب اللہ تعالے کا رحم اور اللہ تعالے کا غضب ہوتا ہے۔ ایسی وحدت و اتحاد کے باعث اُنکے ہاتھ پر بیعت اور اقرار اللہ تعالے کے ہاتھ پر بیعت اور اسی سے اقرار ہوتا ہے۔ اور اسی اتحاد کا بیان آیات ذیل مین ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ[1]

وَمَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ[2]

وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی[3]

وغیرہ آیات کریمہ مین ہے۔ والا وہ تو بشر ہوتے ہین۔ اور اپنی بشریت اور عجز اور فقر کو انما انا بشر مثلکم۔ وان محمدًا عبدہ ورسولہ۔ وما ادری مایفعل بی ولا بکم۔ ولا اقول لکم عندی خزائن اللہ ولا اعلم الغیب فرما کر ثابت کرتے ہین۔ اللھم اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم۔ بارئتعالے کی گرامی اور مقدس ذات پاک سے ان کی ذات کو دنو اور تقرب ہوتا ہے اور ان کی کمان اللہ تعالے کی کمان سے بالکل وحدت پیدا کرتی ہے۔ اسی عمدہ مضمون کو قرآن کریم نے اس سورہ والنجم مین بایں کلمات فرمایا ہے۔

ثُمَّ دَنٰی فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی[4]

اب حسب بیان سابق ضرور تھا کہ اللہ تعالے کے ساتھہ تقرب اور اس کی بارگاہ معلے مین عبودیت تامہ کے ثبوت کے بعد روح حق اور روح القدس کا فیضان ہوتا اسلئے جناب رسالتمآب کی اعلے درجہ کی عبودیت اور فرمانبرداری اور حب للہ اور بغض فی اللہ کے نتیجہ اور فیضان کا بیان ہوتا ہے۔

---

۱ - یقینًا جو لوگ تجھسے ہاتھہ ملاتے ہین وہ اللہ سے ملاتے ہین اللہ کا ہاتھہ انکے ہاتھون کے اوپر ہے۔
۲ - اور جس نے اس رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔
۳ - اور تو نے نہین پھینکا جب پھینکا لیکن اللہ نے پھینکا۔
۴ - پھر نزدیک ہوا اور پاس کھڑا ہوا پس دو کمانون کا قاب یا اس سے بھی قریب تر ہو گیا۔

فاوحیٰ الی عبدہٖ ما اوحیٰ ؎

ما اوحیٰ مین ابہام نہین جیسا مکذب براہین نے وہم کیا ہے ما - عربی لفظ
موصولہ اور معرفہ ہے اوحیٰ - اسکا صلہ ہے ما اوحیٰ کیا چیز ہے یہی قرآن کریم
اور حضور علیہ السلام کی تمام پاک تعلیم جسکو اللہ تعالے نے دوسری جگہہ روح
ہی فرمایا ہے - جہان فرمایا ہے - وکذالک اوحینا الیک روحا من امرنا
اور یہہ وہی روح ہے جو الوہیت اور عبودیت کے کامل میل سے پیدا ہوتی ہے
بلکہ یون کہئے کہ اسکا اللہ سے فیضان ہوتا ہے اللھم ایدہ بروح القدس آمین -
اب اسکی عمدگی اور راستی کی نسبت فرماتا - اور مدعی الہام کی حالت کو بتاتا ہے -
ما کذب الفؤاد ما رایٰ - افتمارونہ علے ما یریٰ - ؎

عرب کا یہہ ہی دستور تہا جیسے قاضی بیضاوی نے اپنی تفسیر مین لکھا ہے
کہ جب بڑے بڑے کامون کے واسطے پبلک اور عام اہل الرائے
کی رائے لیجاتی تو کسی سایہ دار درخت کے نیچے بیٹھہ جاتے کیونکہ انکے چھوٹے
خیمے جلسہ کے قابل نہوتے تھے - اور عام سایہ دار درختون مین سے بیری کا
درخت اس ملک مین بڑا درخت سمجھا جاتا ہے - اس رسم کے مطابق
باری تعالے حجاز کے باشندون کو جو حضرت صاحب الوحی کے مخاطب ہین اور آپکی
دعوت کا ابتدائی روئے سخن ہی اُن ہی کی جانب ہے یون فرماتا ہے - کہ جہان

اس ہادی محسن خلق - رحمت عالمیان نے مشورہ لیا وہ بیری

؎ - پھر اپنے بندے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کے دل مین ان عظیم الشان اسرار (قرآن کریم) کو ڈالا -
؎ اس دل نے جو دیکھا خوب دیکھا (یعنی مغالطہ نہ کہایا) کیا تم اسکی دید پر جھگڑتے ہو -

تمام دنیا کی بیریون سے بڑی بیری تھی - اور وہ تمہاری دنیا کی ہی بیری نہ تھی وہ تمہارے نظام شمسی سے کہین اونچی سات آسمانون سے پرے کی بیری ہے وہ بیری تو کچھہ ایسی بیری ہے جسکی جڑھ سے تمام دینی اور دنیوی منافع کی ندیان نکلتی ہین - باغ عدن کی ندیان بہی اسیکی جڑھ سے نکلتی ہین جنکو تم جیحون اور سیحون اور نیل و فرات کہتے ہو اسیکی جڑھ سے نکلتے ہین جنۃ الخلد کی ندیان بھی وہان ہی سے روان ہین خود جنۃ الماوی بھی اسیکے پاس ہے - اس مضمون کو اللہ تعالے ان آیتون مین بیان فرماتا ہے -

وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى

اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى

مَا يَغْشٰى کا مَا بہی موصولہ اور معرفہ ہے مکذب براہین نے کم علمی سے کہدیا ہے کہ ہادی اسلام مَا يَغْشٰى کا پتہ نہین دے سکے - یاد رہے یہہ کلمہ ما عربی مین تفخیم اور تعظیم کے معنی دیتا ہے - وہان سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى مین جناب رسالتمآب فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا دیکھا اپنے رب تعالے کے بڑے بڑے نقش قدرت دیکھے - کمالات انسانیہ کے حاصل کرنیکے نشانات کا نظارہ کیا جیسے فرماتا ہے

مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى - لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى -

مشرکو! - اس مہربان ہادی کے منکرو! - بت پرستو تمنے کیا دیکھا ہے -

---

ملہ - اور یقیناً اس نے اُسے بار دیگر دیکھا (یعنے نظر ثانی کی) سدرۃ المنتہی کے پاس (سب سے بڑی بیری) جسکے پاس جنۃ الماوے ہے - اس سدرہ (بیری) کو بڑے اعلے درجہ کے انوار ڈہانکے ہوئے ہین -

ملہ - اُسکی آنکہہ نے کجی نہین کی اور غلطی نہین کہائی - ضرور اپنے رب کے بڑے بڑے نشانات دیکھے -

جسکے دیکھنے کے بعد بت پرستی جیسے گڑھے مین ڈوب مرے - بت پرستی کے لوازم وہم پرستی اور جہالت مین مبتلا ہوگئے - نہ کوئی تمہارے ملک مین تمدن کا قاعدہ نہ معاشرت کا اصل نہ سیاست کا ڈہنگ اور نہ روحانی تعلیم کا ذریعہ نہ حقیقی عزت اور فخر کا تم مین وسیلہ -

اَفَرَءَیْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰی وَمَنٰوۃَ الثَّالِثَۃَ الْاُخْرٰی

ذرا غور تو کرو - انصاف سے کام لو - عقل کو بیکار نہ کہو - اس عجیب و غریب تفرقہ پر نگاہ تو کرو - محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچنے کا نتیجہ کیا ہے؟ - اور تمہارے لات اور عزےٰ اور منات کی پرستش کا ثمرہ کیا ہے؟ ایک وہ توحید کا واعظ سچے علوم کا معلم - قوم کو ذلت اور ادبار سے عزت و سلطنت عالمگیر پر پہنچانیوالا - دوسرے تم لوگ پتھرون سے حاجات کے مانگنے والے فسق و فجور مین قوم اور ملک کو تباہ کرنے والے اور وہم پرست ایسے کہ اپنے لئے تو اولاد نرینہ کو پسند کرین - اور باریتعالےٰ کی پاک ذات - پر بھی عیب لگاوین اور یہہ بد اعتقاد کرین کہ معاذ اللہ فرشتے اور ملائکہ اللہ تعالےٰ رحمن کی بیٹیان ہین - تفکر کو! - دیکھا بت پرستی نے تمکو کس کوئین مین گرایا انکی اسی نادانی کا بیان ہے -

اَلَکُمُ الذَّکَرُ وَلَہُ الْاُنْثٰی - تِلْکَ اِذًا قِسْمَۃٌ ضِیْزٰی -

اس تفسیر سے مکذب کے ان اعتراض نمبر ۳ اور نمبر ۷ دونون کا جواب ہوگیا جنکو مکذب نے تکذیب کے صفحہ نمبر ۶۴ - اور ۷۱ مین بیان کیا ہے ؛

---

۵۱ واہ! - تم نے تو لات و عزےٰ ہی کو دیکھا اور منات کو جو تیسرا اور سب سے گیا گذرا ہے -

۵۲ - کیا تمہارے لئے بیٹے اور اسکے لئے بیٹیان - یہہ تو بڑی بھونڈی تقسیم ہے -

سورۂ والنجم کے پہلے چند آیات اور پہلے رکوع کے آخری چند آیات کے مقابل
مکذب یا نے تکذیب کے صفحہ نمبر ۱۴۸ و صفحہ نمبر ۱۴۷ مین یہہ دو منتر لکھے ہین سورہ
والنجم کے قریبًا تمام رکوع کا ترجمہ مع تفسیر لکہہ چکا ہون - اب منترون کا ترجمہ سنو-

اوّل منتر - پرتیتیہے - بہوتانی - پرتیتیہے - لوکانی - پرتیتیہے -
محیط۱۲ عناصر۱۲ محیط۱۲ عالم۱۲ محیط۱۲
سَروا - پردِشو - دِشَشچ - اُپستہاے - جامرت سیا - تمنا
تمام۱۲ ہوا یا یو عالم۱۲ وجود اسیا۱۲ قریب ٹھہرا ہوا ہے۱۲ غیر فانی۱۲ اپنے آپ کر کے
تمانم - ابھی - سمویش - شیش -
اپنے آپ مین۱۲ داخل۱۲

یہہ تیسری دلیل ہے جسکو مکذب یا ہین نے ہستی صانع عالم کے
اثبات مین وید سے بیان کیا ہے - جہانتک مین خیال کرسکتا ہون
اس قسم کا بیان دہریہ پر حجت نہین ہوسکتا البتہ صانع عالم
کے ماننے والے کیلئے بشرطیکہ کوئی اس کلام پر ایمان لانے والا ہو -
ذات باری کے ساتھہ ازدیاد محبت کا باعث ضرور ہے - اور اگر مان
لیا جاوے کہ اس طرح صفات کاملۂ الٰہیہ کا بیان بھی اثبات
ہستی صانع عالم مین کافی ہے - تو کیا پھر ایسا بیان قرآن کریم مین
نہین ہے - اگر آریہ کو علم نہین تو ہم قرآن کریم سے بیان کرتے
ہین - پہلے آٹھہ نو الفاظ کے بدلے كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا -
إِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ مُحِيطٌ - احاط بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا - السیتھا
شبد کے بدلے إِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ -
کو پڑھ لو - پرتھم جامرت سیا کے بالمقابل - هُوَ الْاَوَّلُ -

ھُوَ الحَیُّ القَیُّوم دیکھ لو۔ اس منتر کے تمام آخری حصہ کے مقابلہ ہیں۔ وَاللّٰہُ الغَنِیُّ وَاَنتُمُ الفُقَرَآءُ پورا تسلی بخش ہے۔

دوسرا منتر۔ سنو (وہ ہمارا) ۔ بندھو (دوست) ۔ زجنتا (خالق) ۔ سو دھاتا (مبدع) ۔

دھاتانی (عناصر) ۔ وِیا (عالم) ۔ بھوناتی (عالم) ۔ وشوا (تمام) ۔ یتر (عالم) ۔ دیوتا (فرشتہ) ۔

امرت (آبحیات) انشوناس (کو نہ پکڑ کے) ۔ ترتیہے ۔ بیشتر (تیسرے کا) ۔ ویاسم لوک

تم تم

مطلب اللہ تعالےٰ ہمارا دوست خالق عناصر عالم تمام جہان دیوتا آب حیات جیسے چیز کو ترک کر کے۔ اس تیسرے مقام والے کی عبادت کرتے ہیں۔ اس قسم کی صفات قرآن کریم کی آیات ذیل میں موجود ہیں۔

اَلحَمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العٰلَمِینَ۔ خَالِقُ کُلِّ شَیءٍ۔ وَاللّٰہُ بِکُلِّ شَیءٍ عَلِیمٌ۔ وَالَّذِینَ اٰمَنُوا اَشَدُّ حُبًّا لِلّٰہِ سے جو سورہ بقر میں ہے معلوم ہوتا ہے کہ عام ایمان والے بھی باری تعالےٰ کی ذات پاک کو ہر چیز سے زیادہ محبوب رکھتے ہیں۔ اور ملائکہ تو بطریق اولےٰ ایسے ہونگے آبحیات کیا چیز ہے۔ آبحیات بھی ایک شئے من الاشیاء ہے۔ و رضوان من اللّٰہ اکبر اسکے مقابلہ میں قرآن کریم فرماتا ہے۔

لطیفہ۔ اس وید منتر کا آخری جملہ بتاتا ہے کہ باریتعالےٰ زمین اور آسمان کے وراء کسی تیسرے مقام میں ہے۔ غالباً یہ وہی مقام ہے جسکو اہل اسلام عرش کہتے ہیں

مکذب براہین نے کتاب کے صفحہ نمبر ۱۶ مین قرآن شریف کی آیت - یوم یکشف عن ساق کو صانع عالم کی ہستی کی دلیل سمجہہ کر یہہ اعتراض کیا ہے " خدا سے جو نیچرا صحابہ کو کہتا ہے - میں قیامت کے روز تمکو دیدار دونگا اور تم نہین مانو گے اور پہر مین تمہارے اصرار کرنے پر پنڈلی سے جامہ اٹھا کر بتلاؤن گا تب تم سجدہ مین گرو گے - جائے تعجب اور حیرت ہے - خدا تعالے بسبب زود رنجی کے جامہ سے باہر ہوا جاتا ہے اور نہین شرماتا "

مصدق - تمام اعتراض از سرتا پا - افترا و بہتان - اور راستی سے بےنام و نشان ہے اول اس لئے کہ - اگر معترض ہی کا وہ ترجمہ مان لیا جاوے جو خود معترض نے اس آیت کے نیچے لکہا ہے - " جس دن جامہ اٹہایا جاویگا پنڈلی سے - اور بلائے جاوینگے لوگ واسطے سجدہ کرنیکے پس نہ کر سکینگے " مکذب صفحہ نمبر ۱۶ - جب بہی اس ترجمہ سے وہ باتین نہین نکلتین جو مکذب براہین نے اپنے اعتراض مین بیان کی ہین مثلاً - تمکو دیدار دونگا - ایک اور تم نہین مانوگے - دو - پہر مین تمہارے اصرار پر - تین - تب تم سجدہ مین کروگے - چار - زود رنجی - پانچ - نہین شرماتا - چھہ - تعجب و حیرت ہے !

فلا یستطیعون کے معنے مکذب نے یہہ لکہے ہین " نہین نہ کر سکینگے " - اور اعتراض مین مکذب نے لکہا ہے " تب تم سجدہ مین گروگے " آریہ صاحبان ! - انصاف کرو ! - اور سچ کے اختیار کرنے مین دیر نہ کرو - وَالْعَاقِبَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِيْنَ - اب مین آپکو اس آیت کی بقدر ضرورت تشریح سناتا ہون - اور آیت کا ترجمہ بہی ساتہہ ہی بیان کرتا ہون -

يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّيُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ خَاشِعَةً

لہ یاد رکہو انجام کار کامیابی خدا ترسون کے حصہ مین آتی ہے -

أَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ وَقَدْ كَانُوا يُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُودِ وَهُمْ سَالِمُونَ

الساق عربی میں شدۃ اور تکلیف کو کہتے ہیں۔ اور کشف الساق شدۃ اور تکلیف کا ظہور ہے پس یوم یکشف عن ساق کے معنے ہوئے جب شدۃ اور تکلیف کا ظہور ہوگا۔ ان معنوں کا ثبوت علاوہ لغت عرب کے قرآن کریم سے دیا جاتا ہے۔

كَلَّا إِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ وَقِيلَ مَنْ رَاقٍ وَظَنَّ أَنَّهُ الْفِرَاقُ وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ إِلَى رَبِّكَ يَوْمَئِذٍ الْمَسَاقُ

راجز عرب کے نامی شاعر کا قول ہے۔

عجبت من نفسی ومن اشفاقی ✦ ومن طراوی الطیر عن ارزاقها
فی سنة قد کشفت عن ساقها

اور جب جنگ کی شدۃ ہوتی ہے تو کہتے ہیں کشف الحرب عن ساق یعنی گھمسان کا رن واقع ہوا اب اس تحقیق پر آیۃ شریفہ کا یہہ مطلب ہوا کہ جب عبادت کے کمزور کو مرض موت کی شدت انتہا درجہ کو پہنچ جاتی ہے اور بڈھا بوڑھا۔ یا ناتوان۔ زار و نزار ہوجاتا ہے۔ اور اسوقت اللہ تعالےٰ کی عبادت کیطرف بلانے والے موذن نے حَيَّ عَلَى الصَّلٰوة۔ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ۔ کا کلمہ بڑے اونچے منارے سے بلند آواز کے ساتھ پکار سنایا۔ اور وہ میٹھی آواز سلیم الفطرۃ

لہ جسوقت سخت اضطراب کا وقت ہوگا اور سجدہ کیطرف بلائے جائینگے پس انکو سجدہ کرنیکی طاقت نہوگی۔ انکی آنکھیں (مارے ضعف و دہشت) کے بے نور ہوگئی ہونگی ذلت نے انہیں ڈہانگ رکھا ہوگا اور (اس حالت سے پہلے) جب بھلے چنگے تھے سجدہ کے لئے بلائے جاتے تھے ✦

ملہ۔ ایسا ہوگا جسوقت سانس ہنسلی تک پہنچ جاتی ہو اور کہا جاتا ہے کون افسوس کرنیوالا ہے (جو اسے اب بچالے) اور (مریض) یقین کرتا ہو کہ اب جدائی کا وقت ہو اور سخت گھبراہٹ اسپر طاری ہو جاتی ہو۔ اسوقت چلنا تیرے رب کی طرف ہے ✦

لہ تعجب ہو کہ قحط کے دنوں میں حسبۃ تاسے اضطراب واقع ہوا ہیں ہو کون مرنے کے خوف سے پرندون کو ان کی روزی کہانے سے روکتا تہا۔

ناتوان کے کان مین پہنچی - اب اسکا دل مسجد کو جانیکے لئے تڑپتا ہے - مگر اسوقت وہ مرنے کی حالت مین مبتلا - اچھی طرح ہل جل بھی نہین سکتا اور دلمین کڑہتا ہے - مگر اب اس کڑہنے سے تو ہی نہین ہوجاتا - اسی آیۂ شریف مین

وَقَدْ كَانُوا يُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُودِ کے پیچھے وَهُمْ سَالِمُونَ کا کلمہ ان معنے کا قرینہ موجود ہے جسکے معنی ہین اور بتحقیق وہ لوگ بلائے جاتے تہے سجدہ کیطرف جبکہ بھلے چنگے تہے ان معنی کی تصدیق تفسیر کبیر کے جلد نمبر ۸ صفحہ نمبر ۲۰۷ سے بخوبی ہوسکتی ہے *

دوسری توجیہ اس آیت شریف کی السَّاق ذات الشي - وحقيقة الامر کیا معنی ساق کا لفظ عربی زبان مین کسی چیز کی ذات اور اسکی اصل حقیقت کو کہتے ہین يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ کے معنے یہہ ہوئے - جبدن اشیا کی اصل حقیقت ظاہر ہوگی - اور انبیا علیہم الصلوۃ والسلام کی تعلیمات کے منکر اپنی نافرمانیون کا بدلہ دیکھینگے اسوقت انما ناللیحہ پہر سجدہ کی طرف بلائے جائین گے مگر پہلی نافرمانی کا بد نتیجہ یہہ ہوگا کہ اسوقت سجدہ نکر سکینگے -

تیسری توجیہ اس آیت شریف کی یہہ ہے کہ ہر ایک چیز کی پہچان مختلف اسباب سے ہوا کرتی ہے مثلاً کوئی شخص ایک آدمی کو اسکا موہنہ دیکھکر پہچان سکتا ہے - اور سابقہ جان پہچان والا ادنے نشان جیسے قدم اور ساق کو دیکھہ کر پتہ لگا سکتا ہے - اسیطرح ایک سمجھہ دار - صحیح الفطرۃ - صاحب دانش ادنی ادنے امور سے باری تعالے کے وجود اور اسکی ہستی کا پتہ حاصل کرسکتا ہے **شعر**

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار * ہر ورقے دفتر معرفت کردگار

اور کم فہم مریض الفطرۃ کو مجرد عمدہ دلایل سے بہی معرفت الٰہی حاصل نہین
ہوسکتی اسی طرح ہنگامہ محشر کے وقت جو اسی موجود دنیا کا نتیجہ ہے جب الٰہی صفات
کا ظہور ہوگا تو ناسمجھ اپنی کمی معرفت اور نقص عرفان کے باعث بخلاف سمجھدار دن
کے سجدہ سے محروم رہجاوین گے۔ اور اسلام والے اپنے عرفان اور ایمانی نور کے
باعث اوسنے ظہور صفات پر جسے کشف ساق کہتے ہین جو کشف وحیہ سے کم ہے
سجدہ مین گرین گے۔ اور منافقون انہونکی پیٹہہ اسوقت طبق واحد ہو جائیگی ؎
چوتھی توجیہہ جو بالکل میرے مسلک پر ہے یہہ ہے۔ ساق اور اسکا کشف باریتعالیٰ
کی صفت ہے اور صفات کا معاملہ ایسا ہو کہ انکی حقیقت ہمیشہ بلحاظ اپنے موصوف
کے بدل جایا کرتی ہے مثلاً بیٹہنا ہماری صفت ہے جسّے ہم ہر روز متصف ہوتے
ہین۔ مگر ایک بڑے ساہوکار یا کسی امیر کا عروج کے بعد بیٹہہ جانا۔ ہمارے ہر روزہ
بیٹہہ جانے سے نرالا ہوگا۔ برسات کے دنون مین مینہہ کے زور سے دیوار کا بیٹہہ جانا
پہلے بیٹہنون سے بالکل الگ ہوگا۔ اور ایک بادشاہ کا تخت پر بیٹہہ جانا کوئی
اور ہی حقیقت رکہے گا۔ ان مثالون مین دیکہہ لو۔ بیٹہنا ایک صفت ہے۔ مگر
بلحاظ تبدل موصوفین کے۔ اس صفت کا ایک قسم دوسری قسم سے بالکل علیحدہ ہے
اب ان سب سے ایک لطیف بیٹہنا سنو!۔ جسکی حقیقت ان تمام بیٹہنون سے
بالکل الگ ہے۔ وہ بیٹہنا کیا ہے؟ کسیکی محبت کا کسیکے دلمین بیٹہہ جانا۔ ا
کسی کی عداوت کا کسیکے دلمین بیٹہہ جانا کسی کی کلام کا کسیکو دلمین گہر کرلینا
یا بیٹہہ جانا جب اہل اسلام نے۔ باریتعالےکو۔ لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ۔ الو ہیم۔ بو مانا
مانا ہے تو اس بات کا تسلیم کرنا ہر عاقل منصف کا فرض ہے کہ وہ اسکی تمام صفات

بھی اس پاک موصوف کیطرح لیس کمثلہ اور انو پییم بے مانند مانتے ہونگے

اسکی قدرت اسکی طاقت۔ اسکا علم۔ اسکی حیوۃ۔ اسکا موجود ہونا اسکا ازلی ہونا

اسکا ابدی ہونا۔ اسکا ید۔ اسکا وجہ۔ اسکی ساق۔ اسکا کشف۔ اسکا عرش پر بیٹھنا۔

سب بے مثل ہوگا۔ چونکہ ہم اسکی پاک ذات سے کوئی مشابہت نہین رکھتے۔ اسلئے ہماری کوئی صفت اسکے کسی صفت سے مشابہ نہوگی۔

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰي عَلَى الْعَرْشِ ۔ سورہ اعراف

آیتہ مرقومۃ الصدر کو مکذب نے اثبات صانع کی دلیل سمجھا ہے اور تکذیب کے صفحہ نمبر ۹ مین عاد تًا ٹھیکہ پورا کرنے کو پے درپے چند اعتراضات کئے ہین۔

پہلا اعتراض یہہ ہے۔ کہ "آیت مرقومۃ الصدر اور آیت ذیل مین تعارض" اور وہ آیت یہہ ہے۔

هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۔ وَيَوْمَ يَقُوْلُ كُنْ فَيَكُوْنُ ۔

دوسرا اعتراض یہہ ہے۔ "خدا جو سب چیزون کا مالک ہے۔ افسوس کہ انکے بنانے مین اتنا حیران اور سرگردان ہوا اور چھ دن رات مین ایک دم بھی نہ سویا۔ اور لگاتار کام کرتا رہا"۔

تیسرا اعتراض۔ "حدیث مین ذکر ہے اسنے (خدا نے) آدم کی مٹی کو بھی چالیس روز تک اپنے دونون ہاتھون سے خمیر کیا جس سے معلوم ہوتا ہے بڑا مھلنے آدمی ہے جسکے چالیس روز ایک آدم کے قالب بنانے مین خرچ ہوئے حدیث۔ خمرت طین آدم بیدی اربعین صباحًا اسکی گواہ ہے"۔

چوتھا اعتراض "جنکا خدا دنیا کے بنانے مین اسقدر کمزور اور بے کس ہے۔ کیا انکی کسی اور علمی معاملہ مین دسترس ہوگی"۔

پانچوان اعتراض۔ "مٹی کہان سے لی۔ اور کیون صرف کن فیکون کہنے سے قالب تیار نہ کرلیا۔"

چھٹا اعتراض۔ "فانی جسم کے واسطے تو چالیس روز دونون ہاتھون سے محنت کرے تب کامیاب ہو اور اب اس باقی اور جاودانی روح کے واسطے پیدائش کا ذکر نہ کیا کہ کن کن مصالحون سے اسکو کتنے سالون مین خمیر کیا۔ مٹی کی پیدائش ہی قرآن سے۔ واضح نہین ہوتی کہ کہان سے آئی"۔

پھر آخر مین کہا ہے۔ اگر مادہ انادی (غیر مخلوق) نہین مانتے۔ تو مصنف قرآن کو نہایت ضروری تہا کہ اس بات کو مشرح دلائل سے واضح کرتا مگر اُسنے نہین کیا۔ مادہ اور روح کی تشریح بالتفصیل نہین ملتی" بلکہ صرف مجملاً ذیل کی پیدایش کا حوالہ ہے بس ضرور مٹی سے آدم کا جسم بنایا۔ اور انادی مادہ سے زمین بنائی۔ اور انادی روح کو اسمین پہونکا ورنہ کسطرح کا کامل جواب قرآن نہین دیسکتا۔ اگر درخانہ کس است ہمین عبارت بس است"۔ انتہے مکذب صفحہ نمبر ۷۰ و ۷۱۔

مصدق۔ مکذب کے اعتراضات پر جابجا نظر کریگا۔ پھر انشاء اللہ تعالے بعض خاص جوابون کی طرف متوجہ ہوگا۔ اور مکذب کی طویل اور لفاظانہ عبارت کو مختصر لفظون مین نقل کرنے پر اکتفا کیا جائیگا۔

مکذب صاحب پوچہتے ہین کہ ان دو آیتون (ستۃ ایام) والی آیت اور (کن فیکون) والی آیت مین تعارض اور اختلاف ہے بس دو آیت مین سے کس آیت کو سچ مانا جاوے سو گذارش ہے کہ دونون آیتین سچی دونون باہم موافق ہین اور ایک دوسری کی مخالف نہین۔ دونون نور دونون ہدایت دونون صداقت کی رہنما ہین۔ دونون آیتون پر ایمان لائے کسی پر انکار نہ کیجئے۔ پہلی آیت کا منشا ہے کہ سموات اور زمین کو اللہ تعالے نے چھ یوم مین بنایا۔ چھ یوم مین پیدا کیا۔

اور دوسری آیت شریف کا مطلب ہے - کہ اللہ تعالے کی یہہ مخلوق جسے آسمان و زمین کہتے ہین اسے اللہ تعالے نے باطل نہین بنایا بلکہ حق یعنے حکمت اور عمدگی کے ساتھہ بنایا ہے جیسے اور جگہہ فرمایا ہے -

مَا تَرٰى[1] فِىْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفَاوُتٍ فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ - اور فرمایا
مَا خَلَقْنَا[2] السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ پر ایک جملہ تمام ہوگیا - دیکھو - بالحق لفظ کو آگے ط ایک نشان ہے جیسے انگریزی مین فل سٹاپ کہتے ہین اور عربی مین مطلق یہہ حرف اسبابت کا نشان ہے اسکے پہلے جو جملہ مذکور ہوا وہ تمام ہوچکا اور اسکے بعد کا جملہ علیحدہ جملہ ہے اور وہ یہہ ہے - وَيَوْمَ يَقُوْلُ كُنْ فَيَكُوْنُ - اسکا مطلب یہہ ہے کہ جسدن اللہ تعالے حشر والے ہنگامہ کی نسبت حکم دیگا کہ کُنْ یعنے ہوجا - فَيَكُوْنُ جسکے معنے یہہ ہین پس وہ ہنگامہ (حشر کا) ہو پڑیگا یہی مضمون بعینہ اور زیادہ وضاحت سے دوسری جگہہ موجود ہے - وَمَا اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ غرض (سِتَّةِ اَيَّامٍ) یعنے چھہ دن مین زمین اور آسمان کی پیدائش ہوئی اور کُنْ سے آناً فاناً محشر کا ہنگامہ برپا ہوگا +

سورہ نحل

دوسرے اعتراض کا جواب یہہ ہے کہ قرآن خبر دیتا ہے

وَلَقَدْ خَلَقْنَا[3] السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِىْ سِتَّةِ اَيَّامٍ وَّمَا مَسَّنَا

---

[1] تو رحمٰن کی پیدائش مین کوئی تفاوت دیکھیگا تو اپنی آنکھہ کو پھیر تو کیا تجھے کوئی نقص نظر آتا ہے -
[2] ہم نے آسمان و زمین اور ان کے درمیان کی چیزون کو بے فایدہ نہین پیدا کیا +
[3] اور بیشک ہمنے ہی آسمانون اور زمینون کو اور جو کچھہ انکے درمیان ہے چھہ دن مین بنایا اور کسی قسم کی تکلیف ہمین نہین چھوئی

مِن لُّغُوبٍ - سورہ ق

اور ایک اور جگہہ فرمایا ہے - اَفَعَیِینَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ - بَلْ هُمْ فِیْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ - سورہ ق ایک جگہہ آسمان وزمین کی حفاظت کی نسبت فرمایا ہے - وَلَا یَؤُدُہٗ حِفْظُهُمَا - غرض حیرانی اور سرگردانی کا عیب لگانا جناب باریتعالے کی نسبت یہہ مادہ پرست طبائع کا اختراع ہے اسلام اس سے بری ہے ماویکہ جو آپنے کہا "ایکدم بھی نہ سوے" یہہ بیہودہ تکذیب براہین کی جناب حضرت حق سبحانہ تعالے کے حق مین کچھہ کم تعجب انگیز نہین استواہی ویا نندیو استواسے عمداً حق کے مخالف ہو - اہل اسلام کو جناب باریتعالے کی نسبت اعتقاد ہے کہ اللہ تعالے اونگھنے اور سونے کے عیوب سے پاک ہے قرآن کریم خبر دیتا ہے - اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ - لَا تَاْخُذُہٗ سِنَةٌ وَّ لَا نَوْمٌ اسلامی لوگ ہندوکی طرح باریتعالے کے سوجانے اور جھپکی کا اسکے باوصف ماننے کے معتقد نہین - بلکہ اسکے لئے رات اور دن کے تغیر کے بھی قایل نہین البتہ ایک آریہ صاحب اپنی کتاب تنقیہ دماغ نام مین فرماتے ہین "اجزاء صغار عالم کا ظہور پرمیشر کے ہمت کا رن سے اور پرمیشر نے اپنی نادر حکمت و دانائی سے اجزاء صغار عالم کو بھی قدیم اور انادی رکھا ہے - تو کہ چھوٹی تپ لے کے بعد بہر سقدر تکلیف نہ اٹھانی پڑے" - تنقیہ دماغ جواب سرمہ چشم صفحہ نمبر ۱۹ - لفظ تکلیف باریتعالے کی نسبت غور کے قابل ہے

سلہ - کیا ہم پہلی پیدائش سے تہک گئے ہین - نہین یہہ لوگ نئی پیدایش سے شبہ مین ہین ؛
سلہ - احکم الحاکمین - اور یہہ نام اللہ تعالے کا ہے ۱۲ منہ
سلہ - علانیہ وا علیہ - اور قدرۃ قادر ۱۲ منہ
سلہ - قیامت بلکہ فنا ۱۲

تیسرے اعتراض کا جواب سنئے۔ مشاہدہ سے بڑھکر۔ اور کیا اور کسطرح اسلامی لوگ
اپنی صداقتون کی ثبوت دین !۔ آریہ لوگو سنو۔!۔ ہر ایک آدمی کا جسمی قالب
چالیس روز مین تیار ہوجاتا ہے۔ اگر آپکے مذہب مین طبی علوم کی تکمیل کی خاطر
تشریح کا فن۔ اور اناٹومی فزیالوجی۔ جو ہنت کے لحاظ سے ممنوع ہو تو تمام دنیا
کے ڈاکٹرون سے پوچھ لیجئے۔ تمام آدمیون کے قالب کی بناوٹ کی نسبت
حکماء ڈاکٹرون کا گروہ یک زبان ہوکر محمدی حدیث کی تصدیق کریگا۔
جب ہر ایک آدمی کا قالب چالیس روز مین تیار ہوتا ہے تو اس روزمرہ کے
مشاہدہ اور تجربہ سے یقین پڑتا ہے کہ سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا
قالب عنصری بھی جو اسی جنس کے مورث اور باپ کا قالب ہے۔ ضرور
ہی چالیس روز مین تیار ہوا۔ یہہ امر ثابت ہوگیا ہے کہ انسانی شکل اور اسکے
تمام خط وخال کا کھلا خاکہ رحم مادر مین چالیس روز تک پورا ہوجاتا ہے۔ گویا تمام
اولاد آدم۔ اپنے اس مورث اعلے کے چالیس روز مین بننے کی شہادت
دیتی ہے۔ اور خبر محمدی اور حدیث احمدی (خمرت طینۃ آدم) کی تصدیق کرتی
ہین۔ آریو !۔ آپکو طوعاً نہ سہی کرہاً محمدی حدیث ماننی پڑی فالحمد للّٰہ
رب العالمین بخاری اور مسلم نے اپنی اپنی صحیح مین روایت کیا ہے۔

إِنَّ أَحَدَكُمْ يُجْمَعُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا بخاری کتاب القدر۔

تیسرے اعتراض کا جواب تقریر بالا سے بالکل ظاہر ہے۔ اور مکذب براہین کا
یہہ کہنا۔ کہ اللہ تعالے نے بڑا محنتی آدمی ہے غلط ہے۔ آریو !۔ اسلامی لوگ بھی اللہ تعالےٰ

لہ۔ علم افعال الاعضاء ۱۲

کہتے ہین وہ تو خالق آدم ہے - وہ آدمی نہین - یا د رکہو جسطرح عام ہنود اعتقاد کرتے ہین - کہ سری کرشن جی - اور رامچندر جی خدا - اور پھر آدمی تھے ! - اور جسطرح عیسائی شاید ان سے ہی سنی سنائی - حضرت مسیح علیہ السلام کو آدمی اور خدا کہتے ہین اسطرح اسلامیون کا اعتقاد نہین کہ اللہ تعالے آدمی ہے - اسلامی تو اللہ تعالے کو ہر ایک عیب او نقص سے بالکل پاک جانتے ہین اسی چوتھے اعتراض مین مکذب نے باریتعالے کو جسکی صفت اسلامیون مین ھُوَ الْقَوِیُّ الْعَزِیْز مذکور ہے کمزور کہا ہے - یہ سوء ادب ہے - سنو اسلام کی پاک کتاب مین اللہ تعالے کی صفت مین آیا ہے وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ - البتہ ایک معنی مین اسے بیکس کہو تو شائد ممکن ہو کیونکہ قرآن کریم مین اللہ تعالے کی تعریف مین آیا ہے - وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ ۔ اور حدیث مین وارد ہے کَانَ اللّٰہُ وَلَمْ یَکُنْ مَعَہٗ شَیْئًا -

پانچوین اعتراض مین مکذب براہین نے پوچھا ہے - مٹی کہانسے آئی - ؟ - کُن سے کیون تیار نہ کرلیا ؟ - سنو ! - صاحب مٹی کو اسنے خود پیدا کیا - تمکو اطلاع نہین ہوئی مگر اسی آیت شریف مین خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّۃِ اَیَّامٍ کے پہلے موجود ہے جسکے معنی ہین آسمانون اور زمین کو پیدا کیا مٹی زمین ہی کا حصہ ہے - جسنے زمین کو بنایا اُسنے مٹی کو بھی بنایا صرف کُن سے جیسا آپ چاہتے ہین اسلئے پیدا نہ کیا - کہ اسے اختیار ہے جیسے چاہے پیدا کرے - وہ تمہارا یا کسی کا ماتحت نہین - اور نہ کسی سے مشورہ کا محتاج ہے وَھُوَ الْقَاھِرُ فَوْقَ عِبَادِہٖ پھر مین کہتا ہون کہ لفظ کُن کا تو یہہ مطلب ہے - اور یہہ معنی کہ ہوجا - یا ہو پڑے

تو جیسے اللہ تعالے نے کسی چیز کا ہونا چاہا - اسیطرح وہ چیز ہو گئی - جس چیز کا وجود تدریجاً اور آہستگی سے چاہا وہ چیز بتدریج و آہستگی پیدا ہوئی اور جس چیز کا وجود دفعتہً چاہا وہ چیز دفعتہً پیدا ہو گئی - مثلاً چنے کا درخت چالیس روز مین پک کر تیار ہوتا ہے چنے کے لئے کُن کہنے والے کا یہہ منشا ہوا - جوان آدمی پچیس برس مین جوان بنتا ہے بڑ کا درخت صدی مین کمال کو پہنچتا ہے انکے لئے کُن کہنے والے کا بھی منشا ہوا کہ اتنی مدت مین بنے - غرض ہر چیز کے تیار ہونے مین اللہ تعالے نے جدا جدا اوقات مقرر کر رکھے ہین کسیکی کیا سکت کہ اسپر اعتراض کرے ۹ - کہ الٰہی تو نے فلان چیز کو تدریجاً بننے والی اور فلان کو دفعتہً بننے والی کیون نہ کیا لَا يُسْأَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْأَلُونَ صادق آیت ہے اور نہ فنا نظام عالم اس کی مصدق ہے - چھٹے اعتراض کے جواب مین سردست اتنا کہنا کافی ہو گا کہ روح کو کتب مقدسہ اور پاک کتاب قرآن کریم نے بہت معنون پر استعمال کیا ہے - اوّل - روح - کلام الٰہی کا نام ہے - اور اسلئے کہ کلام الٰہی سے بڑھ کر کوئی چیز زندگی کا موجب نہین - اگر اس متعارف روح سے چند روزہ زندگی حاصل ہو سکتی ہے تو اس روح (کلام الٰہی) سے جاودانی حیوٰۃ - ابدی نجات - نیولائف - وہرم جیون کو انسان لے سکتے ہین ! - اگر اس روح سے چند روزہ جسمانی خوشیون کو لے سکتے ہین تو اس روح سے ابدی سرور - مہا آنند - ابدی آرام پا سکتے ہین ! - ان معنے کے رو سے روح مخلوق نہین بلکہ اللہ تعالے کی ایک صفت ہے اسلئے کہ یہہ روح الٰہی کلام ہے اور اللہ تعالے اسکا متکلم - جب ان معنے کے لحاظ سے

روح خدا کی صفت ٹھہری اور مخلوق نہوئی اسکے لئے کسی مصالح کی ضرورت بھی بجز ذات الٰہی کی نہ ہی۔ قرآن کریم سے ان معنی کی شہادت سنو!

وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا۔ سورہ

يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ سورہ نحل

دوم۔ روح ملائکہ اور انبیاء کو کہا ہے اور ظاہر ہے کہ ملائکہ اور انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام مختلف اوقات مین مختلف عناصر سے پیدا ہوئے۔ اور مختلف مصالحون سے بنے۔ ان معنی کا ثبوت قران کریم سے سُنئے۔

وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ۔

اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ اَلْقٰهَآ اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ سورہ نسا

سوم۔ روح جسمانی جسکا نفخ انسانی جسم مین اور وہ اور شرائین کی تجویف بن جانیکے بعد ہوتا ہے جسکا اشارہ فَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ مین ہے۔ اگر اسکی بابت پوچھتے ہو کہ مٹی کہانسے آئی ؟ تو ہم نہایت جرأت سے بلاتذبذب جواب دیتے ہین مٹی سر بستہ کیتمان (قادر مطلق) باختیار۔ قادر کی ایجادی طاقت کا نتیجہ اور اثر تھا۔ رب النوع کا ماننا اسلامی اعتقاد نہین۔ اس تذکرہ سے کس قوم پر تعریض کرتے ہو ؟۔ اسلامیون مین تو یہہ اعتقاد ہے کہ اللہ تعالےٰ کے سوا۔ کوئی موجود بالذات۔ کوئی غیر مخلوق۔ اور فاعل مستقل نہین۔ رب النوع

لہ۔ اور ہم نے عیسیٰ ابن مریم کو کھلی دلیلین دین اور روح پاک سے اُسکی تائید کی۔

لہ۔ اسکے سوا اور کچھہ نہین کہ عیسیٰ ابن مریم اللہ کا رسول اور اسکا مخلوق ہے جو مریم کے پیٹ سے پیدا ہوا اور اللہ کی طرف سے روح ہے

کے معتقد۔ اسلامیون مین مشرک کہلاتے ہین اور شرک کے حق مین قرآنی فتوے یہہ ہے۔

اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ[1]

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ[2]

اللہ تعالے کے سوا کسیکو رب ماننے مین قرآن کریم کی یہہ تعلیم ہے۔ اور اس امر مین صاحب قرآن کریم کو یون حکم ہوتا ہے۔ قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ[3] تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۭ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ۔ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا۔ وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ۔ ہان اسلام کو۔ دیانندی آریہ کیسا اعتقاد نہین کہ جیو اور مادہ عالم اُسکے ساتہہ تہے بلکہ زمانہ بہی اسکے ساتہہ تہا۔ تب اللہ تعالے ہر شئی[4] کو رچ[5] سکا!!! مسلمانون کا اعتقاد یہہ ہے اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ اس اعتقاد سے مٹی کا خالق بہی اللہ تعالے ہے۔ اور مٹی کے مادہ کا خالق بہی وہی ہے۔ مادہ اور روح کی تشریح جسقدر روحانی تربیت مین مفید ہے اسقدر قرآن کریم نے تشریح کردی ہے اور جس تفصیل کی ضرورت روحانی تعلیم مین نہین اُس سے قرآن کریم نے سکوت فرمایا۔ خلاصہ مطلب یہہ ہے کہ اگر روح کے معنے کلام الٰہی کے ہین

---

[1] یقیناً شرک بڑا بہاری ظلم ہے+

[2] یقیناً اللہ اسے معاف نہ کریگا کہ اسکے ساتہہ شرک کیا جاوے+

[3] کہہ اے کتاب والو! آجاؤ ایسی بات کی طرف جو تمہارے ہمارے درمیان ٹہیک مسلم ہے۔ اور وہ بات یہہ ہے کہ اللہ تعالے کے سوا کسیکی پرستش فرمانبرداری نکرین اور نہ اسکا کوئی شریک ٹہراوین اور نہ بنا رکہے کوئی بہی ہم سے کسیکو رب۔ اللہ کے سوا۔ کیونکہ رب ایک ہی ہے۔ اور لوگو! اگر تم نہ مانو تو ہم تو اس بات کے ماننے والے ہین ہی کہ اللہ کے سوا کوئی رب نہین ۱۲

[4] مخلوقات مرکبہ ۱۲ [5] رچ سکا پیدا کر سکا ۱۲

نور روح غیر مخلوق - اور غیر مادی ہے - یہہ روح الٰہی صفت ہے اور مختلف اوقات میں اللہ تعالے کے پیارے بندوں پر نازل ہوتی رہی اور نازل ہوتی ہے اور نازل ہوگی اور اُنکے وساطت سے عام مخلوق الٰہی کے پاس پہونچی اور پہنچیگی - اور روح کے معنی اگر ملائکہ اور انبیا علیہم السلام کے لین تو وہ مخلوق ہین ایک وقت مین پیدا نہین ہوئے - بلکہ مختلف اوقات اور انواع و اقسام کے مختلف اشیا سے پیدا ہوا کئے - انسانی جسمانی روح ایک قسم کی لطیف ہوا ہے جو انسان مین شریانی عروق اور انسانی پہیپہرون کے بن جانے اور قابل فعل ہونیکے وقت نفخ کیجاتی ہی اس مطلب کو سمجھنے کے لئے اللہ تعالے کی کتاب پر غور کرو یہہ صادق کتاب حقیقت نفس الامری کی خبر دیتی ہو کہ انسان اسی نطفہ سے جو عناصر کا نتیجہ ہے خلق ہوتا ہے اور پہر یہین اُسے سمیع و بصیر یعنے مدرک اور ذی العقل بنایا جاتا ہے نہ یہہ کہ پیچہے سے اپنے ساتھ کچھ لاتا ہے اور پہر اپنے اعمال کا نتیجہ اسکے ساتھ چپٹا ہوتا ہے جس وہم و فرض کا کوئی مشاہدہ کا ثبوت نہین -

هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُوْرًا - اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا -

یاد رکہو - عہد الست کا تذکرہ ہم مسئلہ تناسخ مین کرینگے - انشاء اللہ تعالے - ایک مدت تک مجہے تعجب اور افسوس ہوا کہ تکذیب براہین کے مصنف صاحب نے اسقدر طول طویل اعتراض - آیتہ شریفہ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ پر کیون

لہ زمانہ مین سے ایک وقت بیشک انسان پر ایسا گذرا ہے کہ اسکا نام و نشان کچھ بہی نہ تہا - ہمنے انسان کو ملے ہوئے نطفہ سے پیدا کیا - ہم اسکا امتحان لیا چاہتے ہین (اور اس امتحان کے لئے) ہم نے اسے سمیع و بصیر بنایا ۔

گئے۔ اور میرے تعجب اور افسوس کی کئی وجہین ہین۔

اول۔ اسلئے۔ چھ دن* مین زمین۔ آسمان۔ اور جو کچھہ ان دونون مین ہے اسکے پیدا ہونیکی خبر ایسے سچے لوگون نے دی ہے جنکا صدق مختلف دلائل اور نشانات سے ثابت ہے۔ اور اس خبر کو مشاہدہ ضرور یہ علوم۔ اور قانون قدرت کے مستحکم انتظام نے نہین جھٹلایا۔

دوم۔ اسلئے کہ جن لوگون نے یہہ خبر دی ہے۔ انمین سے ایک کا نام سیدنا موسٰی علیہ السلام ہے اور دوسرے کا نام سیدنا محمد بن عبد اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہے۔ اور ان لوگون نے یون کہا ہے کہ ہمکو اللہ تعالے نے یہہ خبر دی اور اسیکے مکالمہ سے یہہ بات ہمین معلوم ہوئی۔ ان خبر دہندون کی امداد اللہ تعالے نے جیسے کی ہے اسکی خبر دنیا سے مخفی نہین۔ اور جو تعجب انگیز کامیابی ان لوگون کو ہوئی اسکی نظیر مدعیان الہام مین کوئی نہین دکھا سکا۔

انصاف کرو۔

کیا جناب الٓہی کی پاک اور مقدس بارگاہ سے جھوٹون کو ایسی امداد مل سکتی ہے؟+

سوم۔ اسلئے کہ جس کتاب مین یہہ خبر دی گئی۔ اسکا من جانب اللہ ہونا بہت وجوہ سے ثابت کیا گیا۔ چاہو اسکا نام توریت لو۔ چاہو قران کریم کہو۔

چہارم۔ اس لئے کہ اللہ تعالے کے اکثر بلکہ تمام کام جنکو ہم دیکھتے ہین۔ آہستگی اور تدریج سے ہوا کرتے ہین۔ تقدر امکان اپنے ارد گرد کا کارخانہ قدرت

---

* دن یا یوم کے معنے بارہ گھنٹہ کے نہین یاد رکھو ۱۲

دیکھہ لو! - پہل دار درخت کتنے دنون مین - پہل دار کہلاتا ہے - گھوڑے اور ہاتھی کا آج پیدا ہوا بچہ کتنے دنون مین اللہ تعالے اسکو ہماری سواری کے قابل بنائیگا - آدمی کا وہ بچہ جو آجکل ماںکے رحم مین یا باپ کے جسم مین آرام گزین ہے اللہ تعالے اسکو کتنے دنون مین عالم فاضل اور ریفارمر کریگا - پس جب ایسے کام جو ستیہ نیچ ہو رہے ہین اسی قادر مطلق - سرب شکتیمان - کُن کے کلمہ کے ساتھہ پیدا کرسکنے والے کی پیدائش ہے - تو زمین و آسمان اور انکے درمیانی اشیا کا چہہ روز مین پیدا ہونا کیون محل انکار نہ ہو۔ اسلئے کہ زمین آسمان - اور ان دونون کی درمیانی تین چیزین ہین اور انکی بناوٹ دو طرح پہ ہے - اوّل ان اشیا کی اصل بناوٹ - دوم ان کی ترتیب پس یہہ چھہ چیزین ہوئین - جو چھہ یوم مین پیدا ہوئین - یہان یہہ امر بہی یاد رکہنے کے قابل ہے کہ آریہ نے بہی تمام مخلوق کے اصول اشیا چہہ چیزون کو مانا ہے ارضی اشیا چہار - جنکو اربعہ عناصر یا چار تت کہتے ہین - اور سماوی چیزین دو - زمین کی چار چیزین مٹی - پانی - آگ - ہوا - سماوی دو چیزین - اکاش جسے سما یا السماء کہئے - اور دوسری روح - جسے جیو کہتے ہین - قران کریم مین ایک جگہہ کچہہ تفصیل کی گئی ہے اسے بہی سنو -

قُلْ اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِيْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِيْ يَوْمَيْنِ وَتَجْعَلُوْنَ لَهٗ اَنْدَادًا ذٰلِكَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۚ وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ مِنْ فَوْقِهَا

ك - توکہہ کیا تم ایسے خدا کا کفر کرتے ہو جس نے زمین کو دو دن مین پیدا کیا - اور اُس کے شریک ٹہراتے ہو یہی تو عالمون کا پروردگار ہے - پہر اسپر پہاڑ بنائے - اور زمین کو برکت دی اور اشیائے خوردنی کے ہمین اندازہ باندہے - یہہ سب کچہہ چار دن مین ہوا - حاجتمندون کے لئے سب سامان درست ہوگیا - پہر سما کی جانب متوجہ ہوا اور وہ دہوان تہا - پہر اسے ٹہیک کیا) پہر اسے اور زمین (دونون) کو کہا کہ خواستہ یا ناخواستہ تم دونون حاضر ہوجاؤ - اُنہون نے کہا ہم خوشی سے آتے ہین - (یہہ ایک انداز محاورہ ہے جسکا مدعا یہہ ہے کہ یہہ اشیا ہمارے مطیع فرمان ہین اور کبہی کسی طرح ہمارے حکم سے انحراف نہین کرسکتین) پہر انکو سات سما مقرر کیا دو دن مین - اور ہر سما کو اسکا متعلق کام سپرد کیا۔

وَبَارَكَ فِيهَا وَقَدَّرَ فِيهَا أَقْوَاتَهَا فِي أَرْبَعَةِ أَيَّامٍ سَوَاءً لِلسَّائِلِينَ ثُمَّ
اسْتَوَىٰ إِلَى السَّمَاءِ وَهِيَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْأَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا
أَوْ كَرْهًا قَالَتَا أَتَيْنَا طَائِعِينَ فَقَضَاهُنَّ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ فِي يَوْمَيْنِ
وَأَوْحَىٰ فِي كُلِّ سَمَاءٍ أَمْرَهَا - سورہ حم - رکوع نمبر ٢ - سپارہ - نمبر ٢٤ -

ششم - اسلئے - کہ ان چیزون کے بنانے مین یہہ نہین فرمایا کہ تمام تمام دن اور رات مین ان اشیاء کو پیدا کیا - بلکہ یہہ فرمایا ہے کہ چھہ روز مین یہہ چھہ چیزین پیدا کین - یہہ کہا جا سکتا ہے کہ ایک ایک چیز ایک ایک روز مین ایک آن کے اندر کلمہ کُن سے پیدا ہوئی -

ہفتم - اسلئے - کہ اللہ تعالے خالق الارض والسمٰوات معطل بیکار نہین - وہ ہمیشہ اپنی کامل صفات سے موصوف ہے - ایسا کیون مانا جاوے کہ تمام اشیا کو ایک آن مین پیدا کرکے پہر معطل ہو گیا ہو -
بلکہ وہ ہمیشہ خالق ہے - اور مخلوق کا حافظ ہے اور رہے گا -

ہشتم - اسلئے - کہ یوم عربی زبان مین مطلق وقت کو کہتے ہین پس ستۃ ایام کے یہہ معنے ہونگے چھہ وقت ہین - چاہو وہ وقت ایک آن کلمح البصر - لو - چاہو تو وہ ایک ایک یوم لاکہون کرورون برس کا یوم جیسے راقم کا اعتقاد ہے سمجہو -

نہم - اسلئے - کہ یوم عربی زبان مین اس زمانہ اور وقت کو بہی کہتے ہین جسمین کوئی واقعہ گزرا - گو وہ واقعہ کتنے بڑے وقت مین گزرا ہو - دیکھو یوم بعاث یوم حنین - یوم بنو بکر - یوم بسوس - یوم حاد وغیرہ وغیرہ - اس مین

واسمان وغیرہ کی پیدائش کے زمانہ کو اس محاورہ پر یوم کہا گیا ☆

دہم ۔ اسلئے کہ پدارتھ ودیا ۔ یعنے علم طبعیات خصوصًا علم طبقات الارض
سے ثابت ہوچکا ہے ۔ یہہ زمین کسی زمانہ مین آتشین گیاس تہا ۔ بلکہ یون
کہئے کہ ایک ستارہ روشن تہا جب قدرتی اسباب سے اللہ تعالے نے
اسمین کسیقدر کثافت پیدا کردی تو یہہ زمین اسوقت ایک سیال مادہ ہوگیا جسے
عربی زبان مین اَلْمَاء کہتے ہین اور اسپر اسوقت ہوا چلا کرتی تھی جیسے توریت
شریف کی کتاب پیدایش کی پہلی آیتون مین لکہا ہے ۔ پہر جب وہ اَلْمَاء
زیادہ کثیف ہوگیا تو اسپر وہ حالت آگئی جسکے باعث اُسپر زمین کا لفظ بولا گیا ۔
پس ایک دن اسپر وہ تہا کہ یہہ زمین سیال ہوئی اور دوسرا دن وہ آیا کہ
کثیف ہوگئی طبقات الارض سے یہہ امر بھی پایہ ثبوت کو پہنچ گیا ہے کہ جسقدر
زمین کے نیچے مرکز کی طرف کہودا جاوے زمین کی گرمی بہ نسبت بالائی سطح کے
نیچے کو بڑہتی جاتی ہے حتّٰی کہ اب بھی چہتیس میل کی دوری پر ایسا گرم مادہ
موجود ہے جسکی گرمی تصور سے باہر ہے اس زمانہ سے بہت عرصہ پہلے جب اسکا
بالائے حصہ کثیف ہونا شروع ہوا تہا ایکدن اس ہمارے آرامگاہ پر وہ گزرا تھا کہ اس
زمین کی بالائی نہایت پتلی سطح کے نیچے اس مادہ کا آتشین سمندر موجین
مارتا تھا اور اسکی بالائی باریک سطح کو توڑ توڑ کے بڑے راکس اور بڑے
بڑے حجرے قطعات باہر نکلتے تہے اور پہاڑون کا سلسلہ پیدا ہوتا جاتا تہا
اور ظاہر ہے کہ اس وقت بڑے بڑے زلزلے اور بہونچال ہوتے تھے
جب بڑے بڑے پہاڑ پیدا ہوگئے ۔ اور زمین کا بالائی حصہ زیادہ موٹا ہوگیا پہر

تیسرا اور چوتھا دن یا تیسرا اور چوتھا وقت اس کرہ ارضی پر وہ آیا کہ نباتات۔ جمادات

پھل۔ پھول وغیرہ اشیا انسانی آرام اور آسایش کے سامان مہیا ہوئے۔ ایک دن

ان اشیا کی پیدایش کا۔ اور دوسرا دن ان اشیا کی ترتیب کا۔ غرض دو دن

پہلے اور دو دن یہ کل چار روز زمین کے درستی کی ہوئی اسیطرح زمین کی بالائی

فضا۔ اور زمین کی سقف۔ اور زمین کی بنا۔ آسمان کو اللہ تعالےٰ نے دو روز

مین بنایا۔ اور انمین امر الٰہی کی وحی ہوئی۔ اور وہ وقت آگیا کہ انسان زمین پر

آباد ہو کیونکہ جیسے قرآن کریم نے فرمایا ہے سَوَاءً لِلسَّائِلِيْنَ انسان کی تمام

ضرورتین۔ اور اسکے لیئے سب مایحتاج پورا ہوگیا۔

یادداشت

اس تکذیب براہین سے غالبًا پہلے کا ذکر ہے میرے ایک پیارے عزیز نے

مجھ سے اسی آیتہ پر سوال کیا۔ کہ اللہ تعالےٰ کو قرآن مین القادر یعنے

قادر مطلق کہا ہے اور وہ تمام زمین اور آسمان کو ایک آن مین پیدا کرسکتا ہے

کیونکر مان لیا جاوے آسمان و زمین کو اسنے چھ دن مین بنایا ہو اسوقت ایک

جوار کا کھیت ہمارے سامنے لہلہا رہا تھا۔ مینے تھوڑی دیر سکوت کرکے پوچھا۔

اس کھیت کا دانہ کب تک تیار ہو کر کھانے کے قابل ہوگا؟۔ اس عزیز نے جواب

دیا کئی مہینے کے بعد پک کر کھانے کے قابل ہوگا۔ تب مینے کہا اسکے دانہ

کو کون بنا دے گا؟۔ اُسنے جواب دیا۔ وہی۔ جسے۔ القادر۔ قادر مطلق

سرب شکتیمان۔ جگدیشر کہتے ہین۔ مینے کہا وہ ایک کھن مین سب

کچھ پیدا کرسکتا ہے کیونکر مانا جاوے کہ وہی ایسی قدرت والا دانون کے

بتانے مین اتنی دیر کرے تب اس عزیز نے کہا - صاحب یہہ اسکی خواہش اچہا اسکی مرضی اور ساتہہ ہی ہنس دیا اور کہا کہ جواب ہوگیا - مکذب کی دلیل جو صفحہ نمبر ۶۹ مین ہے اور جو آپ نے اس آیت کے مقابلہ مین لکہی ہے -

ہرن - (زر ۱۲)	گربہہ - (کارمعدن ۱۲)	سمورتتا - (ہوتا ہوا ۱۲)	گرے - (اول ۱۲)	بھوتسی - (تمام عالم ۱۲)
جات - (کے جو ہوا ۱۲)	پتی - (غالب ۱۲)	ریک - (ایک ۱۲)	آسیت - (ہوتا ہوا ۱۲)	سدادہار - (قیوم ۱۲)
پرتھوی (زمین ۱۲)	آنگ دیا (آسمان ۱۲)	موتے مان (یہی نشان ہین ۱۲)	کسمے (ایسے دروپ ۱۲)	دیواہی (پرکاش والا کو)
ہویکھا - (ہون کرکے)	ددھیم (قربانی کرتے ہین ۱۲)			

مکذب کے صفحہ نمبر ۷۱ مین اثبات وجود صانع پر چہٹی قرآنی دلیل یہہ لکہی ہے -

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ - اور اس کو دلیل اثبات صانع سمجہہ کر اسپر یہہ پانچ اعتراض کئے ہین -

(۱) عرب والے اللہ کو پہلے ہی مانتے تہے - اور صدق دل سے جانتے تہے کہ خدا ایک ہے

(۲) محمد صاحب کے باپ کا نام عبد اللہ تہا - حالانکہ مکہ کے مندر کا پوجاری تہا - پہر اسمین (آیتہ قرانیہ) کوئی نئی تعلیم ظاہر نہین ہوئی" اور پہر آیہ ذیل -

اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ - يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ کو عتراضات کا نشانہ کی بنانے لئے کلام کو اسطرح پر طول دیا ہے -

(۳) "یہان پر محمد صاحب کے ہاتہہ کو قران خدا کا ہاتہہ بتلاتا ہے - اور ایسے ہاتہہ ملانا خدا سے ہاتہہ ملانا خیال کیا گیا ہے - کیا یہی توحید کی تعلیم ہے"

ل - تو کہہ سوا اسکے اور کچہہ نہین کہ مین تم سا ایک بشر ہون میری طرف وحی ہوتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے -

(نہم) - غالب یقین ہوتا ہے کہ خدا کیطرف جہکانے جہکاتے آخری وقت مین حضرت کو خدا بننے کا خیال آگیا تہا - اور بہت شخصون کو اپنی عبادت کیطرف ہی رجوع کرانے لگے تہے اُسکی تصدیق اس خطبہ سے ہوتی ہے - جو بروقت وفات انکے حضرت عمرؓ نے پڑہا تہا (دیکہو محمد صاحب کی زندگی کے حالات)"

(۵) - یہہ ہمہ اوست کی تعلیم ہے - یا خود پرستی - اور مشرکانہ ہدایت ہے -

غرض یہہ پانچ اعتراض ہین جنکو ہمنے خلاصۃً بیان کردیا ہے اور ہمنے آسانی کے لئے اوپر نمبر لگا دیئے ہین -

مصدق - تکذیب کا پہلا دعوے ہے "عرب والے صدق دل سے جانتے تہے کہ اللہ ایک ہے" اس دعا سے بڑہکر جہوٹا اور بے بنیاد دعوے اور کیا ہوسکتا ہے - ؟ - الٰہ کے معنی معبود کے ہین - اور تمام خواندہ دنیا سے مخفی نہین کہ عرب مین کیسی خطرناک بت پرستی تہی - اس امر کے ثابت کرنے اور اسپر شہادتین لانے کے لئے وقت کو صرف کرنا اور ایک مسلم الثبوت امر کو پہر معرض اثبات مین لانا محض تحصیل حاصل ہے - یہہ تاریخی واقعہ ہے کہ عرب کے لوگون نے اسی توحید کے مسئلہ پر صحابہ کرام کو ایسے دکہہ دیئے کہ انکو مجبوری وطن چہوڑ حبشہ کو بہاگنا پڑا - حضور علیہ السلام ہی آخر مشرکون کی شرارت سے مدینہ طیبہ کو چلدیئے سمیہ عمار بن یاسر کی والدہ کو اسی توحید کی دشمنی پر دکہہ دیا کہ اسکی شرمگاہ مین برچہی مارکر گلے سے نکالی اسطرح کے ظلم کا ظالم اور ایسی شرمناک کارروائی کا مرتکب وہی کمبخت علیہ اللعنۃ تہا جسے تکذیب براہین تکذیب مین ابو الحکم علیہ الرحمۃ کرکے لکہتا ("ابوجہل") ہے - !!! - اس بہائی چارے کے قربان جایئے سچ ہے الکفر ملۃ واحدۃ

سیاہ اندرونی دیکھیے کہ حق کے دشمن سے کیسی ہمدردی ظاہر کی جاتی ہے۔ مشرکین مکہ کے اعتقاد کو ایک جگہہ قرآن بیان کرتا ہے۔ ذرہ غور سے سنو۔ مشتی نمونہ خروارے۔ ایک دو آیتین سناتا ہون تو کہ ناظرین کو پتہ لگے کہ مکذب کے کلام مین کہان تک سچائی پائی جاتی ہے۔

وَعَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ وَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ اَنِ امْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰٓى اٰلِهَتِكُمْ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ يُّرَادُ مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِي الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ اِنْ هٰذَآ اِلَّا اخْتِلَاقٌ ۔ اور ایک جگہہ آیا ہے۔

وَقَالُوْا مَا هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَآ اِلَّا الدَّهْرُ وَمَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ اِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ ۔

لات۔ عزّےٰ۔ اور منات وغیرہ کی پرستش کا تو مکذب کو بہی انکار نہین ہوگا کیونکہ مکذب نے تکذیب کے صفحہ نمبر ۵۷ مین ایک نوٹ لکھا ہے جسکی پہلی سطر یہہ ہے۔

"یہہ خبر چارون طرف مشہور ہوگئی کہ بت پرستون کے ساتہہ محمد صاحب نے صلح کر لی"

اس تقریر سے صاف واضح ہوتا ہے کہ اسوقت عام عرب مشرک بت پرست تہے۔ پس مکذب کا کہنا کہ عرب صدق دل سے جانتے تہے خدا ایک ہے۔ کذب ثابت ہوا +

دوسرا۔ دوسرا دعوے مکذب کا یہہ ہے۔ کہ حضور علیہ السلام کے والد کا نام عبد اللہ تہا حالانکہ وہ

۵۱۔ اور وہ حیران ہوئے کہ اُنہی مین سے اُنکے پاس ایک ڈرانیوالا آیا اور ان منکرون نے کہا۔ یہہ جہوٹا جادوگر ہے۔ دیکہو اس نے متعدد معبودون کو ایک ہی معبود بنا ڈالا۔ یہہ تو اچنبہے کی بات ہے۔ اور ان کے سردار یہہ کہتے ہوئے (انہین) چلے کہ چلو اپنے معبودون پر پکے رہو۔ کیونکہ یہہ ایک بات ہے جسکا منشا کچہہ اور ہے ہمنے پچہلے دین مین یہہ بات نہین سنی یہہ تو کچہہ گہڑت سی معلوم ہوتی ہے۔

۵۲۔ اور وہ کہتے ہین ہماری دنیا کی زندگی ہے (یہین) ہم مرتے ہین اور جیتے ہین اور زمانہ ہی ہمین ہلاک کرتا ہے انہین اسبات کا کچہہ بہی علم نہین وہ تو بس اٹکلین دوڑاتے ہین۔

مکہ کا پوجاری تہا۔" اول۔ عبداللہ آپکے والد کو مکہ کا پوجاری کہنا دعوے بے دلیل
ہے دوم۔ ایسا نام رکہنے سے کیونکر واضح ہوا کہ عرب والے اللہ تعالے خالق الارض
والسموات کے سوا کسیکو اسکی مخلوق ہین سے اللہ نہین جانتے تہے۔ ۹۔ اور نیز یہ کہ عامہ
عرب مشرک نہ تہے اور موجودات کی پوجا نہین کرتے تہے۔ اگر اس نام سے خواہ مخواہ
توحید کے ثبوت وجود کومان لین تو اتنا ثابت ہوگا کہ آپکا دادا بت پرست اور مشرک نہو
خواہ مخواہ کا لفظ مین نے اسلئے بولا ہے۔ کہ بت پرست مشرک تو اسلئے مشرک کہلاتے
ہین کہ اللہ تعالے کی ذات پاک کے سوا اور مخلوق کی بہی پرستش کرتے ہین وہ بالکل
اللہ تعالے کے منکر یا اسکی پرستش کے منکر نہین ہوا کرتے۔ حق پرستی کے ساتہہ
بت پرستی بہی کرتے ہین انکی عبودیت خالصہ عبودیت نہین ہوتی۔ معبودیت کی
صفت مین باری تعالے کو یکتا نہین رکہتے خدا کو بہی معبود جانتے ہین اور اپنے
بتون کو بہی معبود بناتے ہین اسیواسطے مشرک کہلاتے ہین۔ مثلاً ہم لوگ عامہ ہنود
کو اسیواسطے مشرک کہتے ہین۔ کہ وہ باریتعالے کو بہی معبود جانتے ہین۔ اور
سری کرشن چندر۔ اور سری رامچندر جی۔ گنیش جی وغیرہ وغیرہ بہی کی
پرستش کرتے ہین۔ اور دیانندی آریہ کو اسلئے یقیناً مشرک سمجہتے ہین کہ
وہ باری تعالے کو غیر مخلوق مانتے ہین اور اسی صفت مین ارواح اور ارواح
کے گن۔ کرم۔ اور سبہاؤ۔ یعنی ارواح کے خواص افعال۔ عادات کو بہی غیر مخلوق
اعتقاد کرتے ہین۔ !!!۔ پرمانو۔ اور انکے گن۔ کرم۔ اور سبہاؤ کو بہی
غیر مخلوق بتاتے ہین۔ !!!۔ اور زمانہ کو بہی غیر مخلوق کہتے ہین باریتعالے
دیانندیون کے نزدیک مطلق خدا ہے احتما۔ ا لوہیم نہین۔ بلکہ اور اشیا بہی اسکی

سلہ لم یلد ولم یولد ۱۲ سلہ لیس کمثلہ شیئی ۱۲

اس صفت مین شریک ہین۔ تعالے شانہ عما یقولون علواً کبیراً۔ بناءً علی ہذا۔ دیانندی آریہ مشرک ہین۔ اور وے مکے مشرک ہین۔ یاد رہے مسلمان جنت دوزخ۔ ارواح وغیرہ کو ان معنی پر ابدی نہین کہتے جن پر باریتعالے کے ابدی کہتے ہین مسلمان قوم کے نزدیک ان اشیاء کا وجود ممکن۔ اور باریتعالے کا وجود واجب ہے ان اشیا کا وجود باری تعالے کی عطا اور اسکا ایجاد۔ اور اسکی خلق ہے باریتعالے کا وجود کسیکا عطیہ نہین کسیکا ایجاد نہین کسیکی مخلوق نہین ان اشیا کا وجود اسلام کے نزدیک وجود اور بقا دونون مین جناب باریتعالے کا محتاج اور باری تعالے من کل الوجوہ غنی ہے۔ وَاللّٰہُ الْغَنِیُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ قرآن کریم کی آیت ہے غرض حضور کے والد ماجد کا عبد اللہ نام کہتے ہے۔ گو حضور کے شان اور صداقت کی عمدہ فال ہے مگر اس سے یہہ ثابت نہین ہوسکتا کہ عرب لوگ بت پرست اور مشرک نہ تھے ا۔ ہم یہان ہندستان یا آریہ ورت مین دیکھتے ہین بعضے ہندی آریہ ورتی اپنے بچون کا نام ہرید اس۔ نرائند اس رامداس رکھتے ہین۔ اور شرک بہی کرتے ہین۔ بلکہ مسلمانون مین ایک گہرانے کے آدمیون کو دیکھتے ہین۔ ایک کا نام عبد اللہ ہے۔ دوسرے کا نام عبد الرسول۔ تیسرے کا نام فضل الرحمن۔ اور پہر چوتھے کا نام کرامت حسین فَاِنَّا لِلّٰہِ عَلٰی حَالَۃِ الْاِسْلَامِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ ایک مسلمان اللہ دتا ہے تو اسکے دوسرے بہائی کا نام نعوذ باللہ منہا پیراندتا ہے +

تیسرا دعوے مکذب کا یہہ ہے کہ آیت یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ مین حضور علیہ السّلام نے فرمایا ہے۔ میرا ہاتھ اللہ تعالے کا ہاتھ ہے۔ خاکسار کہتا ہے۔ یہہ دعوے

تکذیب کا بالکل افترا - اور بہتان ہے - قرآن شریف کی کسی آیت مین ہرگز - ہرگز - ہرگز موجود نہین - کہ سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - ہو کہ میرا ہاتھ اللہ تعالے کا ہاتھ ہے - کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا - جس آیت سے یہہ استدلال کیا ہے - اسکے معنی صاف ہان بالکل صاف ہین - کیونکہ ید اللہ کے معنی - عربی زبان مین ہین - (۱) ید اللہ یعنے انعام تعالے - (۲) ید اللہ یعنے نصرۃ تعالے - (۳) ید اللہ - صفۃ من صفاتہ تعالے الذی لیس کمثلہ شیئ - جیسے میرا اعتقاد ہے - ان محاورات پر آیۂ شریفہ کے معنے ہوئے -

(۱) ید اللہ فوق ایدیھم اللہ تعالے کا انعام ان لوگون کے انعامات کے اوپر ہے -

(۲) اللہ تعالے کی نصرۃ - اسکی امداد ان لوگون ان لوگونکی نصرۃ اور امداد سے اوپر ہے -

(۳) اللہ تعالے بے مثل کی صفت ید - ان لوگون کی صفت ید کے اوپر ہے - حیرانی کی بات ہے کہ اسمین اشکال ہی کیا ہے - ! - ہان اگر یون ہوتا کہ یدی وہی ید اللہ فوق ایدیھم تو کسیقدر اعتراض کا موقع ہوتا - ہم اس آیت اور پہلی آئیہ کی تشریح آگے کرینگے - انشاء اللہ تعالے +

چوتھا اعتراض - اور دعوے یہہ کیا ہے - "آخری وقت مین حضور کو خدا بننے کا خیال آیا" خاکسار کہتا ہے - تمام دنیا مین توحید کے واعظ آئے - اور انہون نے اپنی قوم کو شرک سے روکا - توحید الوہیت کی طرف - بلایا -

آخر کچھ زمانہ کے بعد وہی ہادی معبود بنائے گئے۔ دور کیوں جاؤ صرف حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حالت پر غور کر لو۔ کہ اس خاکی نہاد انسان کو کیسا آسمان پر اٹھایا گیا۔! ہادی اسلام نے تمام انبیاء و رسل کے وعظ کی اسطرح تکمیل فرمائی۔ کہ اپنی عبودیت کے اقرار و اعتقاد کو۔ توحید کی اقرار و اعتقاد کی جزو لازم کر دیا کہ کہین آپکی قوم بھی امم سابقہ کی طرح آپکو خدا اور معبود نہ بنالے اس احتیاط اور حزم کی یہہ برکت اور یہہ اثر ہے۔ کہ قوم کی قوم شرک مین گرفتار ہونے سے محفوظ رہی اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ سبحان اللہ کیا حکمت ہے کہ آپکی قبر مکہ معظمہ سے بہت دور بنائی گئی تو کہ مکہ معظمہ کیطرف سجدہ کرتے وقت اس قسم کا ممکن احتمال بھی نرہے کہ ساجدین کا قبلہ توجہ وہ قبر ہے آثار صحیحہ سے ثابت ہوچکا ہے کہ آپ کی وفات کے بعد صحابہ جب سفر سے واپس آتے تو سیدھے مسجد نبوی مین جاکر دوگانہ ادا کرتے۔ مرقد مبارک کی جانب کوئی بھی رُخ توجہ نہ لاتا۔ افسوس ایسے بھی معترضین کا یہہ حوصلہ ہے۔! خداوند تعالے ہدایت کرے۔ آپ نے عین وفات کے وقت فرمایا قاتل اللہ الیھود والنصاری اتخذوا قبور انبیائھم مساجد[1]-

اور وصیت کی۔ ولا تجعلوا قبری وثنا یعبد۔ اشتد غضب اللہ علی قوم اتخذوا قبور انبیائھم مساجد[2]۔ اور سنو! عن جبیر بن مطعم قال اتی النبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعرابی فقال جھدت الانفس وضاع العیال وھلکت الاموال وھلکت الانعام فاستسق اللہ لنا فانا نستشفع بک علی اللہ ونستشفع باللہ علیک فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ سبحان اللہ! سبحان اللہ!

---

[1] یہود و نصاریٰ پر خدا لعنت کرے انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہین بنالیا +

[2] اور میری قبر کو بت نہ بنانا جو پوجا جاوے۔ اللہ کا غضب اشتد آیا ان لوگون پر جنہون نے اپنے نبیوں کی قبرون کو سجدہ گاہین بنالیا +

فَمَا زَالَ یُسَبِّحُ حَتّٰی عُرِفَ فِیْ وُجُوْہِ اَصْحَابِہٖ ثُمَّ قَالَ وَیْحَکَ اِنَّہٗ لَا یُسْتَشْفَعُ بِاللّٰہِ عَلٰی اَحَدٍ

شَانُ اللّٰہِ اَعْظَمُ مِنْ ذٰلِکَ[۱] - ایک دفعہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد برکت مہد میں

ایک خطیب نے اثنائے خطبہ میں مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ رَشَدَ وَاھْتَدٰی کے بعد

کہا - وَمَنْ یَّعْصِہِمَا - اس پر آپ نے فرمایا بِئْسَ الْخَطِیْبُ اَنْتَ - وَعَنْ عُمَرَ رض قَالَ قَالَ

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تُطْرُوْنِیْ کَمَا اَطْرَتِ النَّصَارٰی ابْنَ مَرْیَمَ فَاِنَّمَا

اَنَا عَبْدُہٗ - فَقُوْلُوْا عَبْدُ اللّٰہِ وَرَسُوْلُہٗ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ سجدہ کرنے کرانے کی بابت

سن لو - کیا لطیف واقعہ گزرا ہے - عَنْ قَیْسِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ اَتَیْتُ الْحِیْرَۃَ فَرَاَیْتُھُمْ

یَسْجُدُوْنَ لِمَرْزُبَانٍ لَّھُمْ فَقُلْتُ لَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَحَقُّ اَنْ یُّسْجَدَ لَہٗ

فَاَتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ اِنِّیْ اَتَیْتُ الْحِیْرَۃَ فَرَاَیْتُھُمْ یَسْجُدُوْنَ

لِمَرْزُبَانٍ لَّھُمْ فَاَنْتَ اَحَقُّ بِاَنْ یُّسْجَدَ لَکَ فَقَالَ لِیْ اَرَاَیْتَ لَوْ مَرَرْتَ بِقَبْرِیْ اَکُنْتَ

تَسْجُدُ لَہٗ فَقُلْتُ لَا فَقَالَ لَا تَفْعَلُوْا[۲] (مشکوٰۃ شریف صفحہ نمبر ۲۷۴)

ہمہ اوست کے مسئلہ پر ایک آیت بھی نص صریح الدلالہ نہیں یہہ دیگر بات ہے

[۱] جبیر بن مطعم روایت کرتے ہیں کہ ایک اعرابی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا - جانوں پر آفت بنی ہوئی ہے - بال بچے تلف ہو گئے ہیں - مال تباہ ہو گئے مویشی ہلاکت پر آ گئے آپ اللہ تعالےٰ سے ہمارے واسطے پانی مانگئے ہم آپکو اللہ کے پاس سفارشی لے جاتے ہیں اور اللہ کو آپکے پاس - نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکے جواب میں کہا سبحان اللہ سبحان اللہ اور بار بار سبحان اللہ پڑھتے (جیسے اس کے کلام سے سخت بیزار اور مضطرب ہو گئے ہیں) پھر فرمایا بھولے آدمی اللہ کو کسی کے پاس سفارشی نہیں لے جایا کرتے اللہ تعالےٰ کی شان اس سے بہت بڑی ہے -

[۲] - قیس بن سعد کہتے ہیں کہ میں حیرۃ میں جو گیا وہاں کے لوگوں کو دیکھا کہ اپنے حاکم کو سجدہ کرتے ہیں - میں نے اپنے دل میں کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا تو اور بھی زیادہ حق ہے کہ انہیں سجدہ کیا جاوے میں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے حیرۃ میں ایسا دیکھا کہ وہاں کے لوگ اپنے حاکم کو سجدہ کرتے ہیں آپ تو زیادہ حقدار ہیں کہ آپکو سجدہ کیا جاوے - آپ نے فرمایا اچھا تو اگر تجھے میری قبر پر سے گزرنے کا اتفاق کبھی ہوا تو تو کیا اسے سجدہ کرے گا - میں نے کہا ہاں - آپ نے فرمایا خبردار ایسا مت کیجیو -

یہہ دیگر بات ہے کہ خود غرض لوگون نے اپنے مدعا کے اثبات کے لئے قرآن کریم سے اس پر استدلال کیا ہے* جنمین یہہ دو آیتین قائلین وحدۃ الوجود سے استدلال مین پیش ہین۔ اول۔ وَفِي أَنفُسِكُمْ أَفَلَا تُبْصِرُونَ۔ مگر جب اس آیت کا ماقبل اُنسے دریافت کیا جاوے تو حیران رہجاتے ہین۔ اسکا ماقبل یہہ ہے وَفِي الْأَرْضِ آيَاتٌ لِّلْمُوقِنِينَ۔ بات نہایت صاف ہے کہ اس زمین مین اس موجودات مین یقین کرنے والون کے لئے نشانیان ہین۔ اور جب تم اس سیر بیرونی سے فارغ ہوجاؤ تو پہر اپنے نفوس مین مطالعہ کرو تدبر کرو* دوسری آیت شریف۔ هُوَ الْأَوَّلُ هُوَ الْآخِرُ هُوَ الظَّاهِرُ هُوَ الْبَاطِنُ۔ مگر جب اون سے دریافت کیا گیا کہ جس چیز کے اول و آخر وہ ہو وہ چیز آپ کیا ہوئی؟ اور جس چیز کا ظاہر و باطن وہ ہو وہ خود کیا ہوئی؟ تو عوام مدعیان وحدۃ الوجود ساکت ہوجاتے ہین۔

* نوٹ دنیا مین یہہ عام مرض پہیلا ہوا ہے کہ متکلم یا قائل کی ذاتی وجاہت اسکی معروف شہرت۔ اسکی مسلم الثبوت سیرت اور اسکی معہود اصطلاح و مراد کے خلاف اسکی کلام کا مطلب لیا جاتا ہے۔ اور بڑے بڑے اہم مقاصد یا اعتراضات کا مبنی اسکو قرار دیا جاتا ہے۔ یہہ ایک مغالطہ ہے جسنے تحقیق حق کے رستہ مین اٹل چٹان کا کام دیا ہے۔ اب اسلام اور صاحب اسلام کا نشا دشمن عیسائیون کے مسئلہ تثلیث کفارہ کیطرح چیستان لاینحل کا ہم پہلو نہین رہا قد تبین الرشد من الغی یہہ نہایت واضح اور صاف راہ ہے اور یہلا اور ایک ہی مذہب ہے جسکے بانی کو اپنی صداقت پر اپنی کامیابی کا کامل یقین اور علی بصیرۃ ادعا ہے کہ دن رات مین پانچ بار علی رؤس الاشہاد بلند مینارون پر اس مذہب کے اصول کی ندا کی جاتی ہے۔ اللہ اللہ! کوئی جو یائے حق سلیم القلب ہے کہ اسی ایک دلیل سے اس کامل ہادی کا صادق پیرو بن جائے؟ قرآن مجید نے خلق و خالق۔ ممکن و واجب۔ فانی و باقی مین امتیاز و تفرقے کی نسبت یہہ دو ٹوک بلا ریب گفتگو کی ہین۔ جناب نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سے جو آپکی علی الاعلان کا سچا حقیقت نما دستور العمل ہے ہرگز کوئی ایما یا صراحت بہی ایسے لغو خیالات (ہمہ اوست یا ہمہ از اوست وغیرہ) کے متعلق پائی نہین جاتی۔ صدر امت اور آئمہ سلف کے کسی قول و فعل سے کوئی دلیل لائی نہین جاسکتی۔ پس یہہ کافی ثبوت ہے کہ نفس اسلام اور اسکے صادق اتباع ایسے خلاف عقل عقاید و تعلیمات سے بری ہین۔ ایک شخص جسنے اعلاء کلمۃ الدین۔ توحید کا نور عالم مین پہیلانے کو اپنی اور اپنے پیروون کی جانین کہپائین۔ وہ شخص جو قدم قدم پر اپنے بندہ ہونے اور عاجز بندہ الٰہی ہونیکے ثبوت دیتا ہے۔ وہ جو مشرک اور کافر کو تیغ بے دریغ کا عرضہ بنانے سے تذبذب نہین کرتا جسنے اپنے عالم سے قولاً و فعلاً غیر اللہ کے آثار مٹا ڈالے۔ مظاہر شرک و بدعت کو جڑ سے اکہاڑ دیا جسکے ادنی سچے خادم نے سومنات کے ایسے شرک کدہ کو حرف غلط کی طرح صفحہ عالم سے پاک کر دیا۔ ایسے مقدس وجود کی نسبت یہہ کہا جاوے کہ اُس نے شرک کی تعلیم دی یا ویدانتی مسئلہ کی بنیاد ڈالی۔ سراسر افترا ہے۔ یورپ کے سخت سے سخت دشمن بہی جنہون نے اسلام پر لکہا ہے اس امر کا اعتراف کرنے سے پہلو تہی نہین کرتے کہ اسلام ہے ایک ایسا مذہب ہے جسنے دنیا مین توحید کو شائع کیا۔ ڈاکٹر ہیبر صاحب لکہتے ہین مسیحی مذہب نے گو کافی طور پر ثابت کر دیا تہا کہ وہ حکومت و سلطنت کے انتظام کے لئے کفیل ہوسکتا ہے مگر تیسیر بہی اپنے حریف

ہاں البتہ وید میں مسئلہ وحدۃ وجود کی بنیاد مستحکم رکھی گئی ہے اسلیئے کہ آریہ ورت میں وحدۃ وجود کے مسئلہ کو ویدانت کہتے ہیں۔ اور خود یہہ لفظ ہی ظاہر کیئے دیتا ہے کہ اسکی اصل کہاں سے ہے۔ اور حضرت میرزا صاحب کے شحنۂ حق اور سرمہ چشم کے جواب میں ایک میرٹھہ کے آریہ صاحب جو چھاونی نصیر آباد ضلع اجمیر کی عدالت کے سررشتہ دار ہیں اپنی کتاب تنقیہ میں فرماتے ہیں۔ "وہی پرآتما اپنی اچھا سے بہو روپ ہوگیا یعنے رب شکلوں میں ظاہر ہوا۔ یہہ تیتریہ اپنشد کا بچن ہے انتہے تنقیہ نمبر ۷" پہر صفحہ نمبر ۹ میں کہا ہے "اس تمام عالم مجسم کا ظہور نمت کارن پرکرتی یعنے علت فاعلی پرمیشر سے ہے" انتہے پہر صفحہ نمبر ۲ میں لکھا ہے "یہہ بہی واضح ہو کہ ویدانتی یعنے آریوں کے فلاسفر پرمیشر کو واحد الوجود مانتے ہیں یعنے جو کچہہ ہے اللہ ہی اللہ ہے ماسوا کچہہ نہیں" صفحہ نمبر ۳ میں لکھا ہے ارجن سرشٹی کا آد (ابتدا ۱۲) - ادہ مدہ (اوسط ۱۲) - اور انت (آخر ۱۲) میں ہوں ودیاؤں (علم ۱۲) میں برہم ودیا۔ جیہ جاکرنیوالوں میں باد میں ہوں (تذکرہ ۱۲)

مدہ کا لفظ جسکے معنے اوسط کے ہیں۔ بہت ہی توجہ کے قابل ہے

"صرف پرمیشر ہی یہہ تمام دنیا ہے۔ جو کچہہ ہو چکا ہے وہی تہا اور جو کچہہ ہوگا وہی ہوگا۔" رگوید بہاگ ۲ سکت ۹۰ منتر دوم سینٹ اچارج کہتے ہیں۔ "جو کچہہ گزشتہ زمانوں میں تہا پرمیشور تہا۔ جو کچہہ اب موجود ہے پرمیشر ہے آدمیوں کے جسم جو اب موجود ہیں اور گزشتہ زمانوں میں زندہ تہے تمام پرمیشور ہیں اور تہے جو کچہہ

بقیہ صفحہ ۳ (شرک وکفر) کے استیصال کے لیئے قوی نہ تہا نابرین غیر مذہب کے ساتہہ اسکے مجاہدہ کا نتیجہ یہہ ہوا کہ دونوں کے اصول خلط ملط ہوگئے۔ اس بارہ میں عیسویت و اسلام میں تناسب نہیں جس (اسلام) نے اپنے مخالف و حریف کو بکلی معدوم کردیا اور بلا اختلاط غیری فقط اپنے ہی اصول کو شائع کیا" (تاریخ منازعت مابین مذہب وعلم) دنیا مذہبوں کے یہ اعتراضات اسلام کی شوکت اور قرآن کی صداقت مٹانے سے رہے۔ وہ ان باتوں سے اپنی ہی دانش و بینش کی ہنسی اڑا رہے ہیں۔ اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ۔ صاحبان بصیرت سمجہتے ہیں کہ ایسی خردہ گیریوں سے اُن کا منشا کیا ہے حقیقت میں فرعون کی طرح جناب موسٰے علیہ السلام سے مقابلہ میں دل ہی دل میں شکست کہا گئے ہیں۔ مگر اب ظاہر میں خودی رسیوں کے سانپوں سے حق تعالے کے قدوس کا سامنا کیا چاہتے ہیں۔ سو انجام وہی ہوگا جو انہوں کا ہوا کیا ہے"

(عبدالکریم)

آئندہ زمانون مین ہوگا وہ بھی پرمیشر ہے۔ وہ دیوتاؤن کا دیوتا ہے۔ اس چیز سے جو لوگ کہاتے ہین وہ نشو و نما پاتا ہے اور دنیا بھی اسکے ساتھ بڑھتی ہے۔ مایا کے سبب چیزین مختلف نظر آتی ہین۔ لاکن در اصل ہر ایک شئی پرمیشر ہے برہم کے تین حصہ اس دنیا سے پرے ہین۔ اسکا ایک حصہ تمام دنیا ہے یہی تمام ہے جو اسکے ایک حصہ سے بنا ہے منتر ۲" پہر شنو ۱۔ "تنقیہ دماغ کا مصنف آریہ کیا کہتا ہے۔ بموجب قرآن کے صرف اسقدر توحید ہے کہ پیدا کرنے والا ایک ہے دو نہین ہین مگر بمقابلہ خدا کے دوسری موجودات مخلوق کے وجود سے انکار نہین کیا گیا۔ گو اسنے ہی گھڑے پیدا کئے ہون۔ مگر اسکے مقابلہ مین اسے علیحدہ موجود ہونا۔ اور تا ابد موجود رہنا۔ اہل اسلام کے یہان ثابت ہے جب اسے علیحدہ دوسری چیز کا موجود ہونا ثابت و ظاہر ہے تو پہر توحید کہان رہی تو دوئی ہوگئی۔

تنقیہ صفحہ نمبر ۴۲"

اب مین ان دونون آیات کا مطلب سناتا ہون۔ مگر بیان شروع کرنے سے قبل مختصر سی تمہید کا لکھنا مناسب معلوم ہوتا ہے جب دو یا کئی چیزین باہم کسی امر مین شریک ہوتی ہین۔ اور کسی امر مین مختلف ہوتی ہین۔ تو ظاہر ہے کہ امر مشترک کے احکام مین ان مشترکہ اشیا کو اتحاد ہوگا۔ اور جن جن باتون مین ان چیزون کو باہمی اختلاف ہوتا ہے اون باتون مین جو جو احکام ہونگے ان مین بہی اختلاف ہوگا۔ مثلاً حیوانات و نباتات جسمیت اور نمو مین باہم شریک ہین۔ مگر حیوانات تحرک بالارادہ خورد۔ نوش۔ وغیرہ اوصاف مین نباتات سے ممتاز ہین۔ پس حیوانات و نباتات کو جسمیت اور نمو کے احکام مین بہی شرکت ہوگی مگر خورد۔ نوش۔ جماع وغیرہ احکام مین حیوانات اور نباتات مین اشتراک ہوگا بلکہ حیوانات کو ان باتون اور ان کے احکامات مین امتیاز و خصوصیت ہوگی۔ اسیطرح۔ انسان و حیوان کے درمیان

کہانے - پینے - جماع کی خواہش مین جسقدر اشتراک ہے اسیقدر کہانے پینے - جماع کے احکام مین بھی اشتراک ہوگا - مگر انسان - ترقی - سطوت - جبروت - نئے علوم و فنون کی تحصیل اور نئے علوم کو اپنے ابنائے جنس کے سکہلا دینے مین حیوان سے ممتاز ہے - اِن اشیا کے احکام مین بھی حیوان سے ممتاز ہوگا - ایسے ہی - ہادی - رسولون اور عامۃ آدمیون مین گو عام احکام بشریت کے لحاظ سے اشتراک ہوتا ہے - رسولون کا گروہ بخلاف اور عام آدمیون کے - الٰہی - ملہم - مصلح قوم - مویدمن اللہ ہوتا ہے - اسلئے عام احکام بشریت مین اگرچہ عامہ بشر سے اشتراک رکہتے ہین - لیکن اپنی خصوصیت رسالت نبوۃ - اصلاح قوم کے احکام مین عامہ خلایق سے ضرور جدا ہوتے ہین - بلاتشبیہ ایک مفتوح ملک کی رعایا کے ساتہہ ایک فاتح اور حکمران گورنمنٹ کا سپہ سالار یا مجاز حاکم اپنی گورنمنٹ کے حکم سے کوئی معاہدہ کرے اور اس رعایا کو اپنی گورنمنٹ کے احکام سنا دے - تو اگر اس مفتوح رعایا کے لوگ ان معاہدات اور احکام کی تعمیل نہ کرین تو ضرور وہ رعایا اس گورنمنٹ کی مجرم - باغی - غدار - نافرمان ٹھہریگی - مگر وہی سپہ سالار اور گورنمنٹ کا ماتحت حکمران اس رعایا کو - کوئی اپنا ذاتی کام بتاوے اور اپنے طور پر ان رعایا مین سے کسی سے کوئی معاہدہ کرے اور اس رعایا کا آدمی اس سپہ سالار اور اس حاکم کی بات نہ مانے یا معاہدہ کا خلاف کرے تو یہہ شخص جو اس سپہ سالار اور گورنمنٹ کے ماتحت حکمران کے معاہدہ اور حکم کا مخالف ٹھہرا ہے گورنمنٹ کی بغاوت کا مجرم نہوگا - کیونکہ پہلی قسم مین اس سپہ سالار اور حاکم کے احکام - فاتح گورنمنٹ کے احکام ہوا کرتے ہین - اور اس سپہ سالار کی زبان

فاتح گورنمنٹ کی زبان اسکی تحریر فاتح گورنمنٹ کی تحریر ہوا کرتی ہے۔ غور کرو۔
ایک قاتل کو مجاز حاکم کے حکم سے قتل کرنے والے یا پہانسی دینے والے کے ہاتہہ
اسی گورنمنٹ کے ہاتہہ ہوتے ہین جسکے حکم سے قاتل کو قتل کرنے والے اور پہانسی
دینے والے نے قتل کیا اور پہانسی دیا۔ درصورت دیگر وہی پہانسی دینے والا کسی
اور ایسے آدمی کو جسپر اس گورنمنٹ نے موت کا فتوے نہین دیا قتل کرکے دیکھ لے کہ
اسکا انجام کیا ہوتا ہے پس اسی طرح اللہ تعالے کے رسول انکی بہی دو حالتین
اور دو جہتین ہین۔ ایک حالت وجہت مین وہ آدمی ہین بشر ہین۔ اور دوسری حالت
انکی رسالت ونبوۃ کی ہے۔ جسکے باعث وہ رسول ہین نبی ہین الٰہی
احکام کے مظہر اور احکام رسان ہین جسکے باعث انکو پیغامبر کہتے ہین پہلی
حالت وجہت سے اگر وہ حکم فرماوین تو اس حکم کا منکر باغی۔ منکر رسول نہوگا جسکو
شرعی اصطلاع مین کافر۔ فاسق۔ فاجر کہتے ہین اور دوسری حالت وجہت سے
اگر کوئی انکے حکم کو نمانے تو ضرور انکے نزدیک اسپر بغاوت۔ انکار کا جرم قایم
ہوگا۔ اور ضرور وہ کافر۔ فاسق۔ فاجر کہلاوے گا۔ اس جہت سے چونکہ وہ خداوندی
احکام کے مظہر ہین اور جس سے معاہدہ کرتے ہین اس سے خدا کے حکم سے
معاہدہ کرتے ہین اور معاہدہ کنندہ جو معاہدہ ان سے کرتا ہے وہ اصل مین باری تعالے
سے معاہدہ کرتا ہے۔ پس اگر معاہدہ کنندہ معاہدہ کے خلاف کرے تو باغی و منکر
بلکہ کافر ہوگا۔ نبی عرب محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ نے رسالت ونبوۃ کا دعوے
کیا اور اپنے آپکو اللہ تعالے کا رسول بتایا اب انکو جن لوگون نے نبی رسول
مانا اور انکے احکام کو الٰہی احکام یقین کیا لامحالہ آپسے انکا معاہدہ حقیقۃً اللہ تعالے

سے معاہدہ ہوگا۔ ہان جو احکام اور مشورے اس عہدہ رسالت کے علاوہ فرماتے ہین ان احکام کی خلاف ورزی مین کفر و فسق نہوگا صحابہ کرام آپکے عہد سعادت مہد مین یہہ تفرقہ عملاً دکہاتے تہے۔ بریرہ نام ایک غلام عورت تہی جب وہ آزاد ہوگئی وہ اپنی خاوند سے جو ایک غلام تہا بیزار ہوگئی مگر اسکا شوہر اُس پر فدا تہا وہ اسکی علیحدگی کو گوارا نہ کرتا تہا وہ اس پر سخت کبیدہ خاطر ہوا اور آنجناب کی خدمت اقدس مین حاضر ہوکر اس امر کی شکایت کی آپنے۔ بریرہ سے اُس کے ساتہہ مصالحت کرلینے کو ارشاد فرمایا بریرہ نے جواب دیا۔ آپ یہہ وحی سے فرماتے ہین یا عہدہ نبوۃ سے علاوہ بطور مشورہ کے فرماتے ہین آپنے فرمایا ہین رسالت کے لحاظ سے یہہ حکم نہین دیتا اپنی ذاتی رائے سے تجھے کہتا ہون اس نے نہ مانا اور کہا مجھے اختیار حاصل ہے اسیطرح اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا[1]۔ اس آیت مین شرک سے ممانعت اور اس امر کا بیان ہے کہ مین ایک بشر ہون بشریت مین تمہاری مثل ہون۔ خبردار کبہی شرک نکرنا مجھے خدا نہ کھ بیٹھنا نہ میری عبادت کرنا اللہ تعالے کی عبادت مین کسیکو شریک نہ ٹہرانا۔ اور ایسا ہی اِن آیات کریمہ مین غور کرنے والا یقین کرسکتا ہے کہ اسلام کہان تک شرک سے بیزاری ظاہر کرتا ہے۔ وَيُعَذِّبَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَ الْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ الظَّآنِّيْنَ بِاللّٰهِ ظَنَّ السَّوْءِ عَلَيْهِمْ

[1] اس کے سوا نہین کہ مین تم سا ایک بشر ہون مجھے حکم ہوتا ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے۔ پس جو کوئی اپنے رب کی ملاقات کا امید وار ہے وہ عمل نیک کرے۔ اور اپنے رب کی عبادت مین کسی کو شریک نہ بلا دے

دَائِرَةُ السَّوْءِ وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَلَعَنَهُمْ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيْرًا - وَ
لِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا - اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا
وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا - لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً
وَّاَصِيْلًا - اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ فَمَنْ
نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا

مکذب نے صفحہ نمبر ۲۸ تکذیب مین سورہ نجم کے حوالے سے یہہ لغو فقرہ

تلک الغرانیق العلے وان شفاعتھن لترتجی - اعتراض کرنے کو لکھا ہے اسلام
کے مختلف فرقے دنیا مین موجود ہین - سب کے پاس قرآن ہے مگر تعجب ہے کہ کسی مین یہہ
موجود نہین اور ہو کیسے قرآن کریم کی شان اس سے اعلے وارفع ہے کہ اُس
مجموعۂ توحید مین ایسا مشرکانہ مضمون ہو اب حقیقت مین قرآن پر کوئی اعتراض نہ رہا -
مکذب فٹ نوٹ مین مفصل حال اسکا معالم جلالین بیضاوی معتبر مین ذکر ہے"۔
مصدق نے ان تفاسیر کیطرف رجوع کیا - مگر ان مین یہہ لکھا پایا جو ناظرین کے عرض

سلہ - اور اللہ سزا دیگا منافق مرد و عورت اور مشرک مرد و عورت کو جو اللہ کی نسبت بدظنی رکھتے ہین انہین کے اوپر برائی کا پھیر ہے - اور اللہ انپر ناراض ہوا اور ان پر لعنت کی اور اُن کے لئے جہنم تیار کیا اور وہ برا ٹھکانا ہے - (یہہ لوگ اپنی دولت - کثرت اور قوت پر فریفتہ نہ ہون اور اپنے موجودہ وقت کو جس سے سزا ابھی غائب ہے - مسرت آرام کا زمانہ تصور فرما کر مغرور نہ ہو جاوین - ان کو سزا دینا انکا استیصال کرنا اور عقل و فکر انسان سے بہر نا اندیشیدہ سامانون کا ہلاکت سے بہم پہونچانا ہم پر کچھہ دشوار نہین ہے - اسباب ہمارے ہین اور اسباب کے خالق ہم ہین) اور آسمان و زمین کے لشکر اللہ کے قبضہ مین ہین اور اللہ غالب حکمت والا ہے - ہمنے تجھکو (اے نبی) شاہد - مبشر - نذیر بھیجا ہے - (اب ضرور ہے کہ تم لوگ) اللہ اور اُسکے رسول پر ایمان لاؤ - اسے (رسول کو) قوت دو اور اسکی تعظیم کرو - اور صبح و شام اللہ کے نام کی تقدیس کرو - یقیناً جو لوگ تجھسے بیعت کرتے ہین وہ اللہ سے بیعت کرتے ہین - اللہ کا ہاتھہ اُنکے ہاتھون کے اوپر ہے - اب جس نے عہد کو توڑ دیا وہ جانے کہ وہ عہد شکنی کی سزا پاوے گا - اور جس نے پورا کیا اسے جس پر اُس نے اللہ سے معاہدہ کیا ہے تو عنقریب اللہ اُسے اجر عظیم دے گا +

خدمت ہے بیضاوی نے اس واہی قصہ کو کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے یہہ فقرہ تلک الغرانیق العلےٰ الخ پڑہا تہا لکہکر کہا ہے - وہو مردود عند
المحققین - اور یہی بات معالم کے حاشیہ پر مرقوم ہے - تفسیر فتح البیان
مین لکھا ہے - تلک الغرانیق الخ کی نسبت یہہ کہنا کہ رسول اللہ نے سورہ نجم مین
اسکو پڑہا - صحیح نہین چنانچہ وہ کہتے ہین لم یصح شی من ہذا ولا ثبت بوجہ من
الوجوہ ومع عدم صحتہ بل بطلانہ فقد دفعہ المحققون بکتاب اللہ سبحانہ -
حیث قال اللہ تعالیٰ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَیْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِیْلِ لَاَخَذْنَا مِنْہُ بِالْیَمِیْنِ ثُمَّ
لَقَطَعْنَا مِنْہُ الْوَتِیْنَ - وقولہ تعالیٰ وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی وقولہ تعالیٰ
وَلَوْلَا اَنْ ثَبَّتْنَاکَ لَقَدْ کِدْتَّ تَرْکَنُ اِلَیْھِمْ - فنفی المقاربۃ للرکون فضلا عن الرکون
قال البزار ہذا حدیث لا نعلمہ یروی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم باسناد متصل +
قال البیہقی ہذہ القصۃ غیر ثابتۃ من جہۃ النقل ثم اخذ یتکلم ان رواۃ ہذہ
القصۃ مطعونون فیہم +
قال امام الائمہ ابن خزیمہ ان ہذہ القصۃ من وضع الزنادقۃ +
قال الرازی ہذہ القصۃ باطلۃ موضوعۃ لا یجوز القول بہا +
قال اللہ تعالیٰ وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی +

له [illegible]م کی کوئی بات بہی کسی وجہ سے ثابت اور صحیح نہین ہوئی - اگرچہ خود ہی اسکی عدم صحت اور اس کا بطلان ظاہر ہے - مگر محققین کہتے ہین کہ اللہ تعالے کی کتاب ہی تو اسکو رد کرتی ہے چنانچہ اللہ تعالے فرماتا ہے - اگر یہہ (نبی) ہماری نسبت کوئی جہوٹی بات لگاتا تو ہم اسکا دہنا ہاتہہ پکڑ لیتے پہر ہم اسکی رگ حیات کو کاٹ ڈالتے - اور اللہ تعالے فرماتا ہے - یہہ نبی اپنی طرف سے نہین بولتا - اور اللہ تعالے فرماتا ہے - اگر ہم تجہکو مضبوط نہ رکہتے تو تو اُن کی جانب قریب تہا کہ مائل ہو جاتا - اب یہہ آیت مقاربت میلان کی بہی نفی کرتی ہے چہ جائیکہ آنجناب کا میلان اُن کی جانب ہوتا - بزار کہتے ہین ہم نہین جانتے کہ کسی نے اس حدیث کو متصل اسناد سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہو - بیہقی کہتے ہین - یہہ قصہ نقل کے قانون کے لحاظ سے ثابت نہین ہوا - پہر بیہقی نے یہہ کلام کیا ہے کہ اس قصہ کے راویون مین طعن کیا گیا ہے + امام الائمہ ابن خزیمہ کہتے ہین - کہ اس قصہ

وقال اللہ تعالی سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰى - ولا شك ان من جوز على الرسول تعظيم الاوثان فقد كفر لان من المعلوم بالضرورة ان اعظم سعيه كان فی نفی الاوثان ☆

قال ابن كثير فی تفسيره ان جميع الروايات فی هذا الباب اما مرسلة او منقطعة لا تقوم الحجة بشیٔ منها - ثم قال فقد عرفناك انها جميعها لا تقوم بها الحجة لانه لم يروها احد من اهل الصحة ولا اسندها ثقة بسند صحيح او سليم متصل - (فتح البيان مختصرا)

وقال فی الكبير - روی عن محمد بن اسحاق بن خزيمة انه سئل عن هذه القصة فقال هذا وضع من الزنادقة وصنّف فيه كتابا -

مکذب براہین - صفحہ نمبر ۷۸ مین لکہتے ہین - "ان پنڈتون کے مخفی رکہنے مین یہہ مصلحت تھی اور اہل اسلام سے چہپانے کا یہہ مطلب تہا - کہ وہ تعصب و جہالت سے غیر مذہب کی کتب کو جلا دیا کرتے تہے - ایسا نہو کہ ان ست دہرم کی کتابون کو جلا دین"

پہر مکذب نے صفحہ نمبر ۷۹ مین اسکندریہ کے کتب خانہ کی تباہی - کا ذکر کیا ہے - "کہ فیلوتنس حکیم اور فاضل اجل کی عرض پر عمرو سپہ سالار افواج نے امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالے عنہ خلیفۂ ثانی سے اس کتب خانہ کے بارے مین استفسار دیو چہا تو خلیفہ نے لکہا فی الفور جلا دئیے جاوین - چہہ مہینہ تک

ص ۲۳۷ - کو زندیقون نے وضع کیا ہے ☆ امام رازی کہتے ہین - یہہ قصہ جہوٹا بناوٹی ہے - اسکا ماننا جائز ہے کیونکہ اللہ تعالے فرماتا ہے کہ یہہ نبی اپنی طرف سے کچہہ نہین بولتا یہہ تو وہی کہتا ہے جو اسکے دل مین وحی کی جاتی ہے اور اللہ تعالے فرماتا ہم عنقریب ہم تجہے قرآن پڑہاتے ہین - پہر تو اسے فراموش نہ کرے گا - جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہہ کہنا روا رکہے کہ آپ نے بتون کی تعظیم کی ایسا شخص بے شک کافر ہے - اسلئے کہ یہہ واضح ہو چکا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی بہاری کوشش بتون کا نابود کرنا تہا - ابن کثیر - اپنی تفسیر مین کہتے ہین - کہ اس باب مین جتنی روائتین ہین یا تو مرسلہ ہین یا منقطعہ ہین اور ایسی روائتین حجت نہین ہوا کرتین - پہر امام صاحب فرماتے ہین - ہم تجہے سمجہا چکے ہین کہ یہہ تمام روائتین حجت پکڑنے کے قابل نہین ہین - کیونکہ اہل صحت مین سے کسی نے انہین روایت نہین کیا اور نہ کسی ثقہ نے سند صحیح یا سلیم متصل سے انہین اسناد کیا - اور امام صاحب تفسیر کبیر مین کہتے ہین - محمد بن اسحق بن خزیمہ سے روایت ہے کہ اسسے اس قصہ کی بابت سوال کیا گیا - اس نے جواب دیا کہ زندیقون نے اسے گہڑا ہے - اور اس نے اس بارہ مین ایک مستقل کتاب تصنیف کی ہے ☆

وہ ہنگام گرم ہوتے رہتے تھے*۔ انتہی مختصراً۔

یہہ اعتراض صرف پادری صاحبان کی کاسہ لیسی کا نتیجہ ہے۔ والا ناظرین۔ غور کرین۔

اوّل۔ اگر اسلام کے عادات مین یہہ ہوتا۔ تو اسلام والے پہر خلیفہ عمر رضا اپنے عہد سعادت مہد مین۔ یہود۔ اور عیسایون کی پاک کتابون کو جلاتے۔ کیونکہ وہی دونون مذہب ان پاک کتابون والے مذہب اسلام کے پہلے مخاطب تھے۔ پہر مجوس پر اسلام کا پورا تسلط ہوا۔ مگر کوئی تاریخ نہین بتاتی کہ اسلام نے انکی کتابین جلائین۔ اگر یہہ فعل اسلام یا خلفاء اسلام کا داب ہوتا تو اس کے ارتکاب کے اسباب ہمیشہ اسلام مین موجود تھے۔ اور اسلام کا کوئی مانع نہ تہا۔

---

*نوٹ۔ اگرچہ اسوقت تک جبکہ اس واقعہ کی تحقیق نہ کی گئی تھی اور صحیح حالات روشنی مین نہ آئے تھے یہہ الزام مسلمانونکو دیا جاتا تہا مگر اب مصنفانہ اور حق پسند علما مین ایسے لوگ بہت کم رہ گئے ہین جو یہہ ناحق الزام مسلمانون کو دیتے ہون اس الزام کی وجہ زیادہ تر تعصب یا ناواقفیت پر مبنی تہی اور اُس وقت بھی جب یہہ الزام لگانے والے کے پاس کوئی صحیح سند موجود نہ تھی یعنی اس قصہ کے بیان کرنے والے دو مورخ اس واقعہ سے ۵۸۰ برس بعد پیدا ہوسے تہے۔ اور کوئی پہلی سند اُن کے پاس موجود نہ تھی سنڈ کرانی سے جس نے اسکندریہ کے کتب خانہ کی تحقیق مین بہت سی کتابین لکھی ہین۔ اس روایت کو بالکل جہوٹا ٹھہرایا ہے۔ اور معلوم ہوا ہے کہ یہہ کتابین جولیس سیزر کی لڑائی مین جل گئی تہین جیسا کہ پلوٹارک ہی لائف آف سیزر مین لکھتا ہے کہ جولیس سیزر نے دشمنون کے ہاتہہ مین پڑجانے کے خوف سے اپنے جہازون کو آگ لگا دی اور وہی آگ بڑہتے بڑہتے اس حد تک پہونچ گئی کہ اس نے اسکندریہ کے مشہور کتب خانہ عظیم کو بالکل جلا دیا۔

هینڈی صاحب نے اپنی کتاب مین ڈکشنری آف ڈیٹس ریلیٹنگ ـــــ ٹو آل ایجز جہان اس غلط روایت کو درج کیا ہے وہان اپنی تحقیقات سے یہہ نوٹ لکھا ہے کہ یہہ قصہ بالکل مشکوک ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول "اگر وہ کتابین مخالف اسلام ہین تو جلا دینا چاہئین" مسلمانون نے تسلیم نہین کیا۔ اس قول کو بعض نے تھیوفلس اسکندریہ کے بشپ سے منسوب کیا ہے جو ۳۹۱ء مین ہوا اور بعض نے اسے کارڈنل زمینز کے ماتہے لگایا ہے جو ۱۵۰۰ء مین تہا"

ہمارے مشہور جوان مرد ڈاکٹر لائٹنر نے اپنی کتاب سنین الاسلام مین اس غلط روایت کی پیروی کی ہے اور افسوس سے معلوم ہوتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب موصوف کو اپنی تحقیقات مین دہوکا ہوا ہے۔ ڈریپر صاحب نے مشہور کتاب مین پہلے اس قول کو غلط راویون سے نقل کیا ہے۔ لیکن بعد مین جاکر اس قول کی غلطی کو تسلیم کیا ہے اور لکھا ہے کہ درحقیقت یہہ کتابین جولیس سیزر کی لڑائی مین جل گئی تھین۔ اور اب کامل یقین کے ساتہہ کہا جاسکتا ہے کہ یہہ قول بالکل بے اصل اور محض فسانہ ہے۔ اگر رونے کے لایق ہے تو یہہ سچا واقعہ ہے کہ متعصب کارڈنل زمینز نے اسی ہزار عربی قلمی کتابین گرینڈا کے میدانون مین برباد کرنے والی آگ کے شعلون کے حوالے کردی تھین۔ (دیکھو کانفلکٹ بی ٹوئین سائنس اینڈ ریلیجن) عبد الکریم

دوم - اگر مذہبی وغیرہ کتابون کا جلانا - اسلامی بادشاہون - اور عوام اسلام کا
کام ہوتا - تو یونانی فلسفہ - یونانی طب - یونانی - یونانی علوم کے ترجمے عربی زبان
مین محال ہوتے -

سوم - اگر کتابون کا جلانا - اسلامی لوگ اختیار کرتے تو ضرور تہا - کہ مکذب براہین
اپنے ملک سے کوئی **نظیر** دیتے - اور انہین اسکندریہ مین سمندر پار پہنچانا پڑتا -

چہارم - سات سو برس سے زیادہ اسلام نے ہندستان مین سلطنت کی - اور اس
عرصہ مین - بہاگوت - راماین - گیتا - مہابہارت - اور انکے مثل - لنگ پران -
مارکنڈی - مشہور کتابین جو آجتک مذہبی کتابین - اور مقدس پستک یقین
کیجاتی ہین کسیکے جلانے کی خبر کان مین نہین پہنچی بلکہ ان کتابون مین سے بعض کے
ترجمے ہوے - پس تعجب آتا ہے ؟ - کہ ان ہندؤن نے کیونکر سمجہہ لیا کہ مسلمان
انکی پستکون کو جلاتے ہین - **انصاف** سے سوچو -

پنجم - یاد رکہو - ہم ایک الزامی جواب دیتے ہین - اگرچہ الزامی جواب بعض لوگ
پسند نہین کرتے - مگر ہم اسلئے ایسا جواب پسند کرتے ہین کہ اس قسم کے جواب سے
راستی پسند مخاطب کا دل خود ہی اندرونی جواب کا طالب ہوتا ہے - اور حقیقی
جواب ایسی حالت مین زیادہ تر موثر بنتا ہے - اس الزامی جواب مین پہلے ہم
عیسائیون کو لیتے ہین جو اس اعتراض کے پہلے بانی ہین اور مکذب براہین نے انہین
کے اخبار نور افشان - نمبری ۲۱ - جلد ۱۲ مطبوعہ ۲۲ - مئی ۸۴ء سے یہہ سوال اخذ
کیا ہے - اور اسوقت الزامی جواب کی خوبی پر انکو متی ۷ باب ۱ - ۵ - لوکا ۶ باب
۳۷ - یاد دلاتے ہین اور پہر عرض کرتے ہین کہ وہ اعمال ۱۹ باب ۱۸ - ۲۰ مین ملاحظہ

فرماتے ہیں کہ اسمین کیا لکھا ہے۔

۱۹ اور بہتیرون نے انمین سے جو ایمان لائے تھے آکے اپنے کامون کا اقرار کیا۔ اور بہتون نے جو جادوگر تھے۔ اپنی کتابین اکٹھی کرکے سب لوگون کے آگے جلادین۔ اور انکی قیمت کا حساب کیا۔ تو پچاس ہزار روپیہ ثابت ہوئین۔ اسیطرح خداوند کریم کا کلام بڑھگیا۔ اور غالب ہوا۔

اب اس تعلیم پر جو عملی کارروایان ہوئین وہ سنئے۔ اور یہہ بہی یاد رہے کہ اسکندریہ کے کتب خانہ مین نہ یہی کتابین نہ تہین۔ جو محل محال اعتراض ہین۔

کتاب والٹن مطبوعہ ۱۸۳۱ء جلد سوم مین ہے۔

جب وکلف کے ترجمہ چلانے کا حکم ہوا تو ۱۴۰۸ء مین ایک کتاب ٹیلی نے تصنیف کی اور ۱۴۲۸ء مین کونسل منعقد ہوئی جسکے حکم سے وکلف کی ہڈیان قبر سے نکال کر جلائی گئین۔

۱۵۲۶ء مین کارڈنل ولسی اور بشپ لوگون نے حکم دیا کہ ٹنڈیل کا ترجمہ نہ پڑہا جاوے۔ اور اس مضمون کے اشتہار اپنے علاقون مین جاری کئے کہ لوتہر کے بعضے پیرون نے ترجمہ غلط کیا ہے۔ اور خدا کے کلام کو جو ٹہیک ترجمون اور الحادی حاشیون سے خراب کیا ہے اسلئے وہ ترجمے جس جس کے پاس ہون تیس دن کے عرصہ مین جنرل واٹیگر کے پاس حاضر کرے ورنہ کلیسیا سے نکالا جاویگا اور بدعتی

نوٹ۔ جادوگری کسکو کہا گیا ہے۔ پادری کلارک آیت ۱۹ کے نیچے لکھتے ہین۔ دنیا مین ہزارہا کتابین نفسانی اور شیطانی موجود ہین جنسے لوگ بگڑتے ہین عقلاً و نقلاً وہ بری ہین۔ مثلاً بُرے شعرون کی کتابین۔ کوک شاستر کی کتابین یا جہوٹے قصے کہانیان جو شہوت انگیز ہین۔ اور اُن افسانے اور قصے جو لوگون نے بُرے مطلب پر تیار کئے ہین۔

پہر رابرٹ کلارک تفسیر اعمال ۱۳ باب ۸ درس کی تفسیر مین لکھتے ہین۔

ہشیار نجومی۔ جادوگر یہہ ایک ہی بات ہے۔ (متی ۲-۱) مین جو لفظ مجوسی لکھا ہے وہ لفظ اور یہہ لفظ ایک ہی ہے پہر کہا کہ تواریخ مین لکھا ہے کہ تباریوس نیرو کت یم ہیوس۔ کلاسس جولیس۔ طبریوس شہنشاہ بہت سے اپنی لئے ساتھ جادوگرون کو رکہتے تہے۔ اور نپولین شہنشاہ فرانس جو ابہی مرا ہے ایسٹی ناہی کے زمانہ مین بہی اپنے ساتھ جادوگر رکہتا تہا۔ اعمال ۱۳ باب ۶ درس کے تفسیر مین کہا ہے رومی لوگ جادوگرون کو بہت چاہتے تہے اور انسے شگون و فال دریافت کرتے تہے۔ جیسے اسوقت ہندون مین ہورہا ہے۔ اور بعضے مسلمان بہی تعویذ گنڈے۔ اور رمل۔ اور فال کشائی۔ اور ٹوٹکے کرتے ہین۔ رابرٹ کلارک تفسیر اعمال ۱۹ باب ۲۰ درس مین لکہتے ہین۔ بس یہہ کتابین بہی خداوند کی کلام کے غلبہ سے جل گئین اور جادوگری کا اعتقاد دلون سے نکل گیا۔ بطلان ہٹ گیا۔ کلام صدق پہیل گیا۔

کہلاوے گا۔ اور اسی سال ٹونسل بشپ لنڈن اور ٹامس مور نے تمام نسخے خرید کرکے پالی کراس مین جلا دیئے

پہر ۱۵۲۹ء مین یہہ نسخہ چہپ سار مین علانیہ جلا دیئے گئے۔

جب سنہ ۱۵۳۰ء مین ٹنڈیل نے پہر نظر ثانی کرکے دوبارہ چہپوایا۔ اور جان وغیرہ کی معرفت اس کی اشاعت کی تو۔ لنڈن کے بشپ نے شائع کرنے والون کی تشہیر کی اور یک لاکھ اٹھاسی ہزار چار سو روپیہ چھہ آنہ آٹھہ پائی جرمانہ کیا۔

پہر ۱۵۴۶ء مین ہنری ہشتم شاہ انگلستان کا حکم صادر ہوا۔ کہ ٹنڈیل اور کورڈیل کے ترجمے اور نیز وہ کتابین جنکے پارلیمنٹ نے اجازت نہین دی۔ اور نیز فرث اور وکلف کی کتابین نہ پڑہی جاوین۔ اور ملکی اور کلیسائی افسرون کو دیجاوین کہ وہ جلا دی جاوین۔

پہر ۱۵۵۵ء مین نماز کی کتاب مع انجیل جلائی گئی۔

پہر ۱۵۵۸ء مین اشتہار جاری ہوا کہ بدعتی کتابین کہین نہ بہیجی جاوین اور نہ کوئی اپنے پاس کہے۔

یہہ پاک عیسائیون کی کارروائیان تہین جوانہون نے خلاف مذہب تحریرات اور کتب کی اشاعت کی انسداد مین جاری رکہین۔ اب ہم روشن ضمیر آریہ صاحبان کو ستیارتھ پرکاش مطبوعہ بار اول کے صفحہ ۱۹۴ و ۲۱۶ و ۳۱۲ کے دیکہنے کی تکلیف دیتے ہین جو انکے واجب القدر گورو دیانند صاحب کی تصنیف سے ہے۔ وہ تحریر فرماتے ہین۔

"دوسری بات یہہ ہے کہ جو آدمی ستّ شاسترون کا پرتیت پرچار کرے۔ اور جو کوئی جال پہیلاتا رہے دانا ہے۔ پڑہاوے۔ اسکو راجہ ناک ٹنڈ دیوے۔ جیسے کہ کوئی ہتھیا جال پہیلاتا نہ رہے"۔ ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۹۴۔

اور صفحہ نمبر ۲۱۵۔ مین دیانند جی نے لکہا ہے۔

"بہاگوت رتہا پہتہ آکا دشی۔ بہاگوت آدکون کی کہتا کرنے والے اور مندرون کے پوجاری

اور شنپر داہِ والے - بیراگی - سنتیئو - بام مارگی اوک پنڈت مہا تما - اور سدہ بہہ لوا وپہنے رہتے ہین پرنتو انکو سب جگت کے ٹہگنے والا جاننا - بیس - اور یہہ سب پرسدہ جو پرہین انکو ڈنڈ سے راجہ ابدیش کر دے ایسا ڈنڈ دے کہ کوئی اس پکا کا منکہہ پرجا مین نہ ہنے پاوے - تب ہی راجہ اور پرجا کی انتی ہوگی - انتہا نہین ؎

پہر ستیارتہہ پرکاشن مین - آریہ ورتی مذاہب کی کارروائی صفحہ ۲۱۲ مین لکہی ہے اور جو جو بیدآد کون نے پستک کو پایا اور لوپ کیے آتی ہانسون کا انکا پرایا ناش کر دیا جیسے کہ انکو لپہ پیا او ستہا کا سمرن بہی نہ ہے -

پہر جینیونکا راج اس دیش مین اتینت جم گیا - تب جین بہی بڑے ادہا ن مین ہو گئے اور کوکرم اتیا ہی کرنے لگے ؎

الزامی جوابات پرنظر ڈالنے کے واسطے جو تکلیف دی گئی تہی اس تکلیف کو اب ہم زیادہ کرنا نہین چاہتے اور انصاف پسند طبائع کو اب اسی طرف مائل کرتے ہین کہ وہ اسکندریہ کے کتب خانہ کا حال ملاحظہ فرمائین :-

مصر کے جغرافیہ مین جسکو فکری نے لکہا ہے - یون آیا ہے :-

احترقت - کتب خانہ بطلیموس الاول - فی عہد یولیس قیصر الرومان بان - عند محاصرۃ یولیس بالاسکندریۃ - رمت الاعداء الاستیلاء علی سفینۃ - فاضرم فیہا النار - انتہی -

ثم قال

المطوان الرومانی - اہدی الی الملکۃ کیلوسطبرہ من کتب خانہ برجامم ۲۰۰ الف او ۴۰۰ الف کتب -

فاصابہا الحریق مرتین بواسطۃ الدیانتۃ النصرانیۃ لان النہ الحکام عبدۃ الاوثان فی مدۃ حکمہم

نیدوس قبل الاسلام کے"

علاوہ برین

اہل اسلام بے سندبات کو پرانے زمانہ کی باتون سے قابل اعتبار نہین سمجھتے مخالفون کو ضرور ہے کہ اسکا پورا ثبوت دین-

اب بمقابلہ ڈاکٹر لائٹنر کی بے سند بات کے مشہور اور یورپ والون کے نزدیک محقق ہسٹورین گبن صاحب سے فٹ نوٹن کا ترجمہ ملاحظہ ہو-

تاریخ گبن صفحہ نمبر ۶۶-باب ۵۱-جلد نمبر ۶

اول- یہود یا عیسائیونکی مذہبی کتابون کے نہ جلانے کی دلیل یہ ہے کہ اہل اسلام خدا کے نام کی بہت عزت کرتے ہین اور انکی کتابون کو وہ کتب الٰہیہ مانتے ہین جیسا کہ صفحہ نمبر ۲۷۳ جلد ۶ مین ذکر ہے- دیکھو مکتوبات فریقش

دوم- اسکندریہ مین دو کتب خانہ تھے- ایک بروجین کا کتب خانہ جو گیلینس کے عہد حکومت مین ۶۳ ق م مین جلایا گیا تھا جیسا گبن باب ۱۰- جلد ۱ صفحہ ۴۷ مین ہے- دوسرے کا نام سیرپیم کا کتب خانہ تھا- جسکے نصیب مین اسی وصیت کا سامنا ہوا جو پہلے کتب خانہ کو ہوا- یعنے تہو پالیس کے جور وجفا سے تباہ کیا گیا جسکا باب ۲۸ مین ذکر ہو چکا ہے- اور جسکا حوالہ گبن اس موقع پر دیتا ہے- یہہ بیش قیمت ذخیرے دو سو پچاس برس پہلے حضرت عمرؓ کے حملہ کے تباہ ہو چکے تھے- اور اس وقفہ کے عرصہ مین کوئی تواریخ کسی بادشاہ محب وطن یا کسی عالم کا پتہ نہین لگا سکتی جسکو ان کتب خانون کے پورا کرنیکی خواہش ہوئی ہو- یا جسکے پاس وسائل انکے پورا کرنے کے ہون- ابوالفرگیس کا افسانہ اسقدر مشہور نہو جاتا- اگر اسے

یہہ غرض نہو تی - کہ روم کے وحشی فتح یابون کو اسبات کا الزام دیا جاوے - کہ انہون نے دنیا مین علمی تاریکی پہیلانے کی کوشش کی -

گبن صفحہ نمبر ۲۸۲ جلد نمبر ۳ باب ۲۸

تہیوڈاسس کے زمانہ (۳۷۸ - ۳۹۵) مین جب اسکندریہ کے بتونکی تباہی کا حکم نافذ کیا گیا تو عیسائیون نے بڑی خوشی اور خورمی کے نعرے بلند کئے اور بدنصیب بیگنس نے جنکی تندی کے باعث یہہ حملہ ہوا تہا - جلدی شکست کھائی - اور کچھہ بہاگ گئے اور کچھہ چھپ گئے -

تہوفیلس نے آگے قدم بڑہایا تو کہ سیریپس کے مندر کو تباہ کرے - اور بجز اس کے کوئی مشکل اسے سدراہ نہوئی کہ وہان کی بڑی بڑی اشیا جو مقدار اور وزن مین بہاری تہین - دشوار رکاوٹین معلوم ہوئین - اور مجبورًا اسے ان بناؤن کو چھوڑ کر اسباب پر قناعت کرنی پڑی - کہ اس مندر توڑ کر ایک تو وہ خاکستر بنایا - اور اسکی ایک حصہ پر تہوڑی دیر بعد ایک گرجا تعمیر کیا - تو کہ عیسائی غازیون کی یادگار رہے -
قیمتی کتب خانہ اسکندریہ کا تباہ اور برباد کیا گیا اور قریبًا بیس سال بعد خالی الماریان ایسے نظارہ کنندون کے غم و غصہ کو بڑہاتی تہین - جنکا دل مذہبی تعصب سے بالکل سیاہ نہوا ہو -

پُرانے عقلا کی تصانیف جنمین سے بہت تباہ ہوگئین یقینًا بعض ان مین سے بت پرستی کے زمانہ کی تباہی سے بچگئے ہونگے - تاکہ آئندہ نسلین ان سے فائدہ اٹہاوین - اور اُنکے مطالعہ سے اپنے دلکو خوش کرین -

پہر گبن صفحہ ۴۸۴ باب ۱۰ جلد ۱ مین اسکندریہ کی آبادی اور اسکا جلیل القدر

سنجار زنگاہ ہونا بیان کرنیکے بعد لکھتے ہین کہ اسمین مختلف قومون کے آدمی آباد تھے آخرانمین ایسا عام فساد ہوا کہ بارہ برس تک قایم رہا۔ یہہ لڑائی سیول او ملٹری آدمیون مین ایک جوتے سے شروع ہوئی۔ اس تباہ شدہ شہر کے بعض حصون مین باہم خط وکتابت اور آمدورفت کا سلسلہ قطع ہوگیا۔ اور ہر ایک کوچہ خون سے پر ہوگیا۔ اور اسکی عمارتین ڈھائی گئین حتے کہ اسکا بہت حصہ تباہ ہوگیا۔ وسیع اور شاندار محلہ بروچیین کا معہ دیگر محلون اور عجائب خانون اور بادشاہون اور فلاسفرون کے مکانات کے تباہ ہوگیا۔ اور اسکے بعد قریبًا ایک سو برس تک ویران پڑا رہا۔ بلکہ اب بھی اسکی حالت ایسی ہے۔

مکذب صفحہ نمبر ۱۸۔ مگر اہل اسلام سے ایک ضروری گذارش ہے کہ آدم وحوا وشیطان۔ وموسے۔ ونوح۔ وابراہیم۔ ویوسف۔ وخضر۔ ویعقوب۔ ولوط ولقمان۔ وسکندر۔ واصحاب کہف۔ ویاجوج۔ وماجوج۔ وعمران۔ وذکریا۔ وعیسے۔ ومریم۔ ومحمد صاحب کے خانگی امورات وجنگ وجہاد وسامری۔ ویونس۔ ویحیی۔ ودوزخ۔ وبہشت۔ کی نہرون کا حال حور وقصور وغلمان۔ وخیرات وزکوۃ۔ وحج واحرام وسنگ اسود۔ ونکاح۔ ومتاع۔ وحلال۔ وحرام۔ وقربانی وغیرہ کے قصہ وکہانی نکالکر باقی کو سامنے بہا یئو۔ اگر آپ انصاف سے مطالعہ فرماوینگے تو بخوبی جان جاوینگے کہ کسقدر الٰہی تعلیم باقی ہے“۔

مصدق۔ اس سمجھدار کو اتنی بھی خبر نہین۔ کہ حرام وحلال کی بحث اور خیرات اور زکوۃ کا حکم قصہ کہانیون مین داخل ہے۔ یا سچی تعلیمات مین؟ پھر یہ بھی خبر نہین کہ ان پاک قصون مین کسقدر صداقتین بھری ہوئی ہین۔ بہرحال ان

قصہ کہانیون کے سوا جو کچھ صداقتین اور پاک تعلیمات قرآن کریم مین ہین انکی لئے کئی مجلد بہی کفائت نہین کرسکتین۔ اسلئے کہ قرآن کریم ان تمام حقہ تعلیمات و علوم کا مجموعہ ہے۔ جنکی ضرورت ہمکو لاحق ہے۔ یا ہوگی۔ کیا ہی سچ کہا جسنے کہا۔ جمیع العلم فی القرآن لاکن تقاصر عنہ افہام الرجال۔ مگر یہان جسقدر اس کتاب مین گنجائش ہوسکتی ہے نہایت مختصر گذارش کرتے ہین تفصیل کے واسطے احکام القرآن حضرت پیر و مرشد مجدد الوقت میرزا غلام احمد صاحب کی اور اقتباس انوار شیخ محمد عبید اللہ صاحب۔ اور جواہر صمدیہ جناب عبد الصمد پیغام محمدی سید محمد علی۔ نیل المرام نواب صاحب وغیرہ دیکہنے چاہئے۔ ان مضامین بالا کے سوا جنکو مکذب نے بیان کیا۔ قرآن کریم مین اس قسم کے مضامین ہین۔

اول۔ باری تعالے کی ہستی اور اسکی توحید کا بیان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ	او مخاطب تو کہہ دے۔ اصل بات تو یہہ ہے۔ کہ خود بخود موجود جسکا نام ہے اللہ پوجنے کے لائق۔ فرمانبرداری کا مستحق وہ ایک ہے۔ اپنی ذات مین یکتا۔ صفات مین بےہمتا۔ ترکیب و تعدد سے پاک۔ اللہ جسکا نام ہے۔ وہ اصل مطلب مقصود بالذات ہر کمال مین بڑہا ہوا۔ جسکے اندر نہ کچہہ جاوے۔ کہ کہانے پینے وغیرہ کا

	محتاج ہونا اسکے اندر سے کچھہ نکلے کہ کسیکا باپ بیٹے ہیں نہ وہ کسیکا باپ اور نہ کسیکا بیٹا - اسکے وجود مین اسکے بقا مین اسکی ذات مین اسکی صفات مین کوئی بھی اسکے جوڑ کا نہین ۔
وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ پ ٢ - س بقرہ - ر ١٩ -	تمہارا معبود صرف ایک ہی ہے - جسے اللہ کہتے ہین ہر ایک کمال صفت سے موصوف ہر ایک برائی سے پاک - بن مانگے احسانات کرنیوالا - مانگنے والون کے سوال ومحنت پر عنایت فرما - اس اللہ کے سوا کوئی بھی معبود نہین ۔
وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ - پ ١٠ - س توبہ ر ٥ -	لوگون کو ایک اللہ کی پوجا کے سوا کسیکی پوجا کا حکم نہین - ایک ہی معبود ایک ہی پورن پوجنے کے بنا کوئی پرستش وعبادت فرمانبرداری کے لایق نہین ۔

دوم - باری تعالے کے وجود اور توحید پر دلایل

اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِيْ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ	بے شک - آسمانون اور زمین کی پیدایش مین کہ دونون مین کسقدر مختلط القوے اشیا موجود ہین اور پھر انمین کیسا باہمی تعلق ہے - تمکو کسقدر وقتاً فوقتاً ضرورتون کا سامنا ہوتا ہے - پھر آسمان

بِمَا يَنفَعُ النَّاسَ وَمَا
أَنزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَاءِ
مِن مَّاءٍ فَأَحْيَا بِهِ
الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا
وَبَثَّ فِيهَا مِن كُلِّ دَابَّةٍ
وَتَصْرِيفِ الرِّيَاحِ وَالسَّحَابِ
الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ
لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ
پ ۲ - س بقرہ - ر ۴ -

اور زمین مین کتنا سامان تمہاری ضرورتون کے علاوہ تمہاری راحت کے واسطے بھی موجود ہے۔ اور رات دون کے اختلاف مین کہ کسطرح دونون طول البلد مین باہم اختلاف کہ ہر ایک دوسرے کے پیچھے موجود ہے۔ اور عرض بلد مین باہم اختلاف کہ کم وزیادہ موجود رہتے ہین۔ اور ان جہازون مین جو لوگون کے لئے ہر قسم کے منافع کے واسطے سمندر مین پتلے پتلے پانیون پر بڑے بڑے بوجھون کے ساتھہ دوڑ رہے ہین۔ اور اسمین کہ اللہ تعالے ویران وغیر آباد زمینون کو اس پانی سے آباد کردیتا ہے جسکو وہ آپ بادلون سے اتارتا ہے۔ اور اسمین کہ پینے کے لئے پانی کہانے کیلئے کہانے۔ غرض آسمانون اور زمین کی پیدایش اور رات دن کی روشنی واندھیری اور بادلون کی بارش کے بعد اللہ تعالے نے ہی زمین مین ہر قسم کے جاندارون کو پہیلایا۔ اور ہواؤن کے ادہر ادہر پہیرنے مین کہ کہین ان مین کوئی حیوانات ونباتات کی زندگی کا باعث ہین۔ کہین خون کے صاف کرنے اور گندے ایسے اجزا کے نکالنے مین مددگار۔ کہین جہازون

اور کشتیون کے لیجاتے ہین مفت کے مزدور کہین
بادلون کو ایک جگہہ سے دوسری جگہہ لیجاتے ہین
فرمانبردار۔ کہین ضرورت کے موافق ذرات کو جمع
کردین۔ کہین صفائی مین مدد دین۔ اور یاد لو کہین
جو آسمان و زمین کے درمیان اللہ تعالے کے قبضہ
حکم مین مسخر ہو رہے ہین۔ ضرور یہی ان باتونمین
اللہ تعالے کی ہستی اسکی یکتائی اسکی کاملہ صفات
حکمت۔ قدرت۔ علم۔ رحم وغیرہ وغیرہ کے نشان
ہین۔ مگر صرف اس قوم کے واسطے جو عقل سلیم رکھتے
ہین۔

سوم نہایت درجے کا ظلم اور بے ایمانی جس نے دنیا مین جہالت و اختلاف اور توہمات کو پھیلایا وہی جسکو شرک کہتے ہین قرآن کریم نے اس کا ابطال کیا

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰى اِثْمًا عَظِيْمًا +

پ ۵ ۔ س نساء ۔ ر ۷ ۔

جان لو جسکا نام ہے اللہ ہر برائی سے پاک ہر ایک
کامل صفت سے موصوف وہ یہہ گناہ تو کبھی نہ بخشیگا
کہ اسکا کوئی شریک ٹھرایا جاوے۔ ذات مین اسکا ہمتا
سمجھا یا صفات مین اسکے ہم پایہ خیال کیا جاوے یا کسی
عبادت مین کسیکو اسکا ساجھی بنایا جاوے۔ اور شرک
کے نیچے کے گناہ تمکو معاف کردیگا جنکے لئے اپنے

	رحم سے چاہے۔ جسنے کوئی شرک کیا اُسنے بڑی بھاری بدی کا طوفان باندھا۔
اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ ۚ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ﴿﴾ پ ۵ ۔ س نساء ر ۱۸	جان لو جسکا نام ہے اللہ ہر برائی سے پاک ہر ایک کامل صفت سے موصوف وہ یہہ گناہ تو کبھی بخشیگا کہ اسکا کوئی شریک ٹھہرایا جاوے۔ ذات مین اسکا ہمتا سمجھا یا صفات مین اسکے ہم پلہ خیال کیا جاوے یا کسی عبادت مین کسی کو اسکا ساجھی بنا سے اور شرک سے نیچے کے گناہ اسکو عفو کردیگا جسکے لئے اپنے رحم سے چاہے۔ جس نے کوئی شرک کیا وہ راہ حق سے بہک کر کہین دور جا پڑا ﴿﴾
اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ ۭوَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۔ پ ۲ ۔ س المائدہ ۔ ر ۱۰	بات یہہ ہے۔ کہ جسنے کسی چیز کو کسی پہلو پر بھی خدا کا شریک بنایا۔ اسپر اس معبود نے جو ہر ایک برائی سے پاک اور ہر ایک کامل صفت سے موصوف ہے سچے آرام گاہ کو جسکا نام جنت ہے۔ اسپر حرام کردیا۔ اور ایسے بدکار کا ٹہکانا۔ وہ آگ ہے جسے دوزخ کہتے ہین۔ ان ظالمون کا جو زرق کسی کا کہاتے ہین۔ اور فرمانبرداری کسے دوسرے کی کرتے ہین۔ مخلوق کسی کی ہین اور مطیع کسی کی جزا سزا کے واسطے حاضر کسی کے پاس ہونا ہے حساب کتاب

	کھینچ لینا ہے۔ اور فرمایا خبردار کسی کے بنتے ہیں کوئی بھی حامی نہ ہوگا۔
لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا۔ پ ۱۷۔ س انبیا۔ ر ۲	اگر زمین و آسمان میں ایک معبود برحق کا ملہ صفات سے موصوف اور برائیوں سے پاک ذات اللہ تعالیٰ کے سوا کچھہ اور معبود بنالئے جاوین۔ تو آسمان و زمین میں ایسی بڑی خرابی پڑے کہ دونوں میں تباہی آجاوے۔ کیونکہ ظاہر ہے۔ جس قوم میں شرک پھیلتا ہے وہ قوم جاہل۔ وہم پرست۔ سچے علوم سے محروم افسانوں۔ ڈھکوسلوں میں مبتلا ہوکر آخر پھوٹ میں گرفتار ہوجاتے ہیں۔
سَخَّرَ لَكُمْ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مِّنْهُ پ ۲۵۔ س ر ۲	تمام وہ چیزیں جو آسمانوں اور زمین موجود ہیں انسان کے قابو میں ہوکر انسان کے مفت مزدور اور انسان کے خادم ہیں۔

چہارم تمام مخلوقہ اشیا جو انسانی نوع کیواسطے بے مزدوری مزدور ہیں۔ اور مزدوروں کو اپنا معبود بنانا اسطرح باطل کیا

فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا	پس درست رکھہ۔ مخاطب اپنے آپ کو سچے دین پر۔ اور وہ یہہ ہے۔ کہ انسان سب سے قطع تعلق کرکے اللہ تعالیٰ کیطرف جھک جاوے

لا تبديل لخلق الله ذلك الدين القيم پ ۲۱ - س روم - ر ۳ -	اور تمام اقوال و افعال حرکات و سکنات اسیکی محبت سے صادر ہون - یہی الٰہی فطرۃ کے مطابق بات ہے جس پر اللہ تعالے نے لوگون کو پیدا کیا - الٰہی اندازہ کو بدلانا نچاہئے - یہی پکا اور ٹھیک دین ہے -

پنجم اللہ تعالے کے کاملہ صفات کا بیان

اللّٰہ لا الٰہ الا ہو الحی القیوم لا تاخذہ سنۃ ولا نوم لہ ما فی السمٰوات وما فی الارض من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ یعلم ما بین ایدیہم وما خلفہم ولا یحیطون بشیء من علمہ الا بما شاء وسع کرسیہ السمٰوات والارض ولا یؤدہ حفظہما وہو العلی	ہر ایک عیب سے پاک تمام صفات کاملہ کے ساتھ موصوف جسکا نام ہے اللہ اسکے بغیر کوئی بھی پرستش و فرمانبرداری کا مستحق نہین - دائم اور باقی تمام موجودات کا مدبر اور حافظ جسکو کبھی سستی اونگھ اور نیند نہو - اسی کے تصرف اور ملک اور خلق مین ہین - آسمان و زمین اسی کی ہستی اور یکتائی کو ثابت کرتے ہین کوئی بھی نہین کہ اسکی کبریائی عظمت کے باعث اس پاک ذات کی پروانگی کے سوا - کسی کی سپارش بھی کرسکے - پس کسیکو مقابلہ وحمائت کی تو کیا سکت ہوگی - وہ جانتا ہے تمام جو کچھ آگے ہوگا - اور جو کچھ گذر چکا ہے - موجودات کی نسبت کیا کہنا ہے کوئی بھی اسکے علم سے کسی چیز کا اسکی مشیت کے سوا احاطہ نہین کرسکتا - اسکا کامل علم آسمانون او

الْعَظِیْمُ ۝ پ ۳ - س بقر - ر ۲	زمینون پر حاوی ہے اور وہ آسمانون اور زمینون کی حفاظت سے کبھی نہین تھکتا - وہ شریک اور جوڑ سے بلند ہے -
هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ۝ هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ	وہ ذات پاک جس کا نام ہے اللہ تمام صفات کاملہ سے موصوف تمام برائیون سے پاک وہی جسکے سوا کوئی بھی پرستش و فرمانبرداری کے لایق نہین - اپنی ذات کو جو تمام غیبون کا غیب ہے - آپ ہی جانتا ہے - تمام ان اشیا کو جو موجود ہو کر فنا ہو گئین - یا ابتک ابھی پیدا ہی نہین ہوئین صرف اسکے علم مین ہی ہین - اور تمام موجودات کو جانتا ہے وہ رحمان برون بھلون سب کو روزی رسان - بن مانگے فضل کرنیوالا وہ رحیم جو بھلون کو اپنے فضل و رحم سے بخشے - اور کسیکے سوال و محنت کو ضائع نکرے - وہی اللہ جسکی سوا کوئی دوسرا پرستش و فرمانبرداری کے لائق نہین - الملک پورا مالک اشیا کی خلق و بقا پر - القدوس تمام ان اسباب عیوب سے پاک جنکو حس دریافت کرسکے یا خیال تصور کرے یا وہم اسطرف جاسکے - یا قلبی قوی سمجھ سکین - السلام تمام عیوب سے مبرا سلامتی کا دینے والا - المومن امن کا بخشنے والا -

الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ	اپنے کمالات و توحید پر دلائل قائم کرنے والا المہیمن سب کے اعمال کا واقف سب کا محافظ۔ العزیز بے نظیر سب پر غالب۔ ذرہ ذرہ پر متصرف الجبار سنوارنے والا ہمارے بگاڑون پر اصلاح کے سامان پیدا کرنیوالا اصلاح کی توفیق دینے والا المتکبر تمام مخلوق کی عیوب اور مخلوق کے اوصاف سے مبرا۔ تمام چھوٹون بڑون آسمانی اور زمینی شریک اور ساجھی سے اسکی پاک ذات بلند۔ ہو۔ وہ خود بخود موجود جس کا نام ہے اللہ الخالق۔ ہر ایک چیز کا کامل حکمت کے ساتھ اندازہ کرنے والا۔ البارئ۔ ہر ایک چیز کو اسکے اندازہ کے مطابق بے نقص و تفاوت ظاہر کرنے والا۔ المصور اسی اندازہ اور عمدگی سے صورتون اور شکلون کا عطا کرنے والا۔ اسیکے ایسے نام ہین کہ تمام خوبیون پر شامل ہون۔ اسیکی تسبیحین کرتی اور اسکی پاک اور کاملترین ہستی کو تمام وہ چیزین جو آسمان و زمین مین ہین ثابت کرتی ہین وہ غالب جسکے تمام کام حکمتون پر مبنی ہین

ششم الٰہی عبادت کی تاکید

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا	فرمانبردار۔ عبادت کرنے والے۔ اللہ کے ہو۔ اور

شَيْئًا - پ ٥ - س نساء - ر ٦ -	کسی چیز کو کچھ ہی ہو اسکا کسی امر مین ساجھی اور شریک نہ بناؤ -
فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ - پ ٥ - س مومن - ر ٢	اللہ تعالے کو پکارو - اسکی عبادت مین اخلاص سے کام لو اور دین کے قبول کرنے مین ظاہر و باطن مین دکھ سوکھ مین - غرض کسی حالت مین ہو اللہ تعالے کے سوا کسیکے ساتھ تمہارا تعلق نہو اگر منکر برا مناوین تو پڑے مناوین -

ہفتم اللہ تعالے کی عبادت کرنے کی دلیل بیان فرمائی

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَاءَ بِنَاءً وَّأَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَّكُمْ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ أَنْدَادًا وَّأَنْتُمْ	سنو! - او لوگو! - فرمانبرداری کرو اپنے اس محسن مربی کی جسنے تمکو اور تم پہلون کو خلق کیا - اس سے فائدہ یہہ ہوگا کہ دکھون سے بچ رہوگے - وہ تمہارا مربی اور خالق وہی ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو گول پہر آرامگاہ بنایا - اور آسمان کو ایسا کردیا - کہ وہ زمین کے قیام کا باعث ہو رہا ہے - اور جہان دیکہو وہ یہان زمین کے لئے خیمہ ہے - وہی جس نے بادلون سے ایسا پانی اُتارا جسسے تمہارے کہانے کے واسطے رنگ برنگ کے پہل نکالے - ایسے محسن - مربی - کامل صفات کے جامع کا کسیکو کسی امر مین شریک ٹہراؤ -

تَعْلَمُوْنَ	اور تم جانتے ہو تمہارے انسانی عمدہ قوے مین اتنا تو
پ ۱ - س بقر - ر ۳	رکہہ ہی دیا ہے - کہ ایسا محسن - مربی - کامل فرمانبرداری
	اور عبادت کا مستحق ہے پس اپنے قوے کو بیکار نکرو÷

ہشتم اخلاق فاضلہ کی تعلیم دی

لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا	پسندیدہ باتین یہی تو نہین - کہ مشرق اور مغرب
وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ	کی طرف موہنہ کرکے نماز پڑہ لی - نیکی اور عمدہ بات
وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ	تو اس شخص کی ہے - جس نے دل سے مانا - زبان سے
مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ	اقرار کیا - اور اپنے کامون سے کرد کہایا - کہ وہ اللہ
الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ	کو مانتا جزا - وسزا کے دنپر یقین رکہتا ہے -
وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ	ملائکہ اور اللہ تعالے کی پاک کتابا - اور سچے
وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ	نبیون پر اسکے اعتقاد لایا ہے - اور باینکہ
ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى	اسے خود حاجت و ضرورت ہے - اور زندگی کا
وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ	امیدوار ہے - مگر اپنے مال سے رشتہ دارون کی
وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ	خبرگیری کرتا ہے - اور یتیمون - مسکینون اور
وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى	مسافرون - سائل کی پرورش - غلامون
الزَّكٰوةَ وَالْمُوْفُوْنَ	کے آزاد کرنے مین مال کو خرچ کرے - عبادت
بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا	و نمازون کو ٹہیک درست رکہے - اپنے مال
وَالصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ	سے مقرری حصہ جسے زکوۃ کہتے ہین - ادا کرتا ہے

وَالضَّرَّاۗءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ ھُمُ الْمُتَّقُوْنَ ۝ پ ۲ - س البقرہ - ر ۶	اور نیکی تو انکی ہے - جو تمام ان پہلے معاہدون اور اقرارون کا ایفا کرین - جو انہون نے خدا تعالے سے یا اسکے کسی بندے سے باندہے - باتون مین صداقت کو کام مین لاوین - امانت مین خیانت نکرین افلاس مین - مرض مین - جنگ کی شدۃ مین - تنگی مین - تکلیف مین - وفادار - ثابت قدم - مستقل مزاج رہین -
لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰـهًا اٰخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا	او مخاطب ! کبھی اللہ تعالے کے ساتھ کسیکو معبود نہ بنا تا کہ خدا کی بھی عبادت و فرمانبرداری کی - اور اسکی بھی - اگر شرک کا مرتکب ہوا تو دنیا مین بُرا اور ذلیل ہو گا -
وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۭ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰـهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ	او مخاطب تیرے مربی اور محسن پالنے والے کا حکم تو یہہ ہے - کہ اسکے سوا کسیکی پرستش اور فرمانبرداری نہ کیجاوے - اور ماں باپ سے اچھا نیک سلوک ہو - اگر او مخاطب تیرے جیتے ہوئے والدین بوڑہے ہو جاوین - ایک یا دونون تو خبردار کبھی انسے کسی قسم کی کراہت نہ کر بیٹھیو - اور نہ کبھی انکو جھڑکیو - اور ان سے پیاری میٹھی نرم ادب کی باتین کیا کرنا - انکی پرورش دنیا داری کے لحاظون سے

اُف کا لفظ عربی مین اور فارسی مین بھی اسیطرح ہے

الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ	نہین۔ بلکہ صرف دلی محبت و پیار سے اسطرح کرنا جسطرح
رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِي	پرندے اپنے بچون کو پرون مین پرورش کے لئے
صَغِيرًا ۝ رَبُّكُمْ أَعْلَمُ	لیتے ہین۔ اور خدا سے یون دعائین مانگنا۔ اے میرے
بِمَا فِي نُفُوسِكُمْ إِن	انسے اسطرح رحم کے سلوک کر جسطرح اُنہون نے میرے
تَكُونُوا صَالِحِينَ فَإِنَّهُ	لڑکپن مین پرورش فرمائی۔ غرض جیسے والدین
كَانَ لِلْأَوَّابِينَ غَفُورًا	تیرے لڑکپن مین تیرے ہمدرد تھے ایسا ہی تو انکے
وَآتِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ وَ	لئے ہو۔ سنو۔ مخاطبو!۔ تمہارا پرورش کرنے والا
الْمِسْكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ	تمہارے دلون کے بھید جانتا ہے۔ پس وہان
وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا إِنَّ	ریا اور دکھلاوا کام نہین آتا۔ اگر سچ مچ کے نیک ہو
الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ	تو وہ خدا ہمیشہ ہی اپنی طرف رجوع لانیوالون کو
الشَّيَاطِينِ وَكَانَ الشَّيْطَانُ	بخشنے والا ہے۔ او مخاطب!۔ ہر ایک رشتہ دار
لِرَبِّهِ كَفُورًا	اور مسکین اور مسافر کو جو کچھ اسکا حق ہے دیدے۔
وَإِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ	اور اپنے نفسانی خواہشون پر۔ فخر۔ اور بڑائی
ابْتِغَاءَ رَحْمَةٍ مِّن رَّبِّكَ	کے لئے۔ اور بے ایمانی کے کامون مین۔ اموال کو
تَرْجُوهَا فَقُل لَّهُمْ قَوْلًا	ضائع مت کر۔ ناجائز طور پر مالون کو ضائع کرنیوالے
مَّيْسُورًا ۝ وَلَا تَجْعَلْ	شیاطین کے بھائی ہین۔ اور شیطان تو ایسا ہے
يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَىٰ	کہ جس نے اُسے پیدا کیا۔ اور جس نے اسکو پرورش
عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا	کیا اسکا بھی منکر ہوگیا۔ اگر ان لوگون کے دینے کو
كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ	جنہین دینا ہے۔ تیرے پاس کچھ نہو۔ اور تو اُس امید

مَلُومًا مَّحْسُورًا ۝ إِنَّ
رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ
يَشَاءُ وَيَقْدِرُ ۚ إِنَّهُ
كَانَ بِعِبَادِهِ خَبِيرًا
بَصِيرًا ۝ وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ
خَشْيَةَ إِمْلَاقٍ ۖ نَّحْنُ
نَرْزُقُهُمْ وَإِيَّاكُمْ ۚ
إِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْئًا
كَبِيرًا ۝ وَلَا تَقْرَبُوا
الزِّنَىٰ ۖ إِنَّهُ كَانَ
فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا
وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي
حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ ۗ
وَمَن قُتِلَ مَظْلُومًا
فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهِ
سُلْطَانًا فَلَا يُسْرِف
فِّي الْقَتْلِ ۖ إِنَّهُ كَانَ
مَنصُورًا ۝ وَلَا تَقْرَبُوا
مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي

کہ عنقریب تجہے تیرا محسن رب کچھ دیگا۔ تو سر دست
ان کو ایسا جواب دے جسے انکو آرام ہو۔ اور انکی
امید بڑہے۔ نہ ایسا بخیل کنجوس بن۔ کہ گویا تیرے
ہاتہہ تیری گردن سے بندہے ہین۔ اور نہ اتنا
فضول خرچ بن کہ کچھ بھی تیرے پاس نرہے۔ اگر
ایسا ہوا۔ تو تجہے ملامت لگے گی۔ اور تہکا ماندہ بیٹھ جائیگا
(بعض انسانون کی حالت ایسی حالت ہوتی ہے۔ کہ محتاج
کو دیکہہ کر گہبرا جاتے ہین۔ اور فضول کر بیٹھتے ہین ایسونکو
مخاطب کرکے فرمایا) تیرے رب کی کیطرف سے ہی کہ
کسیکو دولتمند کرتا ہے۔ اور کسیکو مفلس۔ توکیون گہبراتا
ہے وہ حکیم اپنے بندون سے واقف اور انکے حالات
پر آگاہ ہے۔ اولوگو۔ا۔ اپنی اولاد کو اسلئے تو قتل
نہ کیا کرو۔ کہ ہم انکو کہانسے کہلا دینگے۔ تم اور وہ ہمارا ہی
رزق کہاتے ہین۔ اور بات تو یہہ ہے۔ کہ اولاد کا قتل
کسی سبب سے کیون نہو بڑی بہاری غلطی اور بدی
ہے۔ اور زنا کے تو نزدیک بھی مت جاؤ۔ یہہ بڑی
بےحیائی۔ اور بری راہ ہے۔ اور ایسے شخص کو بےوجہ قتل
نکرجسکا قتل اللہ نے حرام فرمایا۔ جو کوی بےوجہ قتل کیا گیا
اس مقتول کے وارث کو ہمنے طاقت دی ہے۔ کہ

هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ
اَشُدَّهٗ ۪ وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ
اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا
وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ
وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ
الْمُسْتَقِيْمِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ
وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ۝ وَلَا
تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ
عِلْمٌ ۭ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ
وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰۤىِٕكَ
كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا
وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا
اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ
وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا
كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهٗ
عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْهًا
ذٰلِكَ مِمَّآ اَوْحٰٓى اِلَيْكَ
رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ ۭ وَلَا
تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ

قاتل کو مار ڈالے - مگر کوئی ناجایز کام اس قصاص مین نہ کرے - اور بے سبب مقتول کو مدد دی گئی کہ اسکا بدلہ دنیا مین بھی لیا جاوے - اور آخرۃ مین گناہ کے بوجھ سے ہلکا ہو - کسی بھلے غرض کے سوا یتیمون کے مال کے پاس مت جاؤ - اور انکا خیال رکھو - یہانتک کہ مضبوط اور بڑے ہو جاوین - اپنے معاہدون کی وفاداری دکھلاؤ - تمہارے معاہدے خدا تعالے سے ہون - یا اسکے بندون سے - یاد رکھو عہدون کی بابت پوچھے جاؤ گے - ناپنے اور تولنے مین پورا ناپ اور پورا تول اختیار کرو - اس بات کا نتیجہ اس دنیا مین بہت ہی اچھا ہو گا - اور اس امر کا انجام بھی بہت عمدہ ثابت ہو گا - اور جو بات معلوم نہو - اسکا دعوے مت کرو - نا سمجھی سے گواہی نہ دو - کان اور آنکھ - اور اعصابی مرکز جسے قلب کہتے ہین سب سے انکے کامون کا سوال ہو گا - خوشی سے اتراتے ہوئے زمین پر مت چلو - تو او مخاطب ! - اپنی طاقت سے سے زمین کو نہیں پھاڑ سکتا - اور نہ پہاڑون سے اونچا ہو سکتا ہے - یہہ سب بری باتین ہین ان کی برائی تیرے رب کو ناپسند ہے - یہہ وہ حکمت کی

فَتُلْقٰی فِیْ جَھَنَّمَ مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا۔ پ ۱۵۔ س بنی اسرائیل ر	باتین ہین کہ تیرے رب نے تجھے وحی کے ذریعہ بتلادی ہین۔ اللہ تعالےٰ کے ساتھ کسی کو بھی معبود مت ٹھہرانا۔ اگر شرک کیا تو جہنم مین ملزم ہوکر دھکیل دیا جاوے گا۔
وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ ھَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَھُمُ الْجٰھِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ۝ وَالَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّھِمْ سُجَّدًا وَّقِیَامًا ۝ وَالَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَھَنَّمَ ۖ اِنَّ عَذَابَھَا كَانَ غَرَامًا ۝ اِنَّھَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ۝ وَالَّذِیْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ یُسْرِفُوْا وَلَمْ یَقْتُرُوْا وَكَانَ بَیْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ۝ وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰھًا اٰخَرَ وَلَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ	رحمٰن کے فرمانبردار بندے تو وہی ہین۔ جو زمین مین سکینہ۔ وقار۔ اور تواضع کی چال چلتے ہین۔ نہ تکبر اور سستی کی۔ اور جب جاہل انسے الجھین۔ تو ان سے ایسا سلوک کرتے ہین جسمین نہ بدی وایذا ہو۔ اور نہ جہل ونادانی وہی جو اپنے رب کے آگے سجدون اور قیام مین راتین گذار دیتے ہین۔ وہی جنکی دعا ہے۔ کہ اے ہمارے رب ہٹا دے ہمسے دوزخ کا عذاب۔ اسکا عذاب تو دائمی ہلاکت ہے۔ اور دوزخ تو بڑی تکلیف کی جگہہ اور برا مقام ہے۔ وہی فرمانبردار بندے کہ جب اموال کو خرچ کرتے ہین۔ تو مالون کو نہ بیجا ضائع کرین۔ اور نہ موقع مین دینے سے کمی دکھلاوین۔ بلکہ خرچ مین پسندیدہ راہ اختیار کرین وہی جو اللہ تعالےٰ کی یاد کے ساتھ دوسرے معبود کو نہین پکارتے۔ اور ایسی جانون کے ناحق قتل سے بچتے ہین۔ جنکا قتل اللہ تعالےٰ نے حرام فرمایا۔ اور

الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالْحَقِّ	کسی قسم کا زنا نہین کرتے - اور جو کوئی بندون مین سے
وَلَا یَزْنُوْنَ وَمَنْ یَّفْعَلْ	ایسی کرتوت کرتا ہے - وہ بڑی سخت بدکاری مین
ذٰلِکَ یَلْقَ اَثَامًا	گرفتار رہوا - ایسے بدکار کے لئے عذاب بڑھا - اور
یُّضٰعَفْ لَہُ الْعَذَابُ	ذلیل و خوار ہوکر اس عذاب مین رہ پڑا - مگر بچا تو وہی بچا -
یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَیَخْلُدْ	جس نے بدی کو چھوڑ دیا - اور تمام بھلائیون کی اصل
فِیْہٖ مُہَانًا - اِلَّا مَنْ تَابَ	ایمان کو اختیار کرلیا - اور اچھے اعمال کئے - آخر ایسے
وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا	لوگون کی شبہ ایمان جاتی رہتی ہین - اور انکے بدلہ مین
فَاُولٰٓئِکَ یُبَدِّلُ اللّٰہُ	نیکیان آجاتی ہین - (دیکھو عربون کے حالات اسلام
سَیِّاٰتِہِمْ حَسَنٰتٍ وَکَانَ	سے پہلے اور پیچھے) اور ہر تائب کی توبہ اللہ تعالےٰ
اللّٰہُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا - وَمَنْ	قبول کرنے والا - اور اسکی توبہ پر رحم کرنے والا ہے -
تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّہٗ	جو کوئی بدی کو چھوڑ بھلے کامون کی طرف متوجہ ہوا
یَتُوْبُ اِلَی اللّٰہِ مَتَابًا وَ	وہی اللہ تعالےٰ کی طرف پسندیدہ طور سے جھکا وہی
الَّذِیْنَ لَا یَشْہَدُوْنَ الزُّوْرَ	رحمان کے فرمانبردار بندے ہین - جو دہوکے کے
وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا	پاس بھی نہین جاتے - اور جب کبھی کسی بیہودہ کام
کِرَامًا ۰ وَالَّذِیْنَ اِذَا	کے پاس سے بھی گذرتے ہین - تو اسطرح گذرتے ہین
ذُکِّرُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّہِمْ	کہ بھلائیون کا حکم کرتے اور برائی سے روکتے ہین -
لَمْ یَخِرُّوْا عَلَیْہَا صُمًّا	وہی جنکو جب کبھی الٰہی نشان دکھلائے گئے - تو اس
وَّعُمْیَانًا ۰ وَالَّذِیْنَ	نشان پر اندھے - اور بہرے کیطرح ٹھوکر نہین کھاتے
یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا ھَبْ لَنَا	وہی جو دعا مانگتے ہین کہ اے ہمارے رب ہمارے

مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا	ساتھیون سے (بی بیان ہون یا اور دوست)۔ اور
قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا	ہماری اولاد سے ہمین آرام دے۔ وہ ہماری آنکھون
لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا اُولٰٓئِكَ	کا نور ہون جو دلکے سرور کا نشان ہے۔ اور دعا کرتے
يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا	ہین۔ کہ ہم سچے فرمانبردارون کے واسطے آئندہ کیلئے
وَيُلَقَّوْنَ فِيْهَا تَحِيَّةً	نمونے ہون۔ وہی اللہ تعالے کے فضل سے اپنے
وَّسَلٰمًا خٰلِدِيْنَ فِيْهَا	نیک اعمال کا بدلہ بڑے بلند مقامات کو پاکر وہان نئی
حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا	زندگی اور پوری سلامتی پاوین گے۔ اور پھر انتہا ہی
قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ	نہین۔ بلکہ تناسخ سے بچکر وہان ہی ہمیشہ ہمیشہ کیلئے
رَبِّيْ لَوْلَا دُعَآؤُكُمْ	رہین گے۔ واہ وہ کیسے آرام کی جگہہ اور رہنے کا مقام
فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ	ہے۔
يَكُوْنُ لِزَامًا	او مخاطب! کہدے میرے رب کو تمہارے ہلاک وتباہ
	کرنیکی ضرورت ہی کیا ہے۔ اگر تمہاری بت پرستی
	نہوتی۔ مگر تم تو راستی کو جھٹلا چکے۔ پس نافرمانی کا
	لازمی وبال تمپر ضرور آنیوالا ہے۔

نظم سیاست مدن کے اصول

اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا	فرمانبرداری کرو اللہ تعالے کی چاہے اسکا حکم اسکے
الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ	کلام سے پہونچے۔ چاہے اسکے فعل سے (قانون
پ ۵ س نساء ر ۵	قدرت) سے اور فرمانبردار ہو اللہ کے رسول کے کہ وہ

	اسی اللہ تعالے کے تمہین پہونچتا ہے۔ اور فرما خبردار رہو حکومت والون کے دنیوی حکام ہون یا سچے دین کے علما ہون۔

دہم جمہوری سلطنت کی بنا ڈالی اور مسلمانونکی صفات مین کہا

وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ پ ۴ - س آل عمران - ر ۸	(جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو بطریق اولویت بلکہ ہر ایک مخاطب کو حکم ہوتا ہے) کہ حکومت مین اپنے لوگون سے مشورہ کر لیا کر۔
وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ وَالَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ وَالَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ پ ۲۵ - س شوریٰ - ر ۵	وہ نعمتین جو اللہ تعالے کے پاس ہین بہت ہی اچھی اور ہمیشہ رہنے والی ہین۔ اور انہین کو ملین گی کہ جو ایمان لائے۔ اور اپنے رب ہی پر انکا بھروسا ہی۔ اور وہ جو بڑے بڑے گناہون سے اور بے حیائیون سے بچے رہتے ہین۔ اور اگر کسے پر غضب کرین تو عفو کرتے ہین اور انکی حکومت بھی مشورہ سے ہوتی اور کچھہ ہمارا دیا خرچ کرتے ہین۔

یازدہم بغاوت کی برائی سے آگاہ کیا اور بغاوت سے حکماً روک دیا

قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ	او مخاطب! تو کہہ دے۔ میرے رب نے تمام
مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ	بیحیائیون کو حرام کر دیا۔ کہلی بیحیایان یا چھپی
وَالْاِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ	اور ہر ایک اثم و بدی اور بیوجہ بغاوت کو
الْحَقِّ وَاَنْ تُشْرِكُوا بِاللّٰهِ مَا لَمْ	اور اسکو کہ اسکا شریک ٹہراؤ۔ اللہ کے ساتھ ایسی
يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطَانًا وَاَنْ	اشیا کو جنکے شریک ہونے کی دلیل کوئی بھی اللہ تعالے
تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ	نے نہین اتاری۔ اور یہہ بھی حرام ہے کہ اللہ تعالے کی
پ ۸ ۔ س انعام ۔ ر ۶	نسبت ایسی باتین بناؤ جنکا تمکو علم ہی نہین۔

دوازدہم باہمی معاملات کو اصول تمدن پر فرمایا

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا	او ایمان والو!۔ اللہ تعالے کے عذاب سے جو
اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ	اسکے نافرمانون کے لئے مقرر ہے اپنے آپکو بچائے
الرِّبٰوٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ	رکھو۔ اور چھوڑ دو جو کچھہ بیاجون کا روپیہ تمکو لوگون سے
فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا	لینا ہے۔ اگر مومن ہو تو ایسے ہی کام کرو۔ اگر اس معاملہ
بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ	سے تمنے فرمانبرداری نہ کی۔ تو جان لو۔ کہ تم سے جنگ کرنیکا
وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ	حکم خدا اور اسکے رسول سے لگ چکا۔ اگر اللہ کی طرف
اَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُوْنَ	توجہ رکہو تو تمکو اصل سرمایہ کے لینے کی اجازت ہے۔
وَلَا تُظْلَمُوْنَ وَاِنْ كَانَ	ظالم نہ بنو ورنہ ظلم کی سزا بھگتو گے۔ اصل بھی نہ ملیگا۔

ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰی
مَیْسَرَةٍ وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَیْرٌ لَّکُمْ
اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ وَاتَّقُوْا یَوْمًا
تُرْجَعُوْنَ فِیْهِ اِلَی اللّٰهِ ثُمَّ تُوَفّٰی
کُلُّ نَفْسٍ مَّا کَسَبَتْ وَهُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ
یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا تَدَا
یَنْتُمْ بِدَیْنٍ اِلٰی اَجَلٍ مُّسَمًّی
فَاکْتُبُوْهُ وَلْیَکْتُبْ بَّیْنَکُمْ کَاتِبٌ
بِالْعَدْلِ وَلَا یَاْبَ کَاتِبٌ اَنْ
یَّکْتُبَ کَمَا عَلَّمَهُ اللّٰهُ فَلْیَکْتُبْ
وَلْیُمْلِلِ الَّذِیْ عَلَیْهِ الْحَقُّ وَ
لْیَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ وَلَا یَبْخَسْ مِنْهُ
شَیْـًٔا فَاِنْ کَانَ الَّذِیْ عَلَیْهِ
الْحَقُّ سَفِیْهًا اَوْ ضَعِیْفًا اَوْ لَا
یَسْتَطِیْعُ اَنْ یُّمِلَّ هُوَ فَلْیُمْلِلْ وَلِیُّهٗ
بِالْعَدْلِ وَاسْتَشْهِدُوْا
شَهِیْدَیْنِ مِنْ رِّجَالِکُمْ
فَاِنْ لَّمْ یَکُوْنَا رَجُلَیْنِ فَرَجُلٌ
وَّامْرَاَتٰنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ

اگر تمہارا مقروض مفلس ہے۔ تو اسے آسودگی تک مہلت دو۔ اور اگر قرضہ عفو کردو۔ تو تمہارے حق مین بہت بہلا ہے اگر سمجھو۔

ڈرتے رہو اسوقت سے کہ تمہارا معاملہ اللہ کے سامنے پیش ہوا اور وہان ہر جی اپنے کیئے کی سزا بہگتیگے۔ اور وہان کسی پر ظلم نہوگا۔

اور ایمان والو! ہر ایک معاملہ کو لکھہ لیا کرو جسکے لئے کوئی میعادی معاہدہ ہوا اور ہر ایک کو چاہئے کہ معاہدن کو لکھا کرے۔ بلکہ چاہئے کہ معاہدہ کو وہ شخص لکھے جو ایسے معاملون کا لکھنے والا ہو۔ اور معاہدہ کو اس انصاف کے ساتھ لکھے جسمین ضرورت کے وقت تمسک مین نقص نہ نکلے۔ اور تمسک نویس کو تمسک کے لکھنے مین کبھی انکار نہوا کرے۔ کیونکہ کاتب کو اللہ تعالے نے فضل سے ایسا کام سکہایا۔ پس چاہیے کہ تمسکات کو لکھے اور لکہاوے وہ جسنے دینا ہو۔ اور ضرور ہے کہ لکہاتے ہوئے لکھانیوالا اللہ سے ڈرتا رہے۔ اور ذرہ بھی اسمین کمی ونقص نکرے۔ اور اگر لکہانے والا کم عقل اور بچہ اور لکھانے کے قابل نہین۔ تو اسکا سرپرست انصاف وعدل کے

الشُّهَدَاءِ أَنْ تَضِلَّ إِحْدَاهُمَا
فَتُذَكِّرَ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَىٰ
وَلَا يَأْبَ الشُّهَدَاءُ إِذَا مَا دُعُوا
وَلَا تَسْأَمُوا أَنْ تَكْتُبُوهُ
صَغِيرًا أَوْ كَبِيرًا إِلَىٰ أَجَلِهِ
ذَٰلِكُمْ أَقْسَطُ عِنْدَ اللَّهِ وَأَقْوَمُ
لِلشَّهَادَةِ وَأَدْنَىٰ أَلَّا تَرْتَابُوا إِلَّا
أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِيرُونَهَا
بَيْنَكُمْ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَلَّا
تَكْتُبُوهَا وَأَشْهِدُوا إِذَا تَبَايَعْتُمْ
وَلَا يُضَارَّ كَاتِبٌ وَلَا شَهِيدٌ وَ
إِنْ تَفْعَلُوا فَإِنَّهُ فُسُوقٌ بِكُمْ
وَاتَّقُوا اللَّهَ وَيُعَلِّمُكُمُ اللَّهُ وَ
اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ وَإِنْ
كُنْتُمْ عَلَىٰ سَفَرٍ لَمْ تَجِدُوا
كَاتِبًا فَرِهَانٌ مَقْبُوضَةٌ فَإِنْ
أَمِنَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ
الَّذِي اؤْتُمِنَ أَمَانَتَهُ وَ
لْيَتَّقِ اللَّهَ رَبَّهُ وَلَا تَكْتُمُوا

ساتھ لکھا وے - اور اپنے معاملات پہ دو مرد گواہ بنا
لیا کرو - اگر دو مرد گواہ نہ مل سکین تو ایک مرد اور دو عورتین
دو کا فائدہ یہہ ہے کہ اگر ایک انہین سے کچھ بھول
گئی - تو دوسری اُسے یاد دلاوے گی - اور گواہ بلائے
پر انکار نکرین - اور ایسے سست نہ بنیو - کہ تھوڑا یا
بہتا میعادی معاملہ لکھنے مین چھوڑ دو - اللہ تعالے
کے یہان یہہ انصاف کی باتین ہین - اور جہان گواہی
کی ضرورت پڑیگی - وہان یہہ باتین بڑی مفید
پڑین گی - اور ایسی تدابیرون سے بہی بدگمانیان
جاتی رہین گی - ہان دستی لین دین - اور نقدی
کی تجارۃ مین تحریر کے نہونے سے گناہ ہی نہین
مگر ہر ایک سودے مین گواہون کا پاس ہونا تو
ضرور چاہیے (اگر اسپیشل ہوتا تو چوری کی چیزین
لینے مین پولیس کی گرفتاری سے بہت کچھ امن
ہو جاتا) اور یاد رہے کہ کاتب اور گواہ کو انکا ہرجانہ
دو - اگر نہ دوگے - تو بدکار ہوگے - خدا کا ڈر رکھو -
اللہ تعالے تمہین آرام کی باتین سکھاتا ہے - اور
اللہ تعالے ہر شئے کو جانتا ہے - اگر کہین اپنے سفر
مین لین دین کرو - جہان تمکو کاتب نہ مل سکے

الشهادة ومن يكتمها فانه آثم قلبه والله بما تعملون عليم ٥ پ٣ - س بقرہ - ع٧	تو رہن سے کام لو۔ مگر ضرور ہے۔ کہ مرہون چیز کا قبضہ کر لیا کرو۔ اور گر ایسے معاملات مین ایک کو دوسری کی امانت و دیانت پر یقین ہو۔ تو امین کو چاہیے کہ اللہ تعالے کا خوف کر کے امانت دار حقوق کو پورا ادا کر دے۔ اور گواہی کو مت چھپاؤ گواہی کا چھپانے والا دل کا بڑا بدکار ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالے تمہارے اعمال کو جانتا ہے۔
يا ايها الذين آمنوا اتقوا الله حق تقاته ولا تموتن الا وانتم مسلمون ٥ واعتصموا بحبل الله جميعا ولا تفرقوا واذكروا نعمت الله عليكم اذ كنتم اعداء فالف بين قلوبكم فاصبحتم بنعمته اخوانا وكنتم على شفا حفرة من النار فانقذكم منها كذلك يبين الله لكم آياته	اے ایمان والو! اللہ تعالے سے ڈرو جیسا ڈرنیکا حق ہے۔ اور یہہ بات کر دکھاؤ۔ کہ تمہاری موت اسلام ہی پر ہو اور اسلام یہہ ہی کہ اپنے تمام وجود اور اپنی تمام طاقتون سے خدا تعالے کے رستے پر پنجہ مارو کیا معنے تمام و کمال ظاہر و باطن الٰہی ارادون کے پیرو ہو جاؤ ایسا نہو کہ کچھ خدا کے اور کچھ غیر کے بنے رہو۔ اور اللہ تعالے کی اس نعمت کو تو سوچو! تم کیسے آپس مین ایک دوسرے کے دشمن تھے اسلام کے باعث تم سب کے دل ایک ہو گئے اور اللہ تعالے کے فضل سے آپس مین بھائی بھائی ہو گئے ایک دوسرے کے خیرخواہ ایک دوسرے کے

لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ پ ۴ - س عمران - ر ۲	دو وکہہ سو کھہ مین شریک - اور تم اپنی بدی - بدکاری شرارتون سے دوزخ کے کنارے اور باہمی جنگون مین پہنسے پڑے تہے اللہ تعالے نے تمکو اس آفت سے نکالا - غور تو کرو کسطرح اللہ تعالے بیان کرتا ہے - اپنے نشان کہ اسلام حق اور راحت بخش ہے - اور یہہ اسلئے کہ تم راہ پر آو - او مسلمانو ! - تمسے ہمیشہ ایک ایسا گروہ رہے - کہ لوگون کو بہلائی کی طرف بلائے - ہر ایک پسندیدہ کام کا حکم کرے - ہر ایک ناپسندیدہ کام سے منع کرے - اور وہی لوگ مراد کو پہونچنے والے ہین اور نہ ہو ان لوگون کی طرح کہ جنہون نے دین مین تفرقہ ڈالا - اور اختلاف مچایا - حالانکہ انکو اتفاق کی خوبیان اور اتفاق کی عمدگی کے دلائل بہی معلوم تہے - ایسے لوگون کو بڑا عذاب ہوگا -
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ	اے ایمان والو - اپنے گہر کے سوا کسی کے گہر مین اطلاع و اجازت کے بنا کبہی نہ جائیو - بے اجازت و اطلاع جانا وحشیون کا کام ہے - بلکہ سلام کہکر اجازت لو - (اگر اتفاقاً وہ نہ سنے تو تین بار تک پوچہو حدیث مین ہے)

لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ فَاِنْ لَّمْ
تَجِدُوْا فِيْهَآ اَحَدًا فَلَا
تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى يُؤْذَنَ لَكُمْ
وَاِنْ قِيْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا
فَارْجِعُوْا هُوَ اَزْكٰى لَكُمْ وَاللّٰهُ
بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ لَيْسَ عَلَيْكُمْ
جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا
غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ فِيْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ
وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا
تَكْتُمُوْنَ ۔ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا
مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا
فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ
اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ
وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ
مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ
فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ
زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا
وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى
جُيُوْبِهِنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ

یہہ عمدہ باتین ہین - اور اسلئے بتائی جاتی ہین کہ اُنپر عمل کرو - اگر وہان کوئی نہو - تو وہان بدون اجازت مت جاؤ - اگر تمکو کہا جاوے کہ اسوقت تمکو اندر آنے کی اجازت نہین - واپس چلے جاؤ یہی پسندیدہ طرز ہے - اور اللہ تعالے تمہارے اعمال پر واقف ہے - ہان ایسے غیر آباد گہرون مین جہان کسیکی سکونت نہین - اور تمہارا وہان اسباب رکہا ہے - بدون اطلاع و اجازت بہی جانا روا ہے - اور خدا تعالے جانتا ہے - کہ تم کسی گہر مین بہلائی کو جاتے ہو - یا شرارت کو - تو کہدے ایمان والون کو کہ آنکہون کو نیچا رکہا کرین - اور شرمگاہون کی حفاظت کرین - یہہ نہایت پسندیدہ بات ہے - اور جو کچہہ اپنی زبانون سے کہتے اور دوسرے ہاتہہ اور اعضا سے لیتے ہو - سب کو اللہ تعالے جانتا ہے - ایسے ہی ایمان والی عورتون سے بہی کہدے کہ آنکہون کو برائی سے بچا رکہین - اور شرمگاہون کی حفاظت رکہین - اور اپنے بناؤ سنگار کو مت دکہلاوین - مگر وہ حصہ لابدی ہے جو ظاہر ہے اور اوڑہنی کو ایسا اوڑہین کہ جیب تک چہپ جاوے

زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ
اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ
اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ
اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِىْٓ اِخْوَانِهِنَّ
اَوْ بَنِىْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ
اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ
اَوِ التَّابِعِيْنَ غَيْرِ اُولِى
الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ
الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ
النِّسَآءِ وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ
لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ
زِيْنَتِهِنَّ وَتُوْبُوْٓا اِلَى
اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ
لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ وَاَنْكِحُوا
الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَ
الصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ
وَاِمَآئِكُمْ اِنْ يَّكُوْنُوْا
فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ
وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ

اور عورتین اپنے بناؤ سنگار کو کسی پر ظاہر نہ کرین مگر
اپنے خاوندون اور باپون اور خسر اور اپنے بیٹون
اور خاوند کے بیٹون اور اپنے بھائیون اور بھتیجون
اور بھانجون اور اپنی نیکبخت بی بیون (عیسائی
مشن کی عورتون کو جو لوگ اپنے گھرون مین آنے
دیتے ہین اور اسلام کے مدعی ہین وہ غور کرین)
اور غلامون اور ان نوکرون پر جنہین عورتون
کی رغبت ہی نہین (جیسے پاگل) اور بچون پر
جو عورتون کے معاملات سے واقف ہی نہین۔ اور
عورتون کو واجب ہے۔ کہ ایسی طرح پاؤن زمین پر
نمارین کہ انکے کسی سنگار کی کسیکو خبر ہوجاوے۔
اللہ کی طرف رجوع رکھو۔ ایمان والو!۔ توکہ نجات
پاؤ۔ اور نکاح کردو اپنی بیوہ عورتون کو اور اپنے
نیک غلامون اور لونڈیون کو اگر غریب و مفلس ہین
تو اللہ تعالے ان کو اپنے فضل سے غنی کریگا۔
اور اللہ تعالے بڑی وسعت والا بڑے علم والا
ہے۔

پ ۱۸- س نور - ر ۳	
إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ پ ۲۶- س حجرات ، ر ۱۳	تمام ایمان والے آپسمین بہائی بہائی ہین امیر سے غریب تک۔ شریف سے وضیع تک اجنبی سے اپنے پرائے ہم قوم تک۔ اگر ایمان والون بین رنج آجاوے توان بہائیون بین صلح کرادو۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو توکہ تمپر رحم ہو۔

سیزدہم اپنے لوگون اور غیر قومون سے تعلق

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّن قَوْمٍ عَسَىٰ أَن يَكُونُوا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِّن نِّسَاءٍ عَسَىٰ أَن يَكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوا أَنفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ وَمَن لَّمْ يَتُبْ فَأُولٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ پ ۲۶- س حجرات - ر ۱۴	اوایمان والو! کوئی قوم کسی قوم سے تمسخر نہ کرے جیسے تم ہنسی کرتے ہو اور جیسے تم مسخرہ بناتے ہو شاید تم سے اچھا ہو۔ اور نہ عورتین ہنسی کرین عورتون سے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ جیسے ایک عورت تمسخر کرتی ہے دوسری سے اچھی ہو۔ اور اپنون کو کوئی طعن مت دیا کرو۔ اور کسیکی نسبت برا لقب مت لو۔ ایسی کرتوتون سے برے لقب دینے والا اللہ تعالے کے یہان سے فاسق وبدکار ہونیکا لقب پاتا ہے اور مومن کہلا کر فاسق بننا برا ہے جو لوگ بری کامون سے باز نہ آئے وہی بدکار ہین

یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا
كَثِیرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ
إِثْمٌ وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا یَغْتَب
بَّعْضُكُم بَعْضًا أَیُحِبُّ
أَحَدُكُمْ أَن یَأْكُلَ لَحْمَ أَخِیهِ
مَیْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ وَاتَّقُوا اللَّهَ
إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَّحِیمٌ
پ ۲۶ - س حجرات - ر ۲

اے ایمان والو - بہت سی بدگمانیوں سے بچو بعض بدگمانی
بدکاری ہوتی ہے - لوگون کی عیب جوئی
مت کیا کرو - اور ایک دوسرے کا گلہ کبھی نہ کرو
گلہ کرنا ایسا برا ہے جیسا بھائی کا گوشت کھا لینا
کیا یہہ امر کسیکو پسند ہے - بے ریب کسیکو بھی
یہہ بات پسند نہین - اللہ سے اسکی نافرمانیون سے
ڈرو اللہ تعالے ان لوگون کو جو نافرمانیون کو
چھوڑ اسکی طرف متوجہ ہوتے ہین - رحم کرتا ہے -

یَا أَیُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم
مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ
شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا
إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ
أَتْقَاكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلِیمٌ خَبِیرٌ
پ ۲۶ - س حجرات - ر ۲

(اللہ تعالے فرماتا ہے) ہمنے ہی تمکو پیدا کیا
نر و مادہ سے - اور تمکو قومون اور قبائل پر تقسیم
کیا - توکہ یک دوسرے سے تعارف رکھو اور نہین
یاد رہے کہ خدا کے یہان تم مین سے وہی معزز
ہے جو بڑا پرہیزگار ہے اور جان رکھو - اللہ تعالے
علیم و خبیر ہے -

وَلَا تَسْتَوِی الْحَسَنَةُ وَلَا
السَّیِّئَةُ ادْفَعْ بِالَّتِی هِیَ
أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِی بَیْنَكَ
وَبَیْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ

نیکی و بدی - دونون ایک دوسرے کے ساتھ
ہم پلہ اور خوبی مین مساوی نہین - بدی کا دفعیہ
نیکی کے ساتھہ کر دکھاؤ - اگر ایسا ہی حسن سلوک
اپنے دشمنون سے کر دکھاؤگے تو تمہارے دشمن

وَلِيٌّ حَمِيمٌ وَمَا يُلَقّٰهَا إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا وَمَا يُلَقّٰهَا إِلَّا ذُو حَظٍّ عَظِيمٍ

پ ۲۴ - س حٰم السجدہ - ر ۱۸

ہی تمہارے سچے دوستون اور گرم جوش والے خیر خواہون کیطرح ہو جاوین گے - اس نصیحت کو وہی لوگ مانین جو بڑی برُدباری اور بلند حوصلگی کا حصہ رکھتے ہین -

چہاردہم مومنین کے صفات ہین فرمایا -

إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُوا الْأَلْبَابِ الَّذِينَ يُوفُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَلَا يَنْقُضُونَ الْمِيثَاقَ وَالَّذِينَ يَصِلُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَنْ يُوصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُونَ سُوءَ الْحِسَابِ وَالَّذِينَ صَبَرُوا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَأَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَأَنْفَقُوا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً وَيَدْرَءُونَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ أُولٰئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ الخ

پ ۱۳ - س رعد - ر ۸

نصیحت تو وہی پکڑین جو عقل والے ہین - وہی جو الٰہی معاہدون کا پورا خیال رکھتے ہین اور جس کسی سے مستحکم وعدے کئے انکو نہین توڑتے - جنسے ملاپ کرنا چاہئیے انسے ملاپ کرتے - اللہ کی نافرمانیکا خوف رکھتے اور بُرے کامون کے بدلہ سے ڈرتے وہی اللہ تعالے کی رضامندی کے طالب ہو کر بردباری کرتے ہین اور نمازون کو درست رکھتے اور کچھ اللہ کا دیا - ظاہری اور باطنی طور پر خرچ کردیتے ہین - اور خاص بدی کا مقابلہ خاص نیکی سے کیا کرتے ہین - انہین کو انجام کا آرام ہوگا -

أُولَئِكَ يُؤْتَوْنَ أَجْرَهُم مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوا وَيَدْرَءُونَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ پ ۲۰ - س قصص - ر ۹	پہلی کتابون کے ماننے والے اگر قرآن کریم پر بھی ایمان لائے تو انہین دوہرا بدلہ ملیگا اسلئے کہ اُنہون نے بڑی ہی بردباری کی - اور اُن کی چال ہی ایسی ہے - کہ بدی کا مقابلہ نیکی کے ساتھ کردیتے ہین
لَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُم مِّن دِيَارِكُمْ أَن تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ إِنَّمَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ قَاتَلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَأَخْرَجُوكُم مِّن دِيَارِكُمْ وَظَاهَرُوا عَلَى إِخْرَاجِكُمْ أَن تَوَلَّوْهُمْ وَمَن يَتَوَلَّهُمْ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ پ ۲۸ - س الممتحنة - ر ۲	جو لوگ تمسے مذہبی عداوت پر نہین لڑتے - اور نہ انہون نے تمکو جلاوطن کیا - اُنسے سلوک اور انصاف کے برتاؤ سے اللہ تعالے کبھی نہین منع کرتا بلکہ ایسی منصف تو اللہ تعالے کو محبوب و پیارے ہین - اللہ تعالے تو ان لوگون کی محبت و دوستی سے تمکو منع کرتا ہے جنہون نے تم سے مذہبی جنگ کی اور اسلام کے باعث تمسے لڑے اور تمکو جلاوطن کیا اور تمہاری جلاوطنی مین تمہارے دشمنون کے مددگار ہوئے - اور جو ایسے دشمنون سے پیار کرین وہی ظالم ہین -
فَاعْفُ عَنْهُمْ وَقُلْ سَلَامٌ پ ۲۵ - س زخرف - ر	تو اُن سے درگذر کر اور سلام کہدے -

وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ پ ۱۸ - س نور - ر ۸	دکھ اور تکلیف دینے والون پر عفو کرو اور انسے درگزر - کیا تمکو پسند نہین کہ اللہ تعالے تمسے درگزر کرے اگر اللہ تعالے کا تمسے درگزر کرنا تمہین پسند ہے تو اسکی یہی تدبیر ہے کہ تم لوگون سے درگزر کرو -

پانزدہم تعلیم اور تعلم اور علم کی ترقی کے واسطے

وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَأُولٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ پ ۴ - س عمران - ر ۲	او اسلام والو! - تمسے ایسے لوگ ہوا ہی کرین جو بھلائیون کی طرف بلادین اور ہر ایک پسندیدہ بات کا حکم کرین اور ہر ایک برائی سے روکین اور وہی ہین نجات پانیوالے (یہان محمدن مشنری بننے کی تاکید ہے) کبھی نہونا - ان لوگون کی طرح جو اپنین پھٹ پڑے اور کھلے نشانون کے بعد بھی اختلاف مچایا - یادرکھو انہین کو بڑا عذاب ہوگا -
كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ	اسلام والو! - تم تو بڑی عمدہ قوم بھلائیون کے سکھلانیوالے ہو - صرف لوگون کے فائدہ کے لئے اللہ تعالے نے تمہین بنایا - ہر پسندیدہ بات کا حکم کرتے ہو - اور

وَيُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ - پ ۴ - س عمران - ر ۳	ہر ایک ناپسند امر سے روکتے ہو اور اس سے بڑھکر یہہ بات ہے کہ اللہ تعالے پر ایمان لائے ہو +
اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا + پ ۲۲ س فاطر - ر ۱۵	اللہ کے بندون مین اللہ تعالے سے وہی ڈرین جنکو علم ہے۔ یعنے پاک علم والے ہی اللہ کے نافرمان نہین ہوا کرتے +
يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ پ ۲۸ - س مجادلہ - ر ۲	اللہ ایمانداروں اور پاک علوم کے عالمون کو ہی درجات پر پہونچاتا ہے +
قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ پ ۲۳ - س زمر - ر ۱۵	مخاطب! تو کہہ بھلا - کہین علم والے - اور جاہل بھی برابر ہوتے ہین ہرگز نہین +
وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا پ ۱۵ - س بنی اسرائیل - ر ۱۵	اور تو اے محمد کہدے - یا اے مخاطب کہدے - اے میرے رب مجھے علم مین ہمیشہ ترقی دے +
اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ پ اول - س بقرہ - ر ۸	نبی نے کہا - خدا کی پناہ - کہ مین جاہلون سے ہون +
فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْا	وہ لوگ ایسا کیون نہین کرتے - کہ انکی ہر ایک قوم و قبیلہ سے ایک بڑا گروہ دنیا مین سمجھ پیدا کرے - اور واپس ہوکر اپنی اپنی قوم کو علم سیکھہ کر

إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ پ ۱۱ - س توبہ - ر ۳	براِیون کے بدنتائج سے ڈراوے۔ توکہ اُنکی قومین براِیون سے ڈرجاوین +
فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ۔ پ ۱۴ - س نحل - ر ۸	اگر تمکو علم نہو۔ تو علم والون سے پوچھ لیا کرو +
وَإِذْ أَخَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لَتُبَيِّنُنَّهُ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُونَهُ پ ۴ - س آل عمران ر	تمام کتاب والون سے تو اللہ تعالے مستحکم وعدہ لے چکا ہے کہ وہ لوگ کتاب کا مطلب لوگون کی بھلائی کے لئے سُنا دین۔ اور الٰہی کتاب کو نہ چھپا وین (آریو! تمہاری عملی کارروائی کیا دکھاتی ہے)
وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِمَّنْ دَعَا إِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا پ ۲۴ - س سجدہ فصلت - ر ۱۸	اس شخص سے بھلی بات کسکی جس نے لوگون کو اللہ کی طرف بلایا + اور اچھے کام کئے +

شانزدہم یتامی کے حق مین فرمایا

إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا پ ۴ - س نساء - ر ۱۲	جو لوگ ظلم کی راہ سے یتیمون کا مال کھا جاتے ہین وہ یاد رکھین۔ وہ انگارے کھاتے ہین آگ ہی اُن کے پیٹ مین جاتی ہے۔ بے ریب وہ جلتے دوزخ مین بیٹھین گے

وَاٰتُوا الْيَتٰمٰۤى اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ وَلَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَهُمْ اِلٰۤى اَمْوَالِكُمْ اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا۔ پ ۴ - س نساء - ر ۱۱	یتیمونکے اموال یتیمون کو دیدو - اور انکی اچھی چیزین اپنی بُری اشیاء سے نہ بدلو - اور اپنے اموال سے ملا کر بھی انکے مال نہ کہاؤ بیس بالکل انہین کامل کہا جانا کیا بُرا ہوگا - بے شک یہہ بات بڑی بدی ہے -

ہفتدہم کوٹ آف وارڈس اور حجر کا راحت بخش قانون سمجہایا

اگر اس قانون پر عمل ہوتا تو دنیا سے ہزارون مفاسد اٹھ جاتے - کیونکہ اس قانون کے مطابق حکم ہے جب کوئی یتیم مالدار رہجاوے یا کوئی شخص گو کم عمر نہین مگر اپنے اموال کو نادانی کم عقلی سے ضائع کرتا ہے - تو دونون صورتون مین صاحب مال کو اس مال کے تصرف سے روکدو - اور اس مال کی حفاظت رکہو اور صاحب مال کو بقدر ضرورت اس وقت دیتے رہو کہ عاقبت اندیشی سے خرچ کرسکے۔

وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِىْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِيٰمًا وَّارْزُقُوْهُمْ فِيْهَا وَاكْسُوْهُمْ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا وَابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰۤى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ فَاِنْ اٰنَسْتُمْ	نادان بچون کو انکے مال نہ دیدینا - مال ہے تو معیشت اور گزارہ کا ذریعہ ہے ہان ان بچون کو کہانے اور پہننے کے لئے ان اموال سے کچھ دیتے رہو اور انہین میٹھی پیاری زبان سے تسلی دو - اور امتحان کرتے رہو - جب یتیم بڑے اچھے جوان نکاح کرنے کے قابل ہوجاوین - اور تمہین ثابت ہوجاوے

مِنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْا	کہ اپنا آپ اب سنبھال لین گے - تو انکے مال انہین
اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ وَلَا	دیدو - اور ایسا نہو کہ ناجائز طور پر انکے بڑے ہونے
تَاْكُلُوْهَا اِسْرَافًا وَّبِدَارًا	سے پہلے ہی تم خرد برد کرلو -
اَنْ يَّكْبَرُوْا وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا	دولتمند یتیم کے اموال کا نگران تو اس مال سے
فَلْيَسْتَعْفِفْ وَمَنْ كَانَ	کچھ بھی نہ لے - مگر غریب نگران - مناسب حق الخدمت
فَقِيْرًا فَلْيَاْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ	کھالے -
فَاِذَا دَفَعْتُمْ اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ	اور جب یتیموں کا مال یتیموں کو دو تب ہی گواہ
فَاَشْهِدُوْا عَلَيْهِمْ وَكَفٰى	رکھہ لو - کہ چیز ہمارے پاس تہی صحیح وسالم
بِاللّٰهِ حَسِيْبًا لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ	پوری تمنے دیدی - اور یاد رکھو اللہ تعالےٰ کافی
مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَ	حساب کرنے والا ہے ماں باپ اور رشتہ دارون کے
الْاَقْرَبُوْنَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ	مال کے وارث مرد بہی ہین اور عورتین بہی کوئی
اَوْ كَثُرَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا	کم کوئی زیادہ حقدار ہے -
وَاِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا الْقُرْبٰى	ہر ایک وارث کا حق الہٰی قانون مین مقرر ہے
وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنُ	اور جب ورثہ کی تقسیم پر رشتہ دار یتیم اور مسکین
فَارْزُقُوْهُمْ مِّنْهُ وَقُوْلُوْا لَهُمْ	جمع ہون - تو انہین اسمین سے کچھہ دو اور جو بات
قَوْلًا مَّعْرُوْفًا وَلْيَخْشَ الَّذِيْنَ	کہو ایسی ہو کہ شریعت اسے پسند کرے -
لَوْ تَرَكُوْا مِنْ خَلْفِهِمْ	خدا کا خوف کرو - تمہارے ننھے ننھے بچے اگر
ذُرِّيَّةً ضِعٰفًا خَافُوْا عَلَيْهِمْ	رہجادین - اور تم مرجاؤ تو تمکو مرتے وقت کتنا ہی
فَلْيَتَّقُوا اللّٰهَ وَلْيَقُوْلُوْا قَوْلًا	انکا فکر ہوتا ہے - ایسے ہی عام یتیموں کا فکر رکہو -

سَدِیْدًا اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰی ظُلْمًا اِنَّمَا یَاْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا وَسَیَصْلَوْنَ سَعِیْرًا ۔ پ ۴ ۔ س نساء ۔ ر اول	اور جو بات کہو بڑی پختہ ہو۔ جو لوگ یتیمون کے مال کہا جاتے ہین۔ بے ریب اپنے پیٹ مین آگ ڈالتے ہین۔ اور جلتے دوزخ مین پیٹھین گے۔

ہژدہم غلامی کی پرانی رسم کے استیصال کی ہدایت فرمائی

فَاِذَا لَقِیْتُمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ حَتّٰۤی اِذَآ اَثْخَنْتُمُوْهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ فَاِمَّا مَنًّۢا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَآءً حَتّٰی تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا	جب کفار سے تم معرکہ آرا ہو تو ان دشمنون کی گردنیں مارو۔ یہانتک کہ تم فتحمند ہو جاؤ پھر دشمنون کو قید کرلو۔ آخر۔ احسان کرکے چھوڑ دو۔ یا جرمانہ لیکر رہا کرو۔

پھر اسپر ہی اکتفا نہین فرمایا۔ بلکہ اور جگہہ کے گرفتار غلامون کے رہا کرانے کیواسطے اوس مذہبی چندہ مین جسمین ہر ایک مسلمان کو جو پچاس باون روپیہ کا بھی مالک ہو۔ اسی اڑہائی روپیہ فیصدی کے حساب سے دینے پڑتے ہین۔ ایک رقم غلام آزاد کرنے کی بہی قایم کی۔ بدون اسلام کے کسی مذہب نے یہہ تدبیر تجویز کی ہو تو کوئی نشان دے۔ بلکہ ماورا اسکے اور بہت سی تدابیر قایم کین جنکے ذریعہ غلام آزاد کئے جاوین **مثلاً** فرمایا۔

إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِينَ وَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ فَرِيضَةً مِّنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ پ ۱۰ - س توبہ - ر ۸	خیرات تو فقیرون مسکینون - اور صدقات کے کارکنون اور ان کافرون کا جنکو اسلام و مسلمانون سے لگاؤ ہے حق ہے صدقات کو غلامون کے آزاد کرنے اور غیر خاص آفتین آئی ہین انکی امداد دینی اور خدائی کامون جہاد وغیرہ - اور مسافرون کی مددگاری مین خرچ کرو - یہ امر اللہ کیطرف سے نہایت ضروری ہے اور اللہ تعالے علم والا ہے -
وَالَّذِينَ يُظَاهِرُونَ مِن نِّسَائِهِمْ ثُمَّ يَعُودُونَ لِمَا قَالُوا فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مِّن قَبْلِ أَن يَتَمَاسَّا پ ۲۸ - س مجادلہ - ر اول	جو لوگ اپنی بی بیون کو مان کہہ بیٹھے اور انہین الگ کرنا چاہتے ہین پھر اس بات پہ نادم ہوئے انپر لازم ہے کہ بی بی کے پاس جانیسے پہلے غلام آزاد کرین وغیرہ وغیرہ -

اور جنگ کے قیدیون کو بجائے اسکے کہ جیلخانون مین جاہل بنائے جاوین یا جاہلون کی صحبت مین رکھے جاوین - اہل اسلام کے گھرون مین اس طور پہ رکھنے کا حکم ہوا کہ انہین بھائیون کی طرح رکھو جیسے آپ کھاتے ہو ویسا کھلاؤ جیسا آپ پہنتے ہو ویسا پہناؤ - انکی عمدہ تادیب کرو -

نوزدہم عام احسان

تمام مذاہب کے بڑون کی بے ادبی سے منع کیا - اور فرمایا -

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ فَیَسُبُّوا اللّٰہَ عَدْوًا بِغَیْرِ عِلْمٍ پ ۷ - س انعام - ر ۱۹	کبھی برا نہ کہنا انکو جنکو لوگ پوجتے ہین اور جنہین لوگ اللہ تعالے کے سوا پکارتے ہین - اگر تم برا کہہ بیٹھوگے تو بت پرست تمہارے مقابلہ مین نا سمجھنے سے اللہ تعالے کو برا کہہ بیٹھین گے -

کل دنیا مین منذرین کا آنا تسلیم فرمایا اور انصاف سے مذاہب پر کلی انکار نہین کیا - بلکہ تمام انبیا و رسل پر یقین کرنا اور انپر ایمان لانا سکھایا اور فرمایا

اِنْ مِّنْ اُمَّۃٍ اِلَّا خَلَا فِیْہَا نَذِیْرٌ تمام امتون مین - نافرمانون کو ڈر سنانے والے گذر چکے ہین -

پ ۲۲ - س فاطر - ر ۱۵

وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَا اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ وَبِالْاٰخِرَۃِ ھُمْ یُوْقِنُوْنَ اُولٰٓئِکَ عَلٰی ھُدًی مِّنْ رَّبِّھِمْ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ پ اول - س بقر - ر اول	متقی وہی ہین جنہون نے مان لئے وہ احکام جو جناب تجھ پر اترے اور وہ احکام بھی جو تجھ سے پہلے تمام لوگون کی ہدایت کو نازل ہو چکے ہین - اور پچھلے دن پر انکا یقین ہے خدا کی طرف سے وہی ہین جو راہ پر ہوئے اور وہی نجات پانے والے ہین -

کسی نبی کی نسبت طعن نہین کیا - انبیا کی تعلیم پر کہین بھی نکتہ چینی نہین کی بلکہ نصائح کو بدون طعن و تشنیع بیان کیا ہے - مطاعن بیان کرنے مین بالکل سکوت فرمایا -

طعن کیا گیا ہے کہ مسلمانون مین جو کسل اور سستی - حرام خوری - عیاشی

فضول خرچی غرور ہے وہ صرف اسلامی تعلیمات کا نتیجہ ہے۔ مگر مین کہتا ہون آیات ذیل کن لوگون کی مقدس کتاب مین ہین۔)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنفِقُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا أَخْرَجْنَا لَكُم مِّنَ الْأَرْضِ پ ٣ - س بقرہ - ر ٥	ایمان والو!۔ اپنی کمائی اور زمین کی عمدہ برکات سے جو ہمنے تمہارے لئے نکالے ہین اچھی اچھی چیزین خدا کی راہ مین خرچ کرو۔
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَاشْكُرُوا لِلَّهِ إِن كُنتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ پ ٢ - س بقرہ - ر ٥	او ایمان والو!۔ اللہ تعالے کی دی ہوئی چیزون سے نہایت ستھری اور پسندیدہ کمایون کو کھاؤ۔ اور اللہ تعالے کا شکریہ کرو۔ اگر اسکے فرمانبردار ہو۔
وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوا بِهَا إِلَى الْحُكَّامِ لِتَأْكُلُوا فَرِيقًا مِّنْ أَمْوَالِ النَّاسِ بِالْإِثْمِ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ پ ٢ - س بقرہ - ر ٧	آپسمین ایکدوسرے کے اموال کو ناجائز طور پر مت کھایا کرو۔ اور نہ اپنے مالون کو حکام تک پہونچاؤ کہ اس ذریعہ سے لوگون کے اموال کو دبالو اور جان بوجھ کر بدی مین مبتلا رہو۔
وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَىٰ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ	بدکاری کے پاس بھی نجاؤ زنا بڑی بیحیائی۔ اور برائی ہے اور بری راہ ہے۔

سبیلاً۔ پ ۱۵۔ س بنی اسرائیل۔ ر۴	
یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ پ ۷۔ س مائدہ ۔ ر۲	اے ایمان والو!۔ شراب۔ قمار بازی۔ بت پرستی۔ شگون لینے یہہ شیطانی کام بڑے ہی گندے ہین پس انسے بچو تو کہ نجات پاؤ۔

بستم عیاشی سے یہانتک نفرت دلائی کہ بدکار عورتون اور کسبیون سے نکاح کے بارے مین کہا۔

اَلزَّانِیْ لَا یَنْكِحُ اِلَّا زَانِیَةً اَوْ مُشْرِكَةً وَّالزَّانِیَةُ لَا یَنْكِحُهَآ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ وَحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ۔ پ ۱۸۔ س نور۔ ر اول	بدکار تو بدکارون یا بت پرست عورتون کو ہی نکاح کرتے ہین اور بدکار عورتین بھی ایسی ہین کہ انہین بدکار یا مشرک ہی بیاہین اور ایمان والون پہ تو یہہ باتین حرام ہی ہین۔

بست ویکم اسراف اور حق تلفی اور غرور کے بارے مین ارشاد ہوتا ہے

وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّهٗ وَ	رشتہ دارون مسکینون مسافرون کو انکے حق دیدو

الْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ۔ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ - پ ۱۵ - س بنی اسرائیل - ر ۲	اور فضول مت کرو - فضول والے شیطانون کے بھائی ہوا کرتے ہین -
وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهٗ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْهًا پ ۱۵ - س بنی اسرائیل - ر ۳	اترا تا ہوا زمین پر مت چلا کر - کیا تو زمین کو پھاڑیگا کبھی نہین - اور اونچائی اور بلندی مین پہاڑ کو نہ پہونچیگا - تمام یہہ بری باتین تیرے رب کو ناپسند ہین -

رهی یہہ بات کہ یہہ قصص قرآن مین کیون ہین سو اسپر گذارش ہے -
آدم و **حوا** - **شیطان** کا قصہ صفحہ نمبر ۱ ۱۹۰۴ **تصدیق** سے شروع ہوتا ہے - اسپر غور کرو - کیا صرف کہانی ہے؟ سیدنا **موسی** نمبر ۲ و **نوح** نمبر ۵ **لوط** علیہم السلام کے مختصر قصے **تصدیق** نمبر ۷ مین مندرج ہین **لقمان** ص نمبر ۶۳ و **سکندر** نمبر ۶۴ - **یاجوج ماجوج** کے قصے **تصدیق** صفحہ نمبر ۶۸ مین مذکور ہین **سنگ اسود** کا تذکرہ آگے آتا ہے -

ابراہیم علیہ السلام کا قصہ اسوقت سنا دیتے ہین اور انصاف مانگتے ہین کہ کیا یہہ کہانی لغو ہے یا تمام بلندپروازیون اور ترقیون کی جڑہ ہے -

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِي حَاجَّ إِبْرَاهِيمَ فِي رَبِّهِ أَنْ آتَاهُ اللَّهُ الْمُلْكَ إِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّيَ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ قَالَ أَنَا أُحْيِي وَأُمِيتُ قَالَ إِبْرَاهِيمُ فَإِنَّ اللَّهَ يَأْتِي بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَأْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِي كَفَرَ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ پ ۳ - س بقرہ - ر ۲	بھلا تو بیان تو کرو - اس شخص کی طرف جسنے ابراہیم راستباز سے رب کی بابت بحث کی - کیا یہہ بحث بدلہ نہی اس بات کا کہ اللہ تعالے نے اسے بادشاہی دے رکہی تھی - جب ابراہیم علیہ السلام راستباز نے کہا میرا رب تو ایسا طاقتور ہے - کہ زندہ کرتا اور مارتا ہے - تو اوس نادان نے (غور کرو) - کیا جواب دیا مین بہی مارتا اور زندہ کرتا ہون - جب ابراہیم علیہ السلام نے دیکھا کہ یہہ ایسا نادان ہے - کہ زندہ کرنا اور مارنا ہی نہین سمجھتا - تو فرمایا - اچھا اللہ تعالے تو سورج کو مشرق کیجانب سے طلوع کرتا ہے - تو سورج کو مغرب کی طرف سے لا دکھا - اتنی بات سنکر کافر بغلین جہانکنے لگا - اور اللہ تعالے تو ایسے بدکارون کو بحث کی سمجھہ بھی نہین دیتا -
وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا ۝ إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ يَا أَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِي عَنْكَ شَيْئًا يَا أَبَتِ إِنِّي قَدْ جَاءَنِي مِنَ الْعِلْمِ	اور بیان کردے اس کتاب مین ابراہیمؑ کا قصہ بسبب وہ راستباز نبی تھا - ابراہیمؑ نے اپنے باپ کو کہا اے پیارے باپ کیون بتون کی پرستش کرتا ہے - وہ تو تمہاری دعاؤن کو سنتے نہین - اور تمہاری حالت کو دیکھتے نہین - اور اگر سنتے اور دیکھتے بہی تو تمہاری کچھہ بھی حاجت براری نہین کرسکتے - میرے

مَا لَمْ يَأْتِكَ فَاتَّبِعْنِيْ أَهْدِكَ
صِرَاطًا سَوِيًّا ۔ يَا أَبَتِ لَا تَعْبُدِ
الشَّيْطَانَ إِنَّ الشَّيْطَانَ كَانَ
لِلرَّحْمٰنِ عَصِيًّا ۝ يَا أَبَتِ إِنِّيْ
أَخَافُ أَنْ يَّمَسَّكَ عَذَابٌ
مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَتَكُوْنَ لِلشَّيْطَانِ
وَلِيًّا قَالَ أَرَاغِبٌ أَنْتَ عَنْ
اٰلِهَتِيْ يَا إِبْرَاهِيْمُ ۚ لَئِنْ
لَّمْ تَنْتَهِ لَأَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِيْ
مَلِيًّا ۝ قَالَ سَلٰمٌ عَلَيْكَ
سَأَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّيْ إِنَّهٗ كَانَ
بِيْ حَفِيًّا وَأَعْتَزِلُكُمْ وَمَا
تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ
أَدْعُوْا رَبِّيْ عَسٰى أَلَّا أَكُوْنَ
بِدُعَاءِ رَبِّيْ شَقِيًّا ۝ فَلَمَّا
اعْتَزَلَهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَهَبْنَا لَهٗ
إِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَكُلًّا جَعَلْنَا
نَبِيًّا ۝ وَوَهَبْنَا لَهُمْ مِّنْ رَّحْمَتِنَا

پیارے باپ۔ مجھے توحید پرستی کے فوائد کی سمجھ
ہے مجھے معلوم ہے۔ کہ بت پرستی ہمارے تمدنی۔
اخلاقی۔ وغیرہ وغیرہ مین مضر ہے۔ مگر افسوس
تجھے ان باتون کی خبر نہین پس تجھے چاہئے میرا
کہا مان۔ مین تجھے سیدھی راہ بتادونگا۔ اے
پیارے باپ نافرمان اور رحمت سے دور شیطان
کی فرمانبرداری مت کر۔ شیطان تو رحمن جیسے محسن کا
نافرمان ہے۔ میرے پیارے باپ مجھے یہ بھی
تو ڈر ہے۔ کہ تجھے رحمن ہی عذاب دے۔ اور تو
شیطان کا ساتھی ہو جاوے۔ ابراہیم کے باپ
نے جواب دیا۔ کیا تو ہمارے بتون سے پھر گیا۔ اگر
تو اپنے خیال و اعتقاد سے نہ ٹلا۔ تو مین تجھے سنگسار
کرونگا۔ پس چاہئے۔ کہ تو مجھ سے بچ کر کہین چلا جا
ابراہیم نے کہا تجھے برے اعتقاد سے سلامتی رہے
میری طرف سے تجھے دکھ نہ پہونچے۔ مین تو
بہرحال اپنے رب سے تیرے لئے معافی مانگونگا
وہ مجھ پر مہربان ہے۔ اور تم سے۔ اور تمہارے
بتون سے جنہین تم خدا کے سوا پکارتے ہو سب سے
الگ ہون۔ اور صرف اپنے رب کو ہی پکارتا ہون

وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا پ ۱۶ - س مریم - ر ۳	اور امید ہے - کہ جسطرح تم بتون کو پکار کر پورے کامیاب نہین ہوتے - یقینًا میرا حال ایسا نہوگا پس جب ابراہیم ان لوگون سے اپنے بت پرست باپ اور اپنی بت پرست قوم اور انکے بتون سے الگ ہوا - تو اسے اللہ تعالے نے نبی بیٹا اسحق جیسا اور نبی پوتا یعقوب جیسا عطا فرمایا - اور ان لوگون کو اللہ تعالے نے اپنے فضل وکرم سے اتنے انعامات بخشے - جنکے بیان کی حاجت ہی نہین - کیونکہ ابراہیمی خاندان کے برکات ظاہر ہین - تمام دنیا کے لوگ ان کی مدح اور ثنا کرتے ہین +
وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ إِبْرَاهِيمَ إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا تَعْبُدُونَ قَالُوا نَعْبُدُ أَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا عَاكِفِينَ قَالَ هَلْ يَسْمَعُونَكُمْ إِذْ تَدْعُونَ ۝ أَوْ يَنْفَعُونَكُمْ أَوْ يَضُرُّونَ ۝ قَالُوا بَلْ وَجَدْنَا آبَاءَنَا كَذَٰلِكَ يَفْعَلُونَ قَالَ أَفَرَأَيْتُمْ مَا كُنْتُمْ	ابراہیم کی وہ خبر انپر پڑہ سنا - جب اُسنے اپنے باپ کو اور اپنی قوم کو کہا - کہ تم لوگ کسکی پرستش کرتے ہو - ابراہیم کے باپ اور قوم نے جواب دیا کہ ہم تو بتون کی پرستش کرتے ہین اور انہین کے پاس بیٹھے رہتے ہین ابراہیم نے کہا - کیا یہہ بت تمہاری پکار کو سُنتے ہین - یا کیا تمکو نفع دیتے ہین یا تم کو کوئی دکھہ دیتے ہین - بت پرست لوگون نے جواب دیا - ہم بت پرستی کی دلیل تو نہین رکھتے - مگر ہمنے اپنے بزرگون کو پایا ہے - کہ وہ ایسا ہی کرتے ہین - تب

تَعْبُدُوْنَ ۝ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمُ
الْاَقْدَمُوْنَ ۝ فَاِنَّهُمْ
عَدُوٌّ لِّيْٓ اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ
الَّذِيْ خَلَقَنِيْ فَهُوَ يَهْدِيْنِ
وَالَّذِيْ هُوَ يُطْعِمُنِيْ وَيَسْقِيْنِ
وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ
وَالَّذِيْ يُمِيْتُنِيْ ثُمَّ يُحْيِيْنِ
وَالَّذِيْٓ اَطْمَعُ اَنْ
يَّغْفِرَ لِيْ خَطِيْٓـَٔتِيْ يَوْمَ الدِّيْنِ
رَبِّ هَبْ لِيْ حُكْمًا وَّاَلْحِقْنِيْ
بِالصّٰلِحِيْنَ وَاجْعَلْ لِّيْ لِسَانَ
صِدْقٍ فِي الْاٰخِرِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ
مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيْمِ وَ
اغْفِرْ لِاَبِيْٓ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ
الضَّآلِّيْنَ وَلَا تُخْزِنِيْ يَوْمَ
يُبْعَثُوْنَ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ
وَّلَا بَنُوْنَ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ
بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ
لِلْمُتَّقِيْنَ ۝

ابراہیم نے جواب مین کہا۔ سنو تم بت پرستی کے معتقد تو کہا کرتے ہو۔ کہ جنکی پرستش ہم کرتے ہین۔ اگر ہم چہوڑ بیٹھین۔ تو شاید ہمین دکھ دین سنو! جن لوگون کی تمنے اور تمہارے باپ دادا پرستش کی۔ وہ سب کے سب مجھے برے لگتے ہین۔ اور اللہ تعالے رب العلمین کے سوا کوئی بھی مجھے پیارا نہین۔ وہی رب جسنے مجھے پیدا کیا۔ اور وہی میرا راہ نما۔ اور مجھے منزل مقصود تک پہونچانے والا۔ وہی جو مجھے کہانا دیتا ہے۔ اور پانی پلاتا ہے۔ اور جب کبھی اپنی غلطی سے بیمار ہوتا ہون تو فضل سے شفا بخشتا ہے۔ وہی جو مجھے مارے۔ اور پہر جلاوے۔ وہی جسپر مجھے امید ہے۔ کہ بری اعمال کی سزا اور نیک اعمال کی جزا کے وقت مجھے معاف دیگا۔ اے میرے رب مجھے سمجھ عطا کر۔ اور پہلے لوگون کے ساتھ رکھ۔ اور مجھے اپنی انعام والی جنت کا وارث کر۔ اور میرے باپ پر عفو کر۔ وہ تو بہولا اور بہک گیا۔ اور مجھے قیامت مین ذلیل نہ کر۔ قیامت کا وہ دن ہے جسمین مال اور اولاد کام نہ آوے۔ مگر وہی نجات پاوے جو

پ ١٩ - س شعرا - ع ٥ اللہ تعالے کے پاس سلامت والے دل کے ساتھہ آیا۔

مکذب - ضرورت الہام پر دلائل قاطع کا لکھنا بعد ملاحظہ کل قرآن شریف کے ہرچند غور و فکر سے دیکھا کہ کوئی ضرورت الہام قرآن کی بابت گمان نہ ہو پہنچی - چہ جائیکہ ثبوت و اطمینان سوائے قصہ جات مذکورہ بالا کے اگر کوئی عمدہ بات قرآن شریف میں ثابت کرے - جو وید مقدس مین نہو تب ہمین بہی موقع کلام کا ہو۔"

مصدق ایک پادری نے قرآن کریم کی عدم ضرورت پر ایک رسالہ بنام "عدم ضرورت قرآن" لکھا ہے - یہان مکذب براہین نے وہی مضمون اپنے مطلب پر لاڈالا ہے اس جگہہ کوئی اپنا کمال نہین دکہایا۔ رسالہ عدم ضرورت قرآن کے مصنف سے میرے ایک دوست نے بالمواجہہ گفتگو مین کہا ہے - پادری صاحب! دنیا مین نیک بہی گذر چکے ہین - اور بدکار بہی کتابون کے مصنف بہی خدا تعالے پیدا کرچکا اور تصنیفات کو تباہ کردینے والے عیسائی بہی جیسے ڈکلائن اینڈ فال آف رومن امپائر وغیرہ مین اسکندریہ کے عظیم الشان کتب خانہ کے بابت مذکور ہے - اور جیسے حواریون کے اعمال سے ظاہر ہے کہ پچاس ہزار کی کتابین انکی تعلیم سے جلادی گئین (دیکہو اعمال ١٩ باب ١٩)

اور آریہ ورت مین بدہ اور جینیون نے کتابین جلادین - جیسے ستیارتھہ پرکاش طبع اول کے صفحہ نمبر ٣١٢ مین مندرج ہے -

پادری صاحب! برے اور بہلے سب تو ہوچکے اب اللہ تعالے کو ایسے لوگون کے پیدا کرنے اور برونکے خالق ہونے کی کیا ضرورت ہے -

پادری صاحب اس سوال کے جواب سے اسوقت ہی غافل نہ تھے بلکہ آج بھی چپ ہیں
مگر میرا اس کتاب میں پادریوں کے جواب دینے کا ارادہ نہیں اور نہ میری مخاطبت
کا منشا ہے۔ کہ ہمیں ایسے جواب لکھے جاوین۔ بلکہ یہان تو یہہ تفتیش ہے کہ قران کریم
نے اپنی ضرورت کو کسطرح ثابت فرمایا ہے۔ اسلئے مجھے یہہ بیان کرنا پڑا کہ
قران کریم اپنی وجوہ ضرورت مین کیا کچھ بیان کرتا ہے سو اُن وجوہات کو لکھونگا۔
مگر اسقدر کہنے سے چشم پوشی نہین کرسکتے۔ کہ مکذب نے تکذیب کے صفحہ نمبر ۱۵ مین
لکھا ہے "ہم لوگ جو تناسخ کو مانتے ہین کسی کا الہام پانے سے محروم رہنا اسکی شامت
اعمال جانتے ہین"۔ پس ہم آریہ کو کہتے ہین ہمارے سید و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کسی
ایسی بدعملی مین گرفتار نہ تھے جسکی شامت کے باعث الہام سے محروم رہتے۔
سوچو!۔ اور غور کرو!۔ قرآن کریم ہمارے سید و مولا جناب رسالتمآب صلی اللہ
علیہ وسلم کو قرآن لانے والا رسول ثابت کرنے اور حضور علیہ السلام کو قرآنی ہادی
بنانے پر فرماتا ہے کہ اس قسم کا عہدہ رسالت و نبوت کا عطا کرنا ایک خاص شخص
کی نسبت ہمارا فضل ہے۔ اور ظاہر ہے۔ کہ اللہ تعالے کا فضل بے ثمر و ضائع نہین
ہو سکتا۔ اسلئے کہ یہہ قدرت یہہ طاقت کا فضل ہے۔ اگر ایک شخص کے حال پر
باریتعالے کی نظر عنایت ہو اور اللہ تعالے اسے معزز و ممتاز ہادی اور رسول
بنانا۔ اور اسے قران جیسی کتاب دینا چاہے اور پھر رسول نہ بنا سکے اور قرآن
جیسی کتاب نہ دے سکے تو کیا اللہ تعالے قادر مطلق کی طاقت بیکار نہو گی؟۔

اس ہمارے سید ابن ابراہیم علیہما الصلوٰۃ والسلام کی
نسبت جب آپکے پہلے مخاطبون مین سے چند نا سمجھ اور ناعاقبت اندیشون نے

اسی قسم کا اعتراض کیا تہا۔ تو وہ دو گروہ تہے۔ عرب کے قدیم باشندے۔ اور یہود۔ دونون کو قرآن کریم مین اسطرح جواب دیا گیا۔ اول **عربون** کے سوال کو اسطرح نقل فرمایا ہے۔

وَقَالُوا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ[1] اور جواب مین فرمایا ہے۔ اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ[2] نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا ؕ وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ؕ

اِس سوال و جواب مین ایک لطیفہ غور کے قابل ہے۔ اُمّی۔ اَن پڑہ۔ عربون نے یہہ تو نہ کہا کہ رسول کیون ہوا؟ اور اللہ تعالے نے کیون رسول کرکے بہیجا؟ کیونکہ آخر اتنی تو سمجہہ رکہتے تہے۔ کہ رسولون کا آنا انہون کا پیدا ہونا بیوجہ نہین ضرور ان کا بابرکت وجود برکات کا منشر ہے۔ مگر یہہ کہا۔ کہ رسولون کا آنا بے شک ضروری اور فضل ہے۔ پر جنپر دنیوی فضل ہو رہا ہے وہی اس روحانی فضل کے مورد کیون نہوئے؟۔ اگر ہمہین رسول ہوتے تو بڑی کامیابی ہوجاتی —

پادریو! — آریو! — کاش تم اتنی عقل رکہتے!! اور جواب سے یہہ ظاہر کیا جب دنیوی ترقیات کو دیکہتے ہو کہ بعض ترقی کے اعلے درجہ پر پہونچ گئے

---

[1] اور عربون نے کہا یہہ قرآن مکہ اور طائف کے کسی بڑے آدمی پر کیون نہ اترا۔

[2] قرآن کا نازل ہونا قرآن کا لانیوالا ہونا تو اللہ تعالے کا فضل ہے وہ اتنا بہی نہین سمجہتے کہ دنیا کے گذارے مین بہی تو ہم ہی تقسیم کرتے ہین اور بعض کو بعض پر مختلف درجون کے فضائل دیکر عزت بخشی ہے تاکہ ایک دوسرے کے کام آوین بادشاہ رعایا کا محتاج اور رعایا بادشاہ کی خدمتگذار۔ جب ظاہری دنیا و دولت کی تقسیم ان لوگون کی تجویزون پر نہین تو نبوة و رسالت والا تو ان تمام چیزون سے بڑہکر ہے جسکو یہہ لوگ جمع کرتے ہین۔ کیا اس رحمت و فضل کو یہہ لوگ اپنے ناقص عقل سے تقسیم کرنا چاہتے ہین۔ پ ۲۵ - ع ۹

ہین اور بعض سخت تنزل مین گرفتا - پس روحانی معاملات کو دنیا کی حال پر کیون نہین قیاس کرتی جیسے دنیاوی عزتون کی تقسیم الٰہی ارادون اور اسکے قدرتی اسباب سے ہو رہی ہے اور تمہاری عقلین وہان پوری حاوی نہین ایسے ہی روحانی عزت بھی جسکا اعلے درجہ نبوۃ و رسالت ہے - تمہاری غلط منطق سے کسیکو نہین مل سکتی - ہان یہان ختم نبوت پر بحث ہو سکتی ہے - مگر وہ دوسری بحث ہے جو عنقریب ہم خود بیان کرینگے (انشاء اللہ تعالے) - اور یہود اور عیسائی ضرورت قرآن کے دریافت کرنیوالون کو فرمایا -

اَمْ یَحْسُدُوْنَ[1] النَّاسَ عَلٰی مَآ اٰتٰھُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ فَقَدْ اٰتَیْنَآ اٰلَ اِبْرٰھِیْمَ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَاٰتَیْنٰھُمْ مُّلْکًا عَظِیْمًا

عیسائی یہودی مانتے ہین کہ ابراہیم راستباز کے ساتھ اسکی راستبازی سے وعدہ ہے کہ اسکے گھرانے کو معزز و ممتاز کیا جاوے - اور اسکے گھرانے تمام گھرانے برکت پاوین - (پیدایش ۱۲ باب ۳) - یہہ وعدہ جیسا اس راستباز سے الہامی طور پر کیا گیا ویسا ہی الحمد للہ اسکا ظہور مشاہدہ مین آرہا ہے - غور کرو - آریہ نیچے گھرانے کی کتابونکی اشاعت اور ابراہیمی گھرانے کی تعلیمات کی اشاعت دیکھہ لین ابراہیمی تعلیمات کی اشاعت عیسائیون کے ذریعہ سے ہون یا اہل اسلام کے وسیلہ سے -

یہود نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے سامنے مدینہ طیبہ مین ایک دنگا و کہیلا - اور

[1] کیا ان یہود اور عیسائیون کو اس بات پر حسد آیا ہی کہ اللہ تعالے نے اپنے فضل سے عربون مین رسول بہیجا اور اسکو کتاب دی تو انہین کہ تم ابراہیم کے فرزند ہو - ابراہی تو کتاب اور حکمت اور بڑہی بادشاہت ابراہیم ہی کی نسل کو ملی ہے کیونکہ اسمعیل ابراہیم کا پہلوٹہا تہا اور قریش جنمین سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول ہوئے اسکی اولاد ہین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونیسے ابراہیم کی نسل والو! عہدہ رسالت ابراہیم کے گہر سے نہین نکلا پس تمہین کیون حسد آگیا - سیپارہ ۵ - ع ۵

حضور علیہ السلام سے لوگون کو ہٹایا اور کہا

وَلَا تُؤْمِنُوا إِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِينَكُمْ

اسکے جواب مین قرآن فرماتا ہے۔

قُلْ إِنَّ الْهُدَىٰ هُدَى اللَّهِ أَنْ يُؤْتَىٰ أَحَدٌ مِثْلَ مَا أُوتِيتُمْ أَوْ يُحَاجُّوكُمْ عِنْدَ رَبِّكُمْ قُلْ إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ [1]

غرض اللہ تعالے کا وہ فضل۔ ارادہ علم اور قدرت جسنے وہ مخلوق کو پیدا کرتا۔ اور عزت کے لائقون کو عزت دیتا ہے۔ اسکی تکمیل اور اسکا پورا ہونا ایک لابدی امر ہے۔ کیونکہ اسکا کوئی مانع نہین۔ جب سیدنا نبی عرب کو اسنے اپنے خاص فضل اور رحمت سے نبی رسول۔ رسولون کا سردار رسولون کا خاتم بنایا۔ اور اسے قرآن جیسی پاک کتاب دینی چاہی تو اس قادر مطلق کے فضل وارادہ کا کون مانع ہے یہہ دنیا۔ اور دنیا کے لوگ اسکا ملک اور ملک ہے۔ اور اللہ تعالے اپنے ملک کی رعایا پر مختلف جسمانی حکام بنایا کرتا ہے تو کہ انکا انتظام دنیا مین کسیقدر امن کو قایم رکھے۔ روحانی انتظام جسمانی انتظام سے زیادہ ضروری اور توجہ کے قابل ہے۔ اگر دنیا کے انتظام کیواسطے اللہ تعالے نے مختلف ناظم بہیجے تو دنیوی انتظام سے زیادہ دینی روحانی انتظام کیواسطے کئی ناظمون کا آنا ضروری نہین؟

---

[1] تو کہہ دے وہ خاص ہدایت جسے الہی کہتے ہین وہ تو یہی ہے کہ دیا جاوے کوئی مثل اسکی کہ دئیے گئے تم (استثنا ۱۸۔ باب ۱۸) بلکہ تمپر حجت مین غالب آوے تمہارے پالنے رب کے سامنے تو کہہ دے یہہ نبوۃ اور رسالت اللہ تعالے کا فضل ہے اور اسیکے ہاتھ ہے جسے چاہے دے اور اللہ وسیع وعلم والا خاص عزت ورحمت جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ تعالے بڑے فضل والا ہے۔ پ ۳ ع آل عمران ۸

دوسری ضرورت

جزیرہ نما عرب کے لوگ الہیہ مواعظ سے مُدت تک محروم رہے - توریت اور انجیل نے عرب کے جیتنے مین کوئی کامیابی نہ دکہائی - بہلا بید جسکی تعلیم سے ہم آریہ ورتی لوگ باوجود کوشش کے بہی واقف نہین ہوسکے - کیونکر فائدہ اوٹہاتے تجربہ نے ثابت کردیا ہے - کہ تمام بلاد کے لوگ بیرونی یا اندرونی یا دونون قسم کے معلمون کی تعلیمات کو قبول کرتے اور مان سکتے ہین اور جیسی جسمانی فتوحات مین بیرونی لوگونکے محکوم بن جاتے ہین - ویسے ہی روحانی فتوحات مین بیرونی فاتحوں کے ماتحت ہوسکتے ہین -

یورپ - افریقہ - امریکہ - پر جو اثر شامی مذہب کا پڑا ہے - اسنے ظاہر ہے کہ اصل اور پاک عیسائیت درکنار اور سیدنا مسیح علیہ السلام کا رسول ماننا کیا - یہ لوگ ابن اللہ بلکہ خود خدا ماننے کو تیار ہین ہند - سندھ - افغانستان - چین کے حالات ظاہر ہین - کہ چین والے تو نہایت کمزور قوم آریہ ورتون سے ایک غیر الہامی شخص گوتم کی تعلیم ماننے کے لئے بہی تیار ہین اور بلاد کی حالت پر اگر نگاہ کو دوڑاؤ - اور افریقہ کی اندرونی اس پہیلاؤ پر نظر کرو جسمین اسلام سر توڑ اور کچھ عیسائی مذہب ترقی کر رہا ہے - تو میری اس عرض کی صداقت پر ناظرین کو کلام نہ ہوگا - تجربہ اور مشاہدہ نے صاف طور پر ظاہر کردیا ہے - کہ صرف عرب کی بلکہ قریش اور ان مین بہی حجازی اور اہل مکہ ہی بخصوصیت اس دنیا مین ایسے لوگ ہین جنپر عام طور سے غیر قومون کی ظاہری یا باطنی تاثیر نے اثر نہین کیا -

(دیکہو یرمیاہ کی کتاب ۱- باب ۱۰)

دنیا مین کوئی قوم ایسی نہین گذری جسکے مرکز پہ بیرونی حملون کے زد کا اثر نہین پہونچا ہے ہمنے ایشیا - یورپ - افریقہ - امریکہ - نیو ہولینڈ - نیوزی لینڈ وغیرہ اور انکی یروشلم اور پیٹر آمون کے معبد - پارسیون کے ایرانی آتشکدہ بابل - کانسٹی جی - لاسہ - انطاکیہ وغیرہ کو دیکھہ لیا -

کسی مین مکہ یا مکہ والون کی آن نہ دیکھی - جب دنیا پر - اور دنیا کے ہادیون اور ہادیون کے جان نثار مشنریون پر حجت کے طور پر ثابت ہو گیا - کہ کوئی بھی عرب کے مرکز تک راستبازی کو کامل طور پر نہ پہونچا سکا -

جب پہلے اپدیشکون اور مشنریون نے اس قوم عرب کی نسبت یہہ کمزوری دکہائی اور انپر اتمام حجت نہ کر سکے - تو اللہ تعالے کے فضل - اور رحم نے جوش مارا - اور اس قوم کو محروم نہ رکہا بلکہ وہان ایسا ہادی پیدا کر دیا اور اسے قران جیسی کتاب دی - جسکی قوی تاثیر نے وہ تمام صداقتین اور راستبازیان جو دنیا بہر کے ملہمون کے پاس اور پاک کتابون مین منتشر تہین - مرکز عرب کو بھی پہونچا دین اور اسطرح جو الزام دنیا کے راستباز مشنریون پر تہا کہ انہون نے اپنا پورا کام نکیا یعنی مرکز عرب کو نہ جیتا - اسکو اٹہا دیا - اور ان راستبازون اور راستبازیون کی بدلہ مین حضرت نبی عرب اور قران کریم نے کفائت کی - اور راستبازونکے سچے ارادے کی تکمیل قرآنی ضرورتنے ثابت کر دی ترقی چونکہ بتدریج دنیا مین پہیلتی ہے - اسلئے وہ تمام صداقتین ہمارے سید و مولے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طفیل اول عرب کے مرکز اور تمام عرب مین پہیلین - پہر اس کے جانشینون کی وساطت سے اور بلاد مین پہیل رہی ہین اور امید

سے آہستہ آہستہ تمام دنیا پر اس مجموعہ صداقتون کی حجت قایم ہو جائیگی - چونکہ تجربہ - پہر مشاہدہ نے ثابت کر دیا ہے کہ اور لوگون پر اور اُن کی مرکز پر مختلف مشنریون کا اثر پڑتا رہا - اور ان مشنریون پر اوران کے مرکز پر عرب کا اثر پڑ سکتا ہے - تو اس نیچر کے تجربہ اور مشاہدہ سے پورا یقین ہے - کہ تشریعی نبوت ختم ہو چکی - کیونکہ اب کوئی براعظم نہین رہا جسکے عام باشندے ایسے ہون کہ انپر کسی قومی الہمتہ مشن کا اثر نہ پڑ سکے - بلکہ کل دنیا کا اثر دوسرے پر - اور عرب کا اثر دنیا پر ثابت ہو چکا - اب موجودہ دنیا پر ثابت ہو چکا ہے - کہ عرب کا درہ مستقل - وفادار راستباز مشن قایم ہو تو تمام قومین اسکی بات ماننے کو تیار ہین اس مضمون کو قرآن کریم اسطرح بیان فرماتا ہے -

وَهٰذَا كِتَابٌ اَنْزَلْنَاهُ مُبَارَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ اَنْ تَقُوْلُوْا اِنَّمَا اُنْزِلَ الْكِتَابُ عَلٰى طَآئِفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا وَاِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغٰفِلِيْنَ اَوْ تَقُوْلُوْا لَوْ اَنَّا اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْكِتَابُ لَكُنَّا اَهْدٰى مِنْهُمْ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ ؕ[1]

لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِيْنَ

---

[1] یہہ بابرکت کتاب ہے ہمنے ہی اتارا - پس اُسکے مطابق عمل درآمد کرو اور اپنے آپکو نافرمانی کے بدنتایج سے بچائی رکھو تو کہ رحم پاؤ یہہ کتاب تمہین اسلئے دی ہے کہ کہین یہہ نکہہ دو کہ الٰہی کتاب ہمسے پہلے ایسے دو گروہ یہود و عیسائیون کو اتاری گئی - جنکے علوم سے ہم بے خبر تہے - یا یہہ نہ کہہ دو اگر ہمین الٰہی کتاب ملتی - تو ہم پہلون سے زیادہ راستی کے راہ پر چلتے - پس سنو ! تمہارے رب کیطرف سے تمہین کہلی مفصل کتاب ملی ہے - جو راہ نما و رحمت ہے -

مُنفَکِّینَ حَتّٰی تَاْتِیَھُمُ الْبَیِّنَۃُ رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰہِ یَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَھَّرَۃً فِیْھَا کُتُبٌ قَیِّمَۃٌ [1] ط

عرب جو دنیا بھر کو عجم کا خطاب دیتے تھے کیا نہین کہہ سکتے تھے ہم عجمیون گونگون کی کب مانین۔ کسنے عرب کو

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا وَاذْکُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اِذْ کُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِکُمْ [2] کا حکم دیکر فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِہٖٓ اِخْوَانًا کا لقب دیا

یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا [3] کس نے کہا۔ ذرہ اسکا نشان دو!

تیسری ضرورت

دنیا مین ہمارے سادات انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے اور انہون نے بقدر امکان راستی اور راستبازی کو دنیا مین پھیلایا۔ مگر انکے ناعاقبت اندیش۔ اور جھوٹے بلکہ ناسمجھ پیرون نے انکی پاک تعلیم مین نافہمیون کو ملا دیا اور اسمین خلاف مچایا۔ ہندؤن نے اللہ تعالے کو معاذ اللہ کئی اوتارون۔ کچھ۔ مچھ۔ اور سور۔ کے اشکال پر دنیا مین آنا اعتقاد کیا۔

عیسائیون نے اللہ تعالے کے خاکسار بندے حضرت سیدنا مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا یا خدا کا ازلی بیٹا یقین کیا۔ بلکہ ان مین رومن کیتھولک نے سیدنا

---

[1] اہل کتاب کے منکر اور مشرک کبھی اپنی بدمستی نہ چھوڑتے اگر اللہ تعالے کی طرف سے اللہ کا رسول جو کھلی دلیل ہے نہ آتا۔ اور وہ پاک صحیفے جنمین کئی مضبوط کتابین موجود ہین نہ پڑھ سناتا۔ پ ۳۰ سورہ بینہ ۔ ر

[2] خدا تعالے کے رسے پنجہ مارو کیا معنی تمام و کمال ظاہر و باطن الٰہی ارادہ کے پیرو ہو جاؤ ایسا نہو کہ کچھ خدا کے اور کچھ غیر کے بنے رہو اور اللہ تعالے کی اس نعمت کو تو سوچو۔ تم کیسے آپسمین ایکدوسرے کے دشمن تھے۔ اسلام کے باعث تم سب کے دل ایک ہو گئے اور اللہ تعالے کے فضل سے آپسمین بھائی بھائی ہو گئے ایکدوسرے کے خیرخواہ ایک دوسرے کے دکھ سکھ مین شریک۔

[3] او لوگو۔! بے ریب مین تم سب لوگون کی طرف اللہ تعالے کا رسول ہو کر آیا ہون۔

مسیح کی والدہ صدیقہ مریم کو بھی معبود ٹھہرایا۔ یہودیوں نے اللہ تعالے کی صفات میں تشبیہ تک نوبت پہونچائی۔ آریہ بیچارے تو یہانتک گرے کہ باریتعالے کی ہمہ قدرت سرشکتیمان ذات کو اپنے پر قیاس کرکے کہدیا جیسے بدون میٹر اور مادہ کے مخلوق میں کوئی شخص کوئی چیز نہیں بنا سکتا۔ باریتعالے سے بھی بدون مادہ کے کسی چیز کا بننا اسنبہو اور محال ہے۔ اور اس فاسد قیاس کے باعث کروڑون کروڑ ذرات عالم کو غیر مخلوق۔ کروڑ کروڑ ارواح کو غیر مخلوق کہہ بیٹھے۔

ابدی نجات کی سچی طلب ہر سلیم الفطرۃ کے قلب میں موجود ہے۔ اس کے حصول کیواسطے لوگ کیسے بھول بھلیان مین پڑے ہین یہود نے تو یقین کرلیا ہم ابراہیم راستباز کے فرزند ہین صرف اسی رشتہ کے باعث نجات پا جائینگے جیسے کہتے ہین لَن تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَیَّامًا مَّعْدُوْدَۃً

عیسائی تو ایسی حالت مین جا پڑے۔ کہ اپنی ساری لعنتون ملامتون کے بدلہ مین حضرت سیدنا مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معاذ اللہ ملعون بنایا۔ (دیکھو ناسہ گلتیان ۳ باب ۱۳۔)

اور بعض نے مع بعض آریہ ورتی سادہون کے رہبانیت اختیار کی۔ آریہ جو گھبرائے اور بھولے تو تناسخ کے قائل ہوکر ابدی نجات کے ہی منکر ہو بیٹھے اور بعض آریہ ورتیون نے تو اپنی نجات کے واسطے باری تعالے کو سوتر اور کچھ اور کچھ تک اوتار لینے والا مان لیا۔

ملہ گنی گنتی کے دن ہی نہین تو آگ چہوئیگی پہر نجات پا جائینگے ۱۲

ایسے لوگون کے واسطے ضرور تہا۔ کہ ایک زبردست ملہم والہام آوے جو ان لوگونکو ان عظیم الشان غلطیون سے بچاوے یا آگاہ توکردے۔ اور وہ ہمارا ہادی اور ہمارا قرآن تہا۔ جسنے ان بطلانون کا ابطال فرمایا غرض ایسی ضرورت کی نسبت فرمایا۔

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَقُصُّ عَلٰى بَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَكْثَرَ الَّذِىْ هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۞ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِى اخْتَلَفُوْا فِيْهِ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۞

اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ

آریون سے جسقدر اختلاف ہوا ہمنے قران کریم کے ذریعہ سے کا فیصل قول لکہدیا ہے۔ باقی یہود تو ایسے ذلیل ہو رہے ہین۔ کہ سردست انکے واسطے قلم اوٹہانے کی ضرورت نہین۔ اور عیسایون کے واسطے بقدر ضرورت اہل اسلام نے ہر زمانہ مین اتمام حجت کر دیا ہے۔ جنمین خاکسار نے بہی چار مجلد کی کتاب جسکے دو مجلد شائع ہو چکے ہین۔ اور باقی بہی انشاءاللہ شائع ہونیوالے ہین۔ لکہدی۔ اور رسالہ ابطال الوہیت مسیح غالباً اندنون شائع ہو جائیگا۔ اسلئے یہان ہر ایک مسئلہ پر بحث نہین کرتے۔

چوتہی ضرورت

اللہ تعالے کے پیارے بندے دنیا مین آئے اور انہون نے الٰہی الہام

له بے ریب یہہ قرآن بنی اسرائیل پر اکثر وہی باتین ظاہر کرتا ہے جنمین وہ اختلاف مچا رہے رہین۔ نپ ۲۰ سورۃ نمل رکوع ۲

له ہمنے قرآن تو صرف اسلئے تجہہ پر اُتارا ہے کہ جن باتون مین انہونے اختلاف کر رکہا ہے اُسے تو ظاہر کردے اور یہہ قرآن ہدایت و رحمت ہے۔ ایماندارون کے لئے۔

له بے ریب یہہ قرآن ایک فیصلہ کی بات ہے۔ اور یہہ قرآن کوئی ہنسی اور تمسخر نہین۔

لوگون کو بت پرستی سے روکا۔ مگر آخر کار لوگون کی سابقہ بت پرستی ہادیون کی محبت کے ساتھہ ایسی ملی۔ کہ ہادی ہی معبود بنائے گئے۔ دیکھو حالات حضرت سیدنا مسیح علیہ السلام اور رام چندر جی اور سری کرشن جی کے۔ مگر ہادی اسلام نے اس دعوت توحید کو اسطرح پورا کیا۔ کہ اپنی عبودیت کو الٰہی توحید کا لازمی جزو قرار دیا اور کھول کھول سنایا۔

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاسْتَقِيْمُوْٓا اِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ ؕ وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ

پانچوین ضرورت

حضرات انبیا اور راہبرون (صلوات اللہ علیہم وسلامہ) کی وساطت اور انکے جان نثار پیرون کی کوشش سے صداقتین اور راستبازیان دنیا مین پھیلتی رہین۔ اور لوگون کی استعداد اور ترقی کے موافق مختلف ملکون مین مختلف وقتون پر اللہ تعالےٰ نے صداقتون کے لانیوالے راستبازی کو پھیلانیوالے پیدا کئے۔ مگر ہر ایک ہادی نے جہان وہ روحانی قوانین اور ضروری جسمانی قاعدے الٰہی الہام سے سکھائے جو انسانی نوع کے لئے مشترک النفع تھے وہان ہر ایک نبی نے اپنی اپنی قوم کو کچھہ قواعد وضوابط مختص الزمان اور مختص المقام بھی تعلیم کئے۔

علاوہ برین ترقی یافتہ قوم جسکو کبھی الٰہی الہام نصیب ہوا۔ آخر وہ الٰہی نافرمانیون کے باعث ادبار مین آ گئی۔ انسے الہام کی حفاظت ہی نہو سکی یا وہ الٹ پھیر اور

[1] کہہ کہ مین تمام دنیوی معاملات مین) تمسا ایک آدمی ہون (تم مین مجھہ مین فرق یہ ہے) میری طرف وحی ہوتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی ہے۔ اسکے احکام کی بجا آوری مین لگے ہو جاؤ۔ اور ہر قسم کی لغزش کی معافی اسی سے مانگو مشرکین کے لئے ہلاکت ہے۔

زبان ہی مرگئی جسمین وہ الہام ہوا تہا - یہانتک وہ قوم ادبار مین پہنسی کہ اس
مین اپنے ہادی کے جانشین ملہم اور مقدس لوگ جو اس زبان کو ہمیشہ زندہ
رکہین اور ان تعلیمات کو مختلف تدابیر سے پہیلایا کرین انکا آنا ہی موقوف ہوگیا
جیسے آریہ اور عیسائیون مین - اور انکے بعد یہودون پارسیون وغیرہ مین مشاہدہ
کیا جاتا ہے - اور اس قدیم الہام کی تفاسیر ہی ایسی مختلط ہوگئین کہ حق کا باطل
سے جدا کرنا محال ہوا - اور قوی التاثیر مخلص ملہم جسکو اللہ کی طرف سے تائید ہو
اس قوم مین پیدا نہوا - تو اللہ تعالے اور قوم کو جو صداقتیں پہیلاوے الہام
فرماتا ہے - اور اسے قوت بخشتا ہے - تمام قرآنی صداقتین اگر دنیا کی مختلف
کتابون اولڈ ٹسٹمنٹ - نیو ٹسٹمنٹ - سقراط کے ملفوظات - چار وید
ژند - وستا - وساتیر وغیرہ سے عبری - یونانی - ویدک سنسکرت - دری
کالڈی - چینی - وغیرہ السنہ سے لینی پڑتین اور انہین انکے مفسرین کے غلط
خیالات کو الگ کرنا پڑتا - تو کیسا مشکل بلکہ محال کام ہوتا - پہر اگر کوئی ایسا جان باز
ہوتا بہی اور وہ شب و روز کی محنتون سے کسی حد تک پہونچ بہی جاتا تو اوسکو
دوسرون کے تسلیم کرانے مین کتنی دقتین ہوتین تامل کرو ! - جو کچہہ کہیتون مین
سے ہم لاتے ہین - جو لطیف دودہ خون و گوبر کے درمیان سے چارپایون
کی وساطت سے ہمین ملتا ہے - جو لطیف لطیف میوے راحت بخش میوے
ہم باغون سے لاتے ہین اور وہ نہایت صحت بخش چیز جو شہد کی مکہی کی
وساطت سے ہمین ملتی ہے - اگر ہم اپنی کمسٹری آلات کے ذریعہ لینا چاہتے
تو کتنی مشقت پہر غلطی و نافہمی مین مبتلا ہوتے اللہ تعالے نے تمام تعلیمات کو قرآن

ہین یکجا جمع کردیا ہے۔ اور ہمین مختلف السنہ اور اقسام اقسام کی کتب کے جابجا
ایک آسان کتاب پڑہ لینا کافی ہے والحمد للہ۔

اب ہم دعوے سے کہتے ہین کہ کوئی روحانی صداقت قرآن سے باہر نہین
اسی ضرورت کیطرف قرآن شریف اشارہ فرماتا ہے جہان فرما ہے۔

تَاللّٰهِ لَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَهُوَ وَلِيُّهُمُ
الْيَوْمَ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي
اخْتَلَفُوْا فِيْهِ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ وَاللّٰهُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً
فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ وَاِنَّ لَكُمْ فِي
الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهِ مِنْ بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا
سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ وَمِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِيْلِ وَالْاَعْنَابِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا
وَّرِزْقًا حَسَنًا اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ
اَنِ اتَّخِذِيْ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُوْنَ ثُمَّ كُلِيْ مِنْ كُلِّ
الثَّمَرٰتِ فَاسْلُكِيْ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا يَخْرُجُ مِنْ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ
اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ پ - ۱۴ -
س نحل - ر - ۱۴

له - اللہ کی قسم تجہہ سے پہلے بہی ہمنے رسول بہیجے - پہر دو شیطان نے لوگونکو انکی بدعملیان خوبصورت کر دکہائین - وہی آج انکا دوست اور والی ہوا - اور ایسونکے دوکہہ کی مار ہے - اور قرآن تو تجہپر انہی فوائد کے لیئے نازل کیا ہے - کہ جن اہم دینی معاملات ہین لوگون نے اختلاف مچا رکہا ہے - تو کہولکر سناوے کہ ان اختلاف ہین حق کیا ہے - علاوہ بریں تمام صحیح فنون کو یکجا جمع کرکے بتانے والا - اور یقین کرنے والون اور اسکے مطابق عمل رکہنے والون کے واسطے بڑے فضل و رحمت کا ذریعہ ہے - اللہ ہی بادل سے پانی اتارتا ہے جسنے اسنے ویران زمین کو آباد کیا اس قدرتی نظارہ ہین نبوت کو نشان ہین

اور فرمایا

وَأَنْزَلْنَا[١] إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتَابِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ

اور فرمایا

لَمْ يَكُنِ[٢] الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ مُنْفَكِّينَ حَتَّى تَأْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ رَسُولٌ مِنَ اللَّهِ يَتْلُو صُحُفًا مُطَهَّرَةً فِيهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ

چھٹی ضرورت

جسمین سوال کے اس حصہ کا جواب بھی ہے - کہ قران مین کیا ایسی صداقتین بھی ہین جو اور کتب مین موجود نہین - صداقتین - راستباز ان - قران کریم سے پہلے بھی دنیا کے مختلف اقوام کے پاس موجود تہین - گو محرف و مخلوط ہی کیون نہون مگر پہر بھی وہ صداقتین صرف دعوے ہی تہے - جنکی عوام کو حاجت تھی

[١] - اور ہمنے ہی صداقت والی کتاب تیری طرف نازل کر دی جسنے سچ کر دکھایا اوس کتاب کو جو اس کتاب کے سامنے ہے اور تمام محافظ پر شامل ہے - پس تمین اس اللہ کی اُتاری کتاب پر حکم کر +

[٢] - اہل کتاب اور مشرکون کا کافر گروہ اپنی شرارت و کفر سے کبھی نہ ٹلتے اگر اللہ کا ایسا رسول جو ایک کھلی دلیل ہے نہ آیا - اور یہہ پاک صحیفہ جسمین تمام مضبوط کتابین موجود ہین نہ پڑھ سناتا -

حاشیہ بقایا صفحہ نمبر ۳۰۵ مگر اس قوم کے لئے جو سُنتے - سننے والو - جو کچھہ آباد کہیتون سے لاتے ہو وہ سب کچھہ پہلے ہی موجود ہوتا ہے - مگر جبتک پانی نہین برستا - تب تک تم اور تمہارے کہیتون کے طبعی قوی یہہ ضروری بات عمدگی سے کیا بلکہ مہیا ہی نہین کر سکتے ایسی ہی صداقتین بھی بڑی تعلیمات اور وہ لوگون سے ملی جلی موجود ہین تم تمیز نہ کر سکتے اگر یہہ الٰہی الہام اللہ کیطرف سے نہوتا جسے رب تمہارے دودہ وغیرہ لیے جا - پاؤ جمین بھی ایک ایسا ہی جسمانی نظارہ روحانی نصیحت لینے کو موجود ہے کہ ہم ہی تمکو چارپایون مین ہوا اور گوبر مین ملا ہوا تمکو اردودہ الگ کر کے پلاتے ہین - غور کرو دودہ کے ذرات اور عام ذرات سے ملی تہی - کسطرح الٰہی سامان نے الگ کئے اور انگور - و کہجور کے پہلون سے سرکہ - اور کہانے کے لئے میوہ اور پینے کو ان مین سے عمدہ عمدہ بنیادوں پس لیتے ہو اس قدرتی نظارہ مین بھی عقلمند لوگون کے واسطے نشان ہے - کہ یہہ ذرات جسے شہد بنتا ہے - موجود تو

علے العموم سابقہ کتب مین ان دعوون کے دلائل موجود نہ تھے۔ اگرچہ ان دعوون کے دلائل تھے بہی۔ تو پہلی کتابون مین آنیوالے باطل مذاہب کی تردید مین مدلل گفتگو کا سامان بخلاف قرآن کے موجود نہ تھا بلکہ یون ہی کہئے کہ قرآن ایسی صداقتون کی جامع کتاب نازل ہوا ہے۔ جسکی جمعیت کے سامنے کسی نئی اور پرانی پستک کو مقابلہ کی تاب نہین۔ مین نے کہئی دفعہ تارن کے ایک ضروری مسئلہ نکاح پر عیسائیون سکہون ہندون سے۔ سوال کیا۔ کہ کس رشتہ مین نکاح کی ممانعت ہے۔ اس ممانعت پر کوئی خاص قول جناب سیدنا مسیح کا یا اسکے رسول بنانے والا کا اپنی کامل کتاب انجیل سے پیش کرو۔ گورونانک جی کے گرنتھ صاحب سے بتاؤ۔ وید کی خالص شرتی سے یا شرتی کے خاص ملہمون کے اقوال سے دیکہاؤ کسی نے بہی آجتک تو کوئی نشان ہی نہین دکہایا۔ جب ایسے ضروری مسائل پر بہی بحث نہین تو ہماری کل روحانی ضرورتون کو کیونکر یہہ کتابین پورا کرسکتی ہین۔ اور اگر ایسے مسائل مین جنکا ذکر اوپر گذرا برہمون یا نیچرل ایسٹ لوگون کے قواعد سے کام لینا ہے۔ تو اپنی کتاب کے کامل ہونیکا دعوے مت کرو۔ غرض۔ اگر صداقتون کا ایک جا جمع ہونا اور انکا مدلل ہونا عقلا کے نزدیک کوئی ضروری امر

صفحہ اقیا یا صرف (٣٠٦) بحر تہا ہی۔ مگر الہی عطا کردہ قوت نے کسطرح انکو یکجا کر دیا۔ ایسی ہی صداقتین بہی مختلف ملکون مین موجود مگر مخلوط تہین اس الہام کے ذریعہ جو نبی عرب کو ہوا یکجا جمع ہوگئین۔ شہد کی مکہی کو تیرے رب ہی نے وحی بہیجی کہ پہاڑون اور درختون اور بعض بلبون مین گہر بنا۔ اور اپنے مذاق کے تمام پہلون سے کہا۔ فرمانبردار ہوکر اپنے رب کی بتائے ہوے راہون پر چل اس مکہی کے اندر سے مختلف رنگت کی شربت نکلتی ہے جسمین کئی لوگون کے لئے شفا ہے۔ بیشک اس مین فکر والون کے واسطے نشان ہے۔ یہہ جواب ہے ان لوگون کے واسطے جو کہتے ہین قرآن کریم کتب سابقہ کا اقتباس ہے +

ہے۔ اور ہے۔ تو قرآن کریم کا نازل ہونا ہی ضروری ہے۔

مثلاً اللہ تعالے موجود ہے ایک ضروری مسئلہ ہے جسپر قرآن نے یہہ دلیل دی ہے۔

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ۔

اللہ تعالے کا کوئی شریک نہین۔ ایک دوسرا مسئلہ ہے۔ اسپر قرآن فرماتا ہے

لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا۔[1]

قرآن کی کلام الٰہی ہونے کی دلیل فرماتا ہے۔

اِنْ كُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ[2] پ اول سورۃ البقرہ ر ۳

اور فرماتا ہے

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ[3] الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓی اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا

[1] اگر زمین و آسمان کے درمیان ایک اللہ کے سوا کوئی اور معبود بھی پوجے جاوین تو یہہ دونون خراب ہو جاوین کیونکہ جہالت۔ وہم پرستی۔ نفاق۔ و شرارت۔ بت پرستی کا لازمی نتیجہ ہے۔ اور ان باتون سے اس آبادی مین ویرانی کا آجانا ضروری ہے۔

[2] اگر اس کتاب مین جو اللہ تعالے نے اپنے بندے پر اتاری تمکو کچھ تردد ہے۔ اور تمہارے خیال مین ہے کہ اس شخص نے خود ہی بنالی ہے۔ تو مصنوعی مصنوعی ہو سکتی ہے۔ اسکی مثل ایک سورہ بنا لاؤ۔

[3] تو کہدے کہ اگر تمام جن اور آدمی اس امر پر تل جاوین کہ قرآن کی سی کتاب بنالین۔ تو ہرگز اسکی مثل نہ بنا سکین گے۔ اگرچہ ایک دوسرے کی پیٹھ بھرین۔ اور باہم مددگاری کرین۔ کیونکہ قدرتی مصنوعی نہین ہو سکتی۔

اور فرمایا ہے

لَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا[1]

یاد رہے - اختلاف دو قسم کا ہوا کرتا ہے - اوّل یہہ کہ ایک آیت دوسری آیت کے خلاف ہو - دوم یہہ کہ کوئی قرآنی مضمون نیچرل فلسفی یا کسی سچے علوم کے خلاف ہو - قرآن مین ہردو قسم مین سے کسی قسم کا اختلاف نہین اس تیرہ سو برس مین نیچرل فلسفی کی کتنی سر تور ترقی ہوئی - مگر کچہہ بھی قرآنی بیان کی غلطی ثابت نہو سکی - ہان عامہ قرآنی دلائل کو تو عامہ علماء اسلام اور متکلمین ملتہ خیر الانام علیہ وآلہ الصلوٰۃ والسلام بیان کرتے رہے - اور کرتی ہین - اور کرین گے مگر قرآنی آیات بیّنات تو ایسے ہی ہین کہ ان کی پر زور تاثیرات سے ہمیشہ ظلی طور پر اس قسم کے نمونے اسلام مین پیدا ہوتے رہتے ہین جو اپنی پاک تاثیرات سے دنیا مین الٰہی سچی توحید اور اپنی کتاب کے فاضلہ اخلاق کو پہیلایا کرتے ہین - اور غیر قومونمین مختلف پیرایون سے اس الٰہی محبت اور فضل کو پورا کیا کرتی ہین جنکے لئے ملہون اور کتابون کا آنا الٰہی کتاب ماننے والے مذاہب مین ضروری ہی - ہمیشہ ہر صدی مین اس تحریف اور ایزاد اور نقص کو دور کرتے ہین - جو انسانی آزادی کی باعث سچے مذہب مین آجاتی ہے - اور ہمیشہ قوم کو جگاتے اور اصل کتاب کو پہیلاتے ہین - حال ہی سے اہل اسلام کو دیکہہ لو کیسے کمزور ہین ضعیف ہین مگر اپنی کتاب کا درس اسکی اصلی زبان مین کسقدر دے رہے ہین - عیسائی - آریہ -

---

[1] - اگر قرآن اللہ تعالٰے کے سوا کسی اور شخص کا بنایا ہوتا تو اسمین تہوڑا کیا بہت ہی اختلاف ہوتا -

پارسی ذرہ آنکھ اٹھاکر دیکھیں اور موںھ پرسے پردہ اٹھاویں۔

لَا یَزَالُ طَائِفَۃٌ مِّنْ اُمَّتِیْ ظَاھِرِیْنَ عَلَی الْحَقِّ [۱] اور

اِنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ عَلٰی رَاْسِ کُلِّ مِائَۃِ سَنَۃٍ مَنْ یُجَدِّدُ لَھَا دِیْنَھَا [۲]

کا مصداق بنکر اسلام کیطرح اپنی صداقت کو کون ظاہر کرتا ہے۔ عملی حالت پر نگاہ کرو ادہر کوئی اسلام مین شریک ہوا مسلمانون کا بہائی بن گیا۔ جماعت اسلام مین شریک کہانے مین۔ مصافحہ کا ہاتہہ ملانے مین آزاد۔ قرآن پڑہنے مین قوم کا مساوی مستحق مسجد مین غرض ہر امر مین جماعت اسلام کے بادشاہ اسلام کا بہی اسلام مین ہم پلہ یورپ چرچ مین ہنڈو عیسایون کے لئے عملی ممانعت کہانی مین انکی تحقیر کو ہم ذکر کرکے آریہ کے حالات سے چشم پوشی ہی کرنا مناسب سمجہتے ہین۔ کیونکہ آجتک انہون نے نہ کسی غیر قوم کو وید پڑہایا۔ اور نہ وید کو پڑہاکر اپنے سا تہہ بے تکلف آریہ کے حقوق مین کسی کو مساوی حقدار کیا ایسی ہی عملی اور علمی ضرورتون کے پورا کرنے کے واسطے قرآن نازل ہوا۔ جیسے فرماتا ہے

قَدْ جَآءَکُمْ بُرْھَانٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَاَنْزَلْنَا اِلَیْکُمْ نُوْرًا مُّبِیْنًا [۳]۔

اور فرماتا ہے

فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِہٖٓ اِخْوَانًا [۴]

---

[۱] ایک طائفہ میری امت کا اپنی راستبازی کے باعث ہمیشہ غالب رہیگا۔
[۲] اور ہر صدی کے سرے پر اللہ تعالے اس امت مین ایسے لوگ پیدا کردیتا ہے جو جہل و تعصب ایزا دیون اور تحریفون کو دور کرتے رہتے ہین اور جاہلون کی غلط تاویلات کو باطل کرکے ہمیشہ دین کو تروتازہ اور نو بنو رکہتے ہین اسمین پژمردگی نہین آنے دیتے۔
[۳] بے ریب تمہارے پاس اپنے رب کیطرف سے ایک برہان آگئی اور ہمنے ہی تمہاری طرف ایک ایسا نور نازل فرمایا جسمین ذرہ کدورت نہین اور ہر طرح خالص ہے [۴] پہر تم اللہ کے فضل و انعام سے بہائی بہائی ہوگئے

ساتوین ضرورت

قرآن والی صداقتین مختلف بلاد مختلف کتابون مین اگرپہ ان لین پہلے ہی موجود تہین - مگر اول توان کتابون کا غیرمحرف ہم تک بہم پہونچنا اور پہر ان صداقتون پہ نہائت پرانی بولیون کے ذریعہ واقف ہونا اور انکی تفاسیر مین سے غلط کو صحیح سے الگ کرنا کیسا مشکل اور محال ہوتا - پہر آخر ان صداقتون کے مجموعہ کو بہی کسی نہ کسی پیرایہ مین بیان کرنا ہی پڑتا - علاوہ برین جو ایک پیرایہ مین سجانے اوسے دوسرے پیرایہ مین بتانا بلحاظ رحم اگر ضروری ہے - تو اوسی ضرورت پر قرآن نے فرمایا ہے

لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰیهُمْ مِنْ نَّذِیْرٍ[1]

اور فرماتا ہے

قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا لِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰی وَمَنْ حَوْلَهَا[2]

آٹھوین ضرورت

جب اللہ تعالے زمین و آسمان اور ان کے درمیان غرض جو انسانی ضرورة کی اشیا تہی پیدا کرچکا تو اسنے انسان کو جسکا وجود بقا ان اشیا پر موقوف تہا پیدا کیا - اور اوسمین علاوہ ان قوی کے جو جمادات - نباتات - حیوانات - مین موجود ہین نیک و بد علوم و اخلاق کا مادہ بہی رکہدیا -

---

سہ جن لوگون کے پاس کوئی بہی ایسا ملہم نہین پہونچا جو لوگون کو انکی نافرمانیون سلے ڈرادے - تو انکو بہی ڈرادے -

ثہ یہہ قرآن عربی زبان مین ہے اسلئے کہ توان نافرمانون کو ڈرادے جو اس شہر مین رہتے ہین - جو دنیا کے تمام شہرونکی مربی مان ہے - اور توحید الہی کی تعلیم سب کا اصل ہے اور ان تک بہی نافرمانی کا ڈر پہنچادے جو اس شہر کے گرد رہتے ہین ؛

علمی حصہ مین انسان ان سوشیل۔ مارل۔ پولٹیکل قواعد وضوابط کا محتاج تھا۔
جنکے باعث اکل۔ شرب۔ لباس۔ آسائش۔ آرام۔ جماع۔ اور تمدن۔ و امن
مین۔ ابتداء۔ انجام۔ نشیب۔ و فراز۔ بہر شائستگی۔ آخر۔ افادہ۔ و استفادہ
ہی پر اکتفا نہین کرتا بلکہ وہی علوم لینے کا حقدار ہوجاتا ہے اور **عملی** حصہ مین انسان
ارادہ استطاعت کو لیکر کبھی باری تعالے سے انس و محبت پیدا کر کے استقلال
استقامت۔ فراخ۔ حوصلگی۔ نفع رسانی۔ عاقبت اندیشی سے ایسا پاکیزہ باطن
بنتا ہے۔ کہ ظاہری نجاست کیسا نہ بھی بارگاہ الٰہی مین مناجات نہین کرتا۔ مگر کبھی انسان
شتر بے مہار۔ ہر ایک ضرورۃ مین ناعاقبت اندیش۔ رہبان۔ فرعون۔ مضطرب
تنگ دل۔ بخیل۔ ایسا گندہ کہ پاکیزگی کا نام ہی نجانے۔ ہوجاتا ہے فطرۃ کی موافق
سبھی آرام وہ اشیا کا نام نیکی اور مخالف اشیا کا نام بدی ہے۔ مگر رسم۔ رواج۔ آب و ہوا۔
ناقص تعلیم۔ افلاس۔ دولتمندی۔ حکومت کی بُری تاثیر انسان کو ایسے پھندے مین پھنساتی
ہے۔ کہ مخالف اشیا کو موافق اور موافق کو مخالف سمجھ کر عقل و تمیز کو کھو بیٹھتا ہے۔
فطری ممیزہ قوۃ اور نور ایمان۔ ادرکا نشنس جسے نفس لوامہ کہئے وہ ایک بیج
کیطرح ایسے کمزور ہوجاتی ہی کہ انہین ایجاد کیا تمیز ہی نہین رہتی **سنو**! میرے
ایک پیارے نوجوان نے (اللہ تعالے اسے علم و عمل مین ترقی دی) اگنی ہوتری
کو اسکی اس لفظ کو سنکر کہ مُجھے یہ ہو مین تیری رحمت بخش بارگاہ کے پاس لوگونکو لایا چاہتا ہون
مگر وہ نہین آتے" پوچھی دعا کے بعد کہا۔ کیا آپ یقینی طور پر ہمین اِس بارگاہ تک
پہونچا وگے۔ جسکا دعوے کرتے ہو۔ تب اگنی ھوتری نے کہا۔ یقینًا مین نہین کہ سکتا
کہ تم میرے تعلیمات کے ذریعہ ضرور وہانتک پہونچ جاؤ گے۔ کیونکہ ممکن ہے کبھی

میرے اقوال کی غلطی ثابت ہوجاوے تب میرے پیارے نوجوان عزیز نے (اعطاہ اللہ علما وعملا آمین) کہا ہم نجات کے طالب ہمارا کانشنس ضعیف ہے۔ غلطی سے محفوظ نہیں۔ ایک طرف محمد صاحب ہمیں بلاتا ہے۔ اُدہر آؤ" میں یقیناً تمہیں نجات تک پہنچا دونگا" دوسری طرف آپ کہتے ہیں ادہر آؤ شاید میں ہی پہنچا دوں تباؤ کسکے پیچھے چلیں۔ آپیر آگنی ھوتری ساکت ہوئے

فبہت الذی کفر واللہ لا یہدی القوم الظالمین

غرض جب ان اسباب سے جنکا ذکر اوپر ہوا تمیز ٹہیک نہیں رہتی۔ تو انسان کو یقینی آرام دہ مقنن دمعیر کے ملنے کا سوال پیدا ہوتا ہے۔ تب ہمہ قدرت ہمہ فضل۔ ہمہ طاقت۔ اللہ تعالے جسکی گہر میں بخل نہیں اسکی طرف سے الہام ہوتا ہے۔ پہر جو کچہہ ایک ملک میں الہام سے سکہایا۔ ممکن ہے کہ دوسرے ملک میں اس الہامی تعلیم کا اثر نہ پہیلے۔ اسلئے دوسری قوموں میں اللہ تعالے ملہم پہنچتا ہے جیسے فرماتا ہے۔

وان من امۃ الا خلا فیھا نذیر

اور فرمایا

وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا

۱ے تب منکر اسلام لگا بغلیں جہانکنے۔ اور اللہ ظالم بدکار کو منزل مقصود تک نہیں پہنچاتا

۲ے نافرمانوں کو نافرمانی پر ڈرانے والے ہر قوم میں گذر چکے۔

جبتک ہم اپنی طرف سے رسول نہ بہیجیں جبتک کسی قوم کو عذاب نہیں دیتے۔

دنیا مین اللہ تعالے نے لوگون کی ہدایت کو ملہم رسول نبی بھیجے - اور انکو صداقتین
بتائین - اور ان ملہمون کو ان صداقتون کے پہیلانے کی لو لگادی مگر ان
تعلیمات کے پہیلانے مین انبیا و رسل کو کوئی اور حد بندی نہین کردی گئی کہ فلان
مدت تک فلان ملک تک اس ہدایت کو پہیلاؤ پھیلانے کا ثواب ملیگا - انبیا
علیہم الصلوٰۃ والسلام کی مقدس روح بہی مستثنیٰ آزاد بنائی گئی تہی وہ
مجبور نہین تہی - جب ایک ملہم کے ہدایات و تعلیمات کے پھیلاؤ مین ظاہری
یا باطنی یا دونون صورت مین کچھ وزہ کمزوری ہوئی - اور اسکا پورا اثر اسکی
ملازمین یا قوم یا ملک تک بہی ایسا نہوا جسکی بعد قوم کا عذر نہ رہے - تو اور پاک
شخص اس عہدہ پر ممتاز کیا گیا -
غور کرو حضرت سیدنا مسیح علیہ السلام کی تاثیر کیسی کمزور ثابت ہوئی جناب
کے حواریون سے فسٹ نمبر کے حواری عیسائی کلیسیا کے فونڈیشن سٹون
سیدنا مسیح علیہ السلام کو ملعون کہہ بیٹھے - اور جو کچھ یہودا اسکریوطی نے
سلوک کیا وہ دنیا سے مخفی نہین اور جو کچھ روحانیت آپکی پاک تعلیم سے آپکی قوم کو
حاصل ہے معلوم ہو جو احضرت سیدنا مسیح علیہ السلام کا وہ قول کہ اونٹ کا سوئی کے
ناکے سے نکلنا اسے آسان ہے - کہ دولتمند خدا کی بادشاہت مین داخل ہو
(متی ۱۹ باب ۲۴) - اور یورپ و امریکہ کی دنیاداری -) سیدنا موسیٰ علیہ السلام
کے مخاطب ایسے تہے - کہ جب انکو حضرت موسیٰ علیہ السلام مصر کی آہنی تنور
(یرمیاہ - ۱۱ باب ۴) سے نکال لائے - اور حکم کیا کہ کنعان کو چلو تو انکار کر بیٹھے -
قرآن کریم اس قصہ کو عبرت کے لئے نقل فرماتا ہے

وَاذْ قَالَ مُوسٰی لِقَوْمِهٖ یٰقَوْمِ اذْکُرُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَیْکُمْ اِذْ جَعَلَ فِیْکُمْ اَنْبِیَآءَ وَجَعَلَکُمْ مُلُوْکًا وَّاٰتٰکُمْ مَّا لَمْ یُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ یٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِیْ کَتَبَ اللّٰهُ لَکُمْ وَلَا تَرْتَدُّوْا عَلٰۤی اَدْبَارِکُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِیْنَ قَالُوْا یٰمُوْسٰۤی اِنَّ فِیْهَا قَوْمًا جَبَّارِیْنَ وَاِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا حَتّٰی یَخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنْ یَّخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِیْنَ یَخَافُوْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمَا ادْخُلُوْا عَلَیْهِمُ الْبَابَ فَاِذَا دَخَلْتُمُوْهُ فَاِنَّکُمْ غٰلِبُوْنَ وَعَلَی اللّٰهِ فَتَوَکَّلُوْۤا اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ قَالُوْا یٰمُوْسٰۤی اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَاۤ اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِیْهَا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّکَ فَقَاتِلَاۤ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ؎

آخر یدون یوشع بن نون۔ اور کالب بن یفنہ کے کوئی بھی فرمانبردار نہ نکلا دیکھو گنتی ۱۴ باب ۳۰)

سبحان اللہ کیسی بھی سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے حکم ماننے مین لیری دکھائی۔ ویدوالے سورج۔ وآیو۔ اگنی۔ انگہرہ کتنے ہین انکی نسبت کوئی شہادت نہین دیسکتا۔ کون تھے۔ کہان کے رہنے والے۔ کیسے چال چلن کے تھے اور یہہ کہ انہون نے اگر ملہم تھے۔ اور وید سچے الہامات ہین۔ تو کسقدر ویدون کا اثر دنیا مین پہیلایا ہے انکے جانشین اور جانشینون کے تعلیم یافتہ سو بموجب دعوے آریہ کے قریباً دو ارب برس گذرتے ہین کہ ویدون نے دنیا مین ظہور پایا اور

لہ جب موسی علیہ السلام نے اپنی قوم کو کہا۔ اے میری قوم اللہ تعالے کے انعام کو یاد کرو جو تمپر کیا کہ تمہاری قوم مین انبیا بنائے اور تمکو بادشاہ بنایا اور تمکو اپنے فضل سے وہ کچھہ دیا کہ کسیکو نہ دیا اے میری قوم کنعان کی پاک زمین (ہولی لینڈ) جسکو اللہ تعالے نے تمہارے لئے ابراہیمی بشارتون مین لکھا ہے۔ اسمین داخل ہوجاؤ۔ اور کبھی پیچھے نہ پھرو۔ اگر پیچھے ہٹے اور میری نافرمانی کی تو ٹوٹا پاتے پیچھے پھر گئے۔ تب انہون نے (موسیٰ کی قوم نے) جوابمین کہا موسیٰ اس زمین کے لوگ بڑے طاقتور ہین اور جب تک وہ نہ نکلین ہمتو کبھی اس ملک مین نہ جاوین۔ ہان اگر وہ لوگ نکل کر کہین چلے جاوین تو خیر ہم بھی

اس عرصہ مین وید کے اتباع مین کسی نے انکا صحیح ترجمہ بہی نکردکہایا۔ دوسرون سے کیا اپنی لوگون سے بہی اخفا کرتے ہین۔ رہی یہہ بات کہ ویدون پر عمل درآمد ہا سوآریہ کا چال چلن ہی بتاتا ہے۔ کہ کسقدر ویدپر عمل کرتے ہین۔

غرض جب کسنے نبی کی پاک تعلیم نے دنیا پر اپنا قوی اثر نہ دکہایا۔ اور نہ اس نبی کے جانشین نے ان پاک تعلیمات کو جگت پر ظاہر کیا۔ تو اللہ تعالے کے رحم وفضل نے اور کو یہہ عہدہ عطا کردیا۔ یہانتک کہ ایک ایسا آدمی دنیا پر ظاہر ہوا۔ جسنے ان تعلیمات کو پہیلایا۔ اور اشاعت مین جوکسر باقی رہی اسکی تلافی وہ جانشین کرنے لگے جنکی کرامات وپاک تاثیرات کے اثبات مین علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کی پیشین گوئی ہوچکی تہی۔ اور چونکہ الدال علی الخیر کفاعلہ کی روسی جانشینون کی پاک کوششون کا ثواب ان ہادیون کے نامہ اعمال مین بہی اضافہ درج ہوتا ہے۔ اسواسطے یہہ سب آپکی کوششین ہین صلی اللہ علیہ وسلم روحانی ہدائت وترقی دفعی اور مخلوق کے فرد فرد کے لئے کسی مذہب مین ضروری نہین امید ہے کہ جسطرح عرب وشام ومصر وروم۔ اور ہند وسندہ تاتار۔ پر بلاواسطہ یا بالواسطہ حجت قایم ہوگئی۔ اسیطرح تمام دنیا پر حجت قایم ہوجائیگی۔ جب دنیا کو مجموعہ صداقتون کا پہونچگیا۔ اور اونپر حجت قایم ہوگئی۔ تو یہہ حسب احکام سناتنے نکا پورا

حاشیہ بقایا صفحہ ۳۱۵ ملک مین چلے جائین گے۔ کہا ان دو آدمیون نے جو اللہ کی نافرمانی سے ڈرنے والے تہے اور انپر ہمت وحوصلہ کا انعام تہا۔ ہمت مت ہارو۔ چوری ہی نہین بلکہ دروازون کے رستہ چلے جاؤ۔ جب حسب الحکم الٰہی داخل ہوگئے۔ تو جیسے الٰہی وعدہ ہے فتحمند رہوگے۔ اگر ایمان رکہتے ہو اللہ پر بہروسا کرو۔ پہر بہی یہی جواب دیا اسے موسٰی جبتک وہ لوگ وہان موجود ہین ہم اس ملک مین کبہی نہین جائین گے۔ ہان۔ تو اور تیرا رب۔ تم دونون لڑو ہم تو یہین بیٹہے رہینگے۔

ہوگیا۔ اب انکی جزا و سزا کا وقت آجاویگا اسی ضرورت کیطرف قرآن شریف اشارہ فرماتا ہے۔

لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیھم رسولا من انفسھم یتلوا علیھم اٰیٰتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین[1]

ایک عجیب یادداشت

خاکسار تو قرآن کریم کی ضرورت پر مضمون لکھکر مطبع مین روانہ کرچکا تھا۔ کیونکہ مجھے زیادہ تر قرآنی صداقتون کا اظہار اور سہیر اتمام حجت مطلوب رہتا ہے مگر الہٰی قدرت سے وہ مضمون چند آیات کے ترجمے لکھنے کے واسطے میرے پیارے عبدالکریم نے واپس کردیا۔ ابھی وہ اوراق میرے پاس ہی تھے کہ ۲۔ اپریل سنہ ۹۰ء کو حضرت پیر و مرشد سلمہ ربہ کی علالت طبع سنکر قادیان چلا گیا۔ وہان کسی تقریب پر وید کی قدامت کا ذکر آگیا۔ تو اسوقت مجھہ خاکسار کے دلمین ضروری معلوم ہوا کہ وید کی قدامت پر کچھہ لکھون یورپین لوگون کی تحقیقات اور برہمو سبہا کے پنڈتون کے خیالات ویدون کی نسبت شائع ہوچکے ہین۔ انکا تذکرہ شاید موجب تطویل ہو اسلئے ایک مختصر امر کا بیان لکھنا مناسب سمجھتا ہون کیونکہ تکذیب براہین نے تکذیب کے صفحہ نمبر ۸۱۔ و نمبر ۸۲ مین دعوی کیا ہے۔

---

[1] بے شک احسان کیا اللہ تعالے نے ایمان والون پر جبکہ اسنے بھی انہین سے ایک رسول بہیجا جو پڑہتا ہے انپر میرے آیات اور عملی طور پر انہین پاک و صاف کرتا ہے۔ اور ان کو سکھاتا ہے۔ کتاب اور نہایت پاکیزہ و عمدہ باتین اگرچہ پہلے کھلی گمراہی مین تھے۔

ڈہی باتین بالتے عمدہ باتین قرآن سے پہلے کتابون مین موجود ہین پس مسبات سہو نکسیکو انکار نہین کہ ان پہلی کتابون نے وہ باتین قرآن سے نہین چورائین - مگر فریق ثانی کے ذمہ یہہ الزام ضرور ہے - جیسے اسکی راستی و الہامیت سراسر کافور ہے - سواس پرایک ریمارک ہے - کہ پارسیون کو دعوے ہے کہ وہ اور انکا مذہب - انکی کتاب آریہ ورتی کتابون سے ہان آریہ ورتی مقدس کتابون بلکہ ویدون سے بہت پرانے ہین - کیونکہ آریہ نے دیانندی تحقیق پر ایک ارب چہانوین کروڑ کا زمانہ اس موجودہ سلسلہ کے واسطے اپنے عندیہ مین ثابت کیا ہے - اور پارسیون کے دساتیر مین لکہا ہے دیکہو نامہ شت جی - افرام ساتیرنمبر ۲ - سفرنگ صفحہ ۳۴ -

(۱۶) بنام ایزد روزی دہ جاندار وآمرزندہ نیکوکار -

(۱۷) گفتیم کہ نخستین آباد را بگزیدیم پس از وسیزدہ پیغمبر آباد نام پیہم فرستادم

(۱۸) باین چہاردہ پیغمبر جہان آراستہ وآرام یاب شد -

(۱۹) پس از ایشان کہ چہاردہ آباد باشند بادشاہان جانشین وبیرہ تا (خلفار) آنان جہان را خوب داشتند -

(۲۰) چون صد زاد سال در بادشاہی ایشان را رفت آباد آرا د - بادشاہ - جہانداری گذاشتہ یزدان پرست شد -

ایکسوزاد کتنا ہوتا ہے اسکی دیکہو تفصیل باید دانست کہ فرسنداج کیشان ہزار بارہ ہزار سال را یک فرد گویند وہزار بارہ فرد را یک ورد وہزار بارہ ورد را یکمرد وہزار بارہ مرد را یک جاد وسہ ہزار جاد را یک واد وہزار واد را یک زاد نامند وبدین شمارہ صد زاد سال در گروہ آبادیان خسروی پائید (سفرنگ دساتیر

صفحہ نمبر ۴۴ و ۴۵) یہہ حساب لگائے تو یہہ عدد .... ۴۲ ہوتا ہی

حساب دانو! ذرہ سہیر غور کرو ایک ارب چہا نوین کروڑ سے کتنا آگے ہے - اب اگر اسکے آگے ست جی افرام کی ابتدا سے آجتک کا حساب لگائے تو اور سوچ لو نوبت نکجار سید کا معاملہ ہے - کیونکہ نامہ شت شائے کلیوجی مین لکہا ہے -

(۴) اے شاہ کلیو پو رجی الا دجون آب (رونق) وپہ مان روا سے جہان بیک اسپار سال کشید ہمرو مان بزہ کار (گناہگار) شدندجی الا واز ایشان بیرون رفت - سفرنگ صفحہ نمبر ۶ - اور اسپار ایک ار بسال کو کہتے ہین یہہ زمانہ بالا کے بعد جیان کی سلطنت و مذہب کا وقت ہے -

اگر مکذب براہین کا قول درست ہے تو فرسنداج گیشون نے وید سے کچہہ نہین چورایا بلکہ فریق ثانی کے ذمہ یہہ الزام ضرور ہے جسنے اُس (وید) کی رتہی الہامیت سراپا کافور ہے - والا آریہ ثابت کرین کہ آبادیون نے ہی وید سے تعلیم پائی - اب خاکسار چند وہ دلائل بیان کرتا ہے جنسے یقین پیدا ہوا ہے کہ ہندیون نے پارسیون سے سیکہا -

اول - قدامت - پارسی بحساب بالا آریہ کے پہلے ہین - دوم - بیاس جی کا پارسی فرسنداج کیش زرتشت کے پاس جانا - اور اُسکا مذہب قبول کرنا - اور یہہ امر کچھ مخفی بہی نہین ہوا بلکہ بڑی ہی مجلس مین واقع ہوا - دیکہو نامہ زرتشت آیتہ نمبر ۶۵ و ۶۶ و آیتہ نمبر ۱۶۲ سفرنگ صفحہ نمبر ۱۲ و نمبر ۱۳۵ - سیوم - دونون ادیان کے اُن تعلیمات کا باہم موافق ہونا جنہیر سچے دین اسلام سے آریہ کو اختلاف ہے مثلاً مسئلہ تناسخ - دیکہو ساتیر فرزآباد وخشوران وخشور آیتہ نمبر ۶۷ و ۶۸ -

گوشت نہ کہانا - اور اسکے ترک کو ضروری یقین کرنا دیکہو - آیتہ نمبر ۱۳۶ و ۱۳۷ -
سورج اور چاند اور کواکب - اور عناصر کی پرستش دیکہو نامہ شت شائے کلیو آیتہ
نمبر ۴۶ و ۴۷ و ۴۸ و نامہ وخشور یاسان امہ نمبر ۴۵ و ۵۵
بلکہ غور کیجئے تو اکثر حصہ کیا انکی کل تعلیمات کا خزانہ وہی پارسی ہین - وبس
(ذرا غور کرو) -

تکذیب صفحہ نمبر ۸۲ - "احقاق حق و ابطال باطل سے قاصر رہنا - احقاق حق مین
جسقدر قرآن کم زبان ہے اسی قدر ابطال باطل مین وہ قاصر البیان ہے - سات آسمانون
اور سات زمینون کا ہونا زمین کے اوپر پہاڑون کو بمنزلہ میخون کے ٹہوکنا تا کہ زمین جنبش
نہ کرے - سورج کا چشمہ گلی مین ڈوبنا چاہ بابل مین ہاروت و ماروت کا قید ہونا چشمہ ہای
دودہ و شہد و شراب کا بہنا سلیمان کے وقت جانورون کا بولنا وغیرہ حق کے ظاہر کرنے
سے قطعی بے بہرہ ہو رہا ہے - ورنہ اہل عالم و ماہران تواریخ و ہیئت و جغرافیہ انکی تردید مین بردار
کر رہے ہین" -

مصدق احقاق حق کا قصہ سن چکے ہو - تمام حقوق کا سرتاج اور بڑا حق عقل
کانشنس اور الہامی مذاہب مین اللہ تعالے کا ماننا ہے - اسکو غور کرو کس کامل طور پر
قرآن نے بیان کیا - اور کس کامل طور پر ثابت کیا - اور کس طرح اللہ تعالے کو عیوب
سے مبرا بتایا - سورہ - اور کچہ - اور مچہ - بننے سے پاک یقین کرایا - یہود اون کے ہاتھ
سے پٹنے سے پاک بتایا ابطل اباطیل شرک کی جڑہ کاٹی -
رہی یہہ بات کہ سات آسمان باطل ہین وغیرہ وغیرہ سو اسکا جواب نمبر وار یہی
ہین :-

اول نہ سات آسمانون اور سات زمینون کی کبھی عالم بلکہ اہل عالم ماہر تواریخ و ہیئت وجغرافیہ نے منبروار تردید کی ہے۔ مرد آدمی انکا نام ہی لکھدیا ہوتا۔

سُنئے۔ آپکو ہم بتا دیتے ہین۔ آپنے تو منکر اہل علم کا نام نہین لیا۔ ہم ماننے والون کے نام سناتے ہین۔ یوگ۔ پاتنجل کرت سوتر نمبر ۲۵ دیاس منی کی بہاس ادہیا سوم سوسج دہارنا کی شرتی مین لکھا ہے۔ بھو کی اوپر بھوور سوور مہر جن تپ اور ستت۔ یہہ سات آسمانی طبقات ہین۔ جو زمین کے اوپر ہین اور مہاتل۔ رساتل۔ اتل۔ ستل۔ وتل۔ تلاتل۔ پاتال۔ یہہ سات طبقات زمین کے نیچے ہین۔ اب بتائیے یہہ آریہ ورتی اہل علم اور ہیئت دان اور جاگرفی کے ماہر تھے یا نہتھے۔ مگر یہہ تو بتاؤ جنبو دیپ کے گرد کون سمندر اور شاک دیپ کے گرد۔ اکہو رس سمندر کش دیپ کے گرد سورا سمندر۔ کرونچ دیپ کے گرد سرپی سمندر۔ شال مل دیپ کے گرد دوہی سمندر گیہو میدھ دیپ کے گرد۔ کہیر سمندر۔ پشکر دیپ کے گرد۔ جل سمندر۔ ان دیپون کا بیان اور تشریح کس جاگرفی دان سے پوچھین۔

پھر مین کہتا ہون۔ کہ زمین اور آسمان کا سات سات حصص مین منقسم ہونا سچی تقسیم ہے جو سراسر حق ہے۔ اسکے ماننے مین بطلان ہی کیا ہے۔ کہ قرآن کریم نے اسکا ابطال نہین کیا۔ قرآن کریم اور احادیث صحیحہ مین سبع ارضین کا تذکرہ موجود ہے۔ مگر یاد رہے۔ موجودات مرکبہ کی تقسیم کئی طرح ہوسکتی ہے۔ اگر اللہ تعالے نے یہہ تقسیم فرما دی تو بطلان کیا ہوا۔

اب ہم ایک ایسی بات کہتے ہین جسکے سُننے سے کسی منصف آریہ کو قرآن کریم کے سبع سموات کہنے مین انکار کی جگہہ نہین۔ زمین سے لیکر جہانتک فوق مین

اللہ تعالے کی مخلوق ہے۔ اس مخلوق کو اللہ نے ایک تقسیم مین سات حصوں پر تقسیم کیا ہے۔ ہر ایک آسمان جسکا بیان اللہ تعالے نے قرآن مین کیا ہے انکا بیان آیات ذیل موجود ہے

اوّل وہ مقام جسمین ہمارے لیئے کہانیکا سامان رکہا ہے۔ جیسے فرمایا ہے۔

وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ [1]

دوم۔ وہ مقام جسکے اندر جانور اوڑتے ہین جیسے فرمایا۔

أَوَلَمْ يَرَوْا إِلَى الطَّيْرِ صَافَّاتٍ فِي جَوِّ السَّمَاءِ [2]

سوم۔ وہ مقام جسمین اولے بنتے ہین اور کہیتون اور باغون کو ویران کرتے ہین جیسے فرمایا۔

فَأَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا رِجْزًا مِنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ [3]

چہارم۔ وہ مقام جسمین سے مینہ آتا ہے جیسے فرمایا۔

وَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجْنَا بِهِ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَكُمْ [4]۔

پنجم۔ وہ مقام جسمین ستارے اور نیازک گرتے ہین۔ جیسے فرمایا۔

وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحَ وَجَعَلْنَاهَا رُجُومًا لِلشَّيَاطِينِ وَأَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِيرِ۔

---

[1] ۔ اور آسمان ہی مین تمہارے لیئے رزق یعنی کہانے پینے کا سامان رکہا ہے اور وہ چیز ہے جسکا تمہین وعدہ دیا گیا +

[2] ۔ کیا یہہ لوگ پرندون کیطرف نہین دیکہتے کہ کیسی صفین باندہے آسمانی فضا مین موجود ہین +

[3] ۔ پہر ہمنے ہی اتارا بدکارون پر انکی بدکاری کے بدلہ آسمان سے عذاب +

[4] اور ہمنے آسمانون یعنے بادلون سے پانی اُتارا اور اسکے درمیانی ہونے سے پہل نکالے جو تمہارے لیئے رزق یعنے کہانے اور پینے کا سامان ہین +

ششم۔ وہ مقام جسمین ستارے ہین جیسے فرمایا۔

وَجَعَلْنَا فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا وَزَيَّنَّاهَا لِلنَّاظِرِينَ

ہفتم۔ وہ حصہ جوان سب کے اوپر ہے۔ اور جسمین اللہ تعالے نے بہشتون کو رکہا ہے۔ کہ ان مشہود ستارون سے اوپر بہی کوئی مقام ہے۔ جیسے فرمایا۔

جَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوَاتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ

بقیہ اعتراضات تکذیب صفحہ نمبر ۲۸ کا جواب

دوم۔ "پہاڑ زمین پیخون کی طرح ٹہوکے گئے"

مصدق۔ یہہ مشاہدہ ہے۔ اور ہمنے اسپر ایک مضمون لکہدیا ہے۔ جو عنقریب آتا ہے۔ اسے ضرور پڑہو +

سوم۔ "سورج کا چشمہ گلی مین ڈوبنا"

مصدق۔ قرآن مین نہین لکہا +

چہارم۔ "چاہ بابل مین ہاروت ماروت کا قید ہونا"

مصدق۔ قرآن مین نہین لکہا۔ بلکہ چاہ بابل کا کوئی تذکرہ بہی قرآن مین نہین۔ ہاروت ماروت کے قید ہونیکا بیان بہی نہین +

پنجم۔ "چشمہ ہاے دودہ وشہد وشراب کا ہونا"

مصدق۔ ہم دنیا مین بھی دیکھتے ہین۔ تو آپنے اُسکا ابطال کیسے تجویز کرلیا دیکہو مادہ گائے بہینس کا شیردان۔ مکہی کا چہتہ۔ انگور کی چہتریان +

ششم۔ "سلیمان کے وقت جانورون کا بولنا"

مصدق۔ یہہ امر بہی قرآن کریم مین نہین آیا جانور تو اب بھی بولتے ہین

اسوقت کی کیا خصوصیت ہے قرآن مین صرف اتنی بات آئی ہے +
کہ سیدنا سلیمان علیہ السلام منطق الطیر کو جانتے تھے علم منطق الطیر کو عبری
مین وبرھا عرف کہتے ہین وبر کے معنے بات ۔ عرف کے معنی پرندہ
اور یونانی زبان مین اس علم کا نام ارنی تھولوجیا ہے ۔ ارنیس اور ارنی
تھوس کہتے ہین اڑنے والیکو ۔ اور لوجیا کے معنے لغت اور علم کے ہین ۔ کتاب
تاریخ مین جو غالباً شاہی روزنامچوںسے یا الہام سے تیار ہوئی ہے ۔ اسکا

یہ باب ۳۳ ملاحظہ ہو ۔

تکذیب صفحہ نمبر ۳۸۔ پر نظر

(۱) ۔ "بیت اللہ کی نسبت کہ وہی خانہ خدا ہے"

(۲) ۔ "چاہ زمزم کی منبع نہرہائے جنت کے سوتے ہین"

(۳) "زمزم دل سے گناہوں کے سیاہ داغ دہوتا ہے"

(۴) "حجر الاسود کی تعظیم و چومنے سے گناہ معاف و مدنہد پاک ہوتا ہے"

(۵) ۔ "زیارت مدینے سے دلکی لوزانی ہے"

(۶) "شق القمر کے سحر آمیز تعلیم"

(۷) ۔ "عرش کے برابر خدا کا وجود بیان کرنا"

مصدق ۔ ان امور کا قرآن کریم مین کہین وجود نہین ۔ ذرا مکذب صاحب
دکھا دین ۔ باقی بیت اللہ کی طرف سجدہ کرنا ۔ اسکی طرف سے پھر کر سجدہ کرنا ۔ ناروا
بلکہ گناہ و خطا ہے ۔ حج و طواف احرام کعبہ عمرہ مین دوڑتے ۔ قربانی حور و غلمان
شراب کا تذکرہ اسی کتاب مین کرینگے ۔ انشاء اللہ تعالے

تکذیب صفحہ نمبر ۸۴ ۔

موسیٰ کو آگ کے سامنے کس نے سجود کرایا ہے۔ اور ابراہیم کا سورج کو کس نے خالق اور رب ٹھہرایا ہے۔ آگ چاند سورج اور ستارون کو خدا ربی کون بتلاتا ہے۔ اور فرشتون کو رب النوع کون ٹھہراتا ہے۔

مصدق۔ سیّدنا موسیٰ علیہ السلام نے کبھی آگ کو سجدہ نہین کیا۔ آؤ کچھ خدا کا خوف کرو۔ سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اہل توحید کے سردار اور موحدین کے مقتدا تھے **سنو**! اور ہوش کی کہو۔ یہہ مال و اسباب فانی اور زوال پذیر ہے۔ آخر اسے چھوڑنا ہے۔ سوشیل اصلاحون کی ناجایز تدبیرین تمہین بہندے مین ڈالینگی۔ اور بجائے اسکے کہ تم مذہب کو صرف خیالی سوشیل حالت کی صلاح کا ذریعہ بنا رہے ہو۔ اور تمہارے دلمین مین اپنے کانون ہنہون سے سُن چکا ہون کچھ بہی نہین۔ الاماشاء اللہ۔ یاد رکہو۔ سوشیل اصلاح مین یہہ منافقانہ کارروائی فائدہ نہ دیگی۔ **غور کرو**۔ اور **سنو**۔ ابراہیم علیہ السلام سچے اور پکے موحد خدا پرست تھے۔ انکی قوم ستارہ پرست اور سورج پرست تھی سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم سے سیارہ پرستی کی بُرائی پر مناظرہ کیا۔ اور کہا۔ کیا یہہ غائب ہونے والی اشیاء تمہارے رب ہوسکتی ہین۔ ہرگز نہین رب تو وہ ہو جو ہر وقت ان اشیا کا نگران رہے جنکی پرورش کرتا ہے۔ اور یہہ اشیاء تو غائب ہوجانیوالے ہین۔

دیکھو۔ اس براہیمی بحث کے اخیر میںنہ آئتین جنمین صاف لکہا ہے یہہ سارا مناظرہ صرف توحید کے لئے تہا۔ جو سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا۔ ہان۔ آگ کو خدا ربی کہنا اس امر کا تذکرہ بہی قرآن کریم مین ہمین معلوم نہین ہوا۔

کہ مکذب نے کہان سے دہوکہا کہایا۔ اور ابراہیمی مناظرہ یہہ ہے۔

فَلَمَّا رَأَى الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّي هٰذَا اَكْبَرُ فَلَمَّا اَفَلَتْ قَالَ يٰقَوْمِ
اِنِّي بَرِيْءٌ مِمَّا تُشْرِكُوْنَ - اِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ
حَنِيْفًا وَمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ - وَحَاجَّهٗ قَوْمُهٗ قَالَ اَتُحَاجُّوْنِّي فِي اللّٰهِ وَقَدْ
هَدٰىنِ وَلَا اَخَافُ مَا تُشْرِكُوْنَ بِهٖ اِلَّا اَنْ يَّشَاءَ رَبِّي شَيْئًا وَسِعَ رَبِّي
كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ - وَكَيْفَ اَخَافُ مَا اَشْرَكْتُمْ وَلَا تَخَافُوْنَ
اَنَّكُمْ اَشْرَكْتُمْ بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ عَلَيْكُمْ سُلْطَانًا فَاَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ اَحَقُّ
بِالْاَمْنِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ - اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ
لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ وَتِلْكَ حُجَّتُنَا اٰتَيْنٰهَا اِبْرٰهِيْمَ عَلٰى قَوْمِهٖ نَرْفَعُ
دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَاءُ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ

فرشتون کو رب النوع کہنا قرآن کریم کا حکم نہین اسلامیون کا اعتقاد نہین
قرآن کریم تو مخلوقات مین کسیکو رب کہنا جایز نہین تبلاتا۔ جیسے فرماتا ہے۔
وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ-

تکذیب کے صفحہ نمبر ۸۶ مین شخصی بحث ہے جو اس حصہ مین ہم نہین کرتے۔ کیونکہ
یہہ حصہ خالص اسلام کے متعلق ہے۔ تکذیب کے صفحہ نمبر ۸۶ سے نمبر ۹۴ تک کوئی
دلچسپ بحث نہین۔ اسلئے اسکا ہم ذکر ہی نہین کرتے۔ البتہ صفحہ نمبر ۹۲ مین
تکذیب کا وہ فٹ نوٹ جسکا خلاصہ یہہ ہے۔ کہ حسب اعتقاد یہود و عیسای اہل
اسلام بنی اسرائیل کے سوا کسی قوم مین کوئی پیغمبر کتاب لیکر نہین آیا ذکر کے
قابل ہے۔ اس اعتقاد کے اثبات مین۔ (اگرچہ مسلمانون کا اعتقاد نہین)

مکذب نے جو اشارہ کیا ہے۔ وہ یہہ تین آیتین ہین۔

اَوّل۔ وَمَآ اُوْتِیَ النَّبِیُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَ نَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۔ پ اول۔ سورۃ رکوع ۱۵

دُوم۔ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَیْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ پ ۵ سورہ ال عمران رکوع

سوم۔ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهٖ یٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِیْكُمْ اَنْبِیَآءَ وَجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا

مگر مکذب یاد رکہین کہ ان آیات مین حصر و تخصیص کا کوی لفظ نہین آیا۔ بلکہ قرآن شریف مین آیا ہے۔

ان من امۃ الا خلا فیھا نذیر۔ (وان من قریۃ الا خلا فیھا نذیر۔)

تکذیب صفحہ نمبر ۸۵

جہانتک مجہے معلوم ہے۔ میران آریہ سماج ہمیشہ اخلاق و محبت کے ساتھہ غیر مذہب والون سے گفتگو کرتے ہین۔

مصدق۔ منشی صاحب اور کس شخص پر الزام لگائیے کس آریہ کی شکایت کیجئے آپ ہی کا کلام آپکی تکذیب مین آپکے اخلاق کا عمدہ نمونہ ہے جو آپکے رد کو کافی دلیل ہے۔ کیونکہ آپ ہی مدعی ہین علمی طور پر یہ کہانتک آپ اپنے اصل مقتم کو تابع ہین سب سے پرہیتی پور بکے دہرم انسار میتا یوگ برتنا چاہیے۔" ہان دہرم انسار کا لفظ آپکے بچاؤ کی اچھی سپر ہے۔ غور کرو۔ اور اپنے اخلاق کی خوبی دیکھو۔

تکذیب صفحہ نمبر ۳۱

"بساپنڈت ومولوی پادری ؛ مناحق شماتت شدہ مفتری"

اللہ تعالےٰ آپکو فہم عطا کرے آپنے کن ہاتہون سے یہہ سطر لکھہ ماری ہے - جو **تکذیب صفحہ نمبر ۳۶** مین ہے "خدائے محمد بان سیے علم نا فہم - مکار دہوکہ باز - فریبی - حیلہ پرداز ہے"

ہمارا خدا کون ہے - وہی جسکا نام الرحمن الرحیم ہے رب العالمین اور مالک یوم الدین ہے - وہی القدوس السلام المومن المہیمن الخالق الرزاق العلیم الحکیم ذوالجلال والاکرام - وہی جسنے آسمان اور سورج اور چاند اور ہزارون ہزار کرے اور سب کچھہ بنایا - منشی صاحب آپکے اخلاق اور آپکی محبت بہری گفتگو کا فیصلہ آپکی کانشس نہین نہین چہوڑ سکتا - آپ اپنے او کسی آریہ سے ہی پوچھ لین یہہ تو آپکی جنکو ریفامری کا دعوے ہے - برتاؤ کا نمونہ تہا والا جو کچھہ مینے آریہ صاحبان کا سلوک اپنے اُستاد دیکہا اسکی شہادت دون - تو منصف - سننے والے کے رونگٹے کہڑے ہوجاوین - مگر مین اپنا اشکو بثی و حزنی الی اللہ اپنی پریشانی اور دکھہ کو صرف اللہ ہی کے آگے بیان کرتا ہون اور کہتا ہون - اللہ تعالےٰ آپ ہی میرا اور میرے عیال کا حافظ و ناصر ہو - اور ہماری حفاظت مین صرف اپنے رحم کو کام مین لاوے - آمین -

تکذیب صفحہ نمبر ۹۹

"نمونہ کے طور پر کچھہ اختلاف دکہاتا ہون"

مصدق منشی مکذب! - قرآن نے اپنی راستی سچائی اور قرآن کے منجانب اللہ ہونیکے دلائل مین یہہ دلیل بہی دی ہے - کہ اسمین اختلاف نہین جیسے فرمایا -

لوکان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیرا کیا معنی اگر قرآن کریم اللہ تعالے کیطرف سے اور اس علیم وخبیر کی کلام نہوتا۔ تو اسمین بہت ہی اختلاف ہوتا۔ حالانکہ اسمین ایک ذرہ بہر بہی اختلاف نہین ہے۔

مکذب ۱۔ آپنے توریت شریف اور انجیل شریف کے اختلافات جسقدر ارقام کئے ہین انکا جواب اسوقت مین نہین دیتا۔ کیونکہ آپنے بالتخصیص ہمسے جواب طلب کیا ہے۔ عیسائیون کے متعلق اعتراض کا جواب عیسائی دین گے۔ دیکہو صفحہ ۴۸ مکذب اور تکذیب صفحہ نمبر ۸۵۔ آپنے اختلافات کے بیان کرنے سترہ نمبر اختلافات کے بیان کئے ہین انمین صرف نمبر ۳۔ اور نمبر ۱۵۔ اور نمبر ۱۶۔ اور نمبر ۱۷۔ پانچ اختلاف قرآن کریم کے متعلق ہین۔ نمبر ۳۔ جب خاوند چاہے طلاق دے سکتا ہے (یہہ پہلا اختلاف ہے)۔

اوّل۔ قرآن مین یہہ حکم نہین۔ رکوع یا آیت کا پتہ دیجئے۔ علے العموم خاوند جب چاہے عورت کو طلاق دیدے۔ یہہ قرآن کا حکم نہین۔ ہان یہہ حکم اگر کچہہ شرایط کے ساتہہ ہو تو جدا امر ہے۔

دوم۔ اگر مان لین۔ کہ قرآن مین یہہ حکم ہے۔ تو اسمین اختلاف کیا ہوا۔ یہہ تو ایک حکم ہوا اسکا مخالف حکم کہان ہے؟

وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ فَإِنْ كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَىٰ أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَيَجْعَلَ اللَّهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا

خیال کرو۔ خاوندون کو بی بیون کے ساتہہ کس حکمت کے ساتہہ عمدہ نباہ کا حکم ہوتا ہے۔ قرآن فرماتا ہے۔ اگر کسی اتفاق سے بی بی مکروہ بہی لگے۔ تو بہی پسندیدہ

سلوک کرو اسکا بدلہ اللہ تعالے بہت ہی بہت بہتر ہی ان بی بیون مین رکھے گا
غور کرو قرآن ماننے والا خدا کے وعدون کو سچ یقین کرنے والا اس امید پر بری
سے بری بی بی کے ساتھہ بہی کتنا سلوک کریگا۔ قرآن نے دو ہی صورتین طلاق کے جواز کے لئے رکہی ہین اور ان
دونون صورتون مین طلاق کا ہونا کمال حکمت پر مبنی ہے کیونکہ وہ دونون صورتین اصل
منشا نکاح کے خلاف ہین اول زنا جیسے فرمایا۔

وَلَا تَعْضُلُوهُنَّ لِتَذْهَبُوا بِبَعْضِ مَا آتَيْتُمُوهُنَّ اِلَّا اَن يَاْتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ
وَلَا تُخْرِجُوهُنَّ مِنْ بُيُوتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ اِلَّا اَنْ يَاْتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ

دوم۔ بدچلنی۔ اور باہمی جہگڑا۔ اور فساد منزل۔ لاکن اسمین بہی پہلے مصالحت
کی تمام تدابیر کی جاوین۔ تب طلاق دین جیسے فرمایا

وَالّٰتِي تَخَافُونَ نُشُوزَهُنَّ فَعِظُوهُنَّ وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوهُنَّ
فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلًا ۝ وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا
حَكَمًا مِنْ اَهْلِهِ وَحَكَمًا مِنْ اَهْلِهَا اِنْ يُرِيدَا اِصْلَاحًا يُوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا

سوم۔ طلاق دینے پر ایک زبردست جرمانہ رکہا ہے۔

وان اردتم استبدال زوج مکان زوج وَاٰتیتم احدٰیهن قنطارًا
فَلَا تَاْخذوا منہ شیئًا اتاخذونہ بہتانًا وَاثمًا مبینا وکیف تاخذونہ وقد
افضی بعضکم الی بعض واخذن منکم میثاقًا غلیظًا۔

چہارم۔ یہہ حکم جسکو مکذب نے لکہا ہے۔ غالبًا اس صورت مین ہے۔ جہان میان
بی بی مین خلوت ہی نہین ہوئی۔ گویا نکاح ہی پورا نہین ہوا۔ ہمارے مولانا
جناب مولوی ابوسعید صاحب نے اشاعت السنۃ مین ان مسائل پر مفصل کلام کیا ہے

افسوس اس سفر مین وہ پرچے پاس نہین - ناظرین انکو ضرور ملاحظہ کرین -

مکذب - "اختلاف نمبر ۱۳ شراب کی حرمت" -

مصدق - شراب کی حرمت کا قرآن مین حکم ہے - اور اسپر سخت ممانعت ہے پھر اسمین اختلاف کیا ہوا اختلاف تب ہوتا - کہ کہین قرآن مین شراب کی حلت ہوتی - اور کہین حرمت صرف اسمین اختلاف کیا ہوا - غور کرو -

إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝ إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَن يُوقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَن ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ فَهَلْ أَنتُم مُّنتَهُونَ ۝ وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَاحْذَرُوا فَإِن تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوا أَنَّمَا عَلَىٰ رَسُولِنَا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ

ایک ہمارے پرانے دوست نے جسکو اب ہم کچھہ ایسا تعلق نہین رہا - اور معلوم نہین ہوسکتا - کہ کیون - مگر یہہ کہ اسکے جلیس ہی ہمسے ناخوش ہین ایکدفعہ سوال کیا شراب کی نسبت صریح لفظ حرمت بہی موجود ہے ؟ - مینے اسکے آگے پہلی آیت متذکرہ بیان کی الا اسکو انکار رہا - اور کہا کہ صریح حرمت ہو تو مانونگا - خاکسار نے اسسے عرض کیا صریح لفظ حرام بہی قرآن مین ہے -

يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيهِمَا إِثْمٌ كَبِيرٌ ۝

ا‌ہ - بے ریب شراب اور قمار بازی اور بت پرستی اور بد شگنی کا ہنا سب شیطانی ناپاک باتین ہین - انسے بچے رہو تو کہ نجات پاؤ شیطان کا تو منشا ہی ہے - کہ شراب اور قمار کے باعث آپسمین تمہاری عداوۃ و بغض پیدا ہو - اور تمہین اللہ کی یاد اور نماز سے اس بہانے روک لے - پس اب بہی ان بری باتون سے رکوگے کہ نہین اور فرمانبردار رہو اللہ و رسول کے اور نافرمانی سے خوف رکہو - اگر ہمارے حکمکو نمانوگے تو دہیان رکہو ہمارے رسول کے ذمہ تو اتنا ہی تہا کہ اسنے کہول کر سنا دیا ؛

ا‌ہ لوگ تجہسے پوچہتے ہین کہ شراب اور جوئے کا کیا حکم ہے تو کہدے ان دونون مین بڑی بدی ہے - اور یہہ دونون بڑے اثم ہین ؛

اس آیت شریف سے ثابت ہوا۔ شراب میں اثم ہے۔[۱] اور بڑا اثم ہے۔ اب اثم کا حکم سنو۔

قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَاَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطَانًا وَّاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ

ذرہ غور کرو شراب کی ممانعت کس زور سے فرمائی ہے۔

تکذیب صفحہ نمبر ۱۰۰

تکذیب براہین "اختلاف نمبر ۵ عام مسلمانوں کے لئے چار چار۔ اور محمد صاحب کو ۹-۱۱-۱۸ بلکہ لاانتہا قرآن سورہ احزاب"۔

مصدق منشی صاحب! آپکی عربی دانی کا میں قائل ہو جاؤں اگر بنام خدا سورہ احزاب وغیرہ میں سے نو اور گیارہ۔ اور اٹھارہ۔ اور لاانتہا کا حکم نکالدو۔ آپکے لاانتہا کہنے کی راستی سورہ احزاب کی آیت ذیل سے ظاہر ہے

وَلَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْۢ بَعْدُ وَلَآ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ اِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ[۲]

سورہ احزاب کی اس آیت سے تو آپکا لاانتہا کہنا بالکل غلط معلوم ہوتا ہے۔

تکذیب براہین کے نزدیک نمبر ۱۶۔ اور نمبر ۱۷ میں قرآنی اختلاف یہ ہیں

---

[۱] تو کہہ میرے رب نے ہر ایک ظاہری اور باطنی بے حیائی کو اور اثم و ناحق کی بغاوت اور شرک کو جس کی سند کے واسطے اللہ نے کوئی ثبوت نہیں اتاری اور اس امر کو کہ خدا پر ایسی باتیں بناؤ جنکا تمکو علم نہیں۔ میرے اللہ نے حرام کر دیا ہے۔

[۲] ان بی بیوں کے بعد تجھے کوئی بی بی حلال نہیں۔ اور نہ یہ امر تجھے جائز ہے کہ انکے بدلہ میں اور بی بیاں بنالے اگرچہ تجھے کیسی ہی پسند آویں مگر وہی عورتیں جنکا تو مالک ہو چکا۔

بیت المقدس کی طرف سجدہ کرو۔ مکہ کی طرف سجدہ کرو۔ پہلا حکم منسوخ ہوا۔"

منشی صاحب کہین تو فطرت وعقل سے ہی کام لیا ہوتا۔ کیا کرتے ہو۔ کہان قرآن مین لکہا ہے کہ بیت المقدس کیطرف سجدہ کرو۔ اور نہ قرآن مین لکہا ہے کہ اب یہہ حکم منسوخ ہوا۔ قرآن مین کہین نہین لکہا کہ بیت المقدس کیطرف سجدہ کرو۔ اصل بات یہہ ہے۔ کہ ہرایک مذہب مین دو قسم کے احکام ہوا کرتے ہین۔ چاہے یہہ تقسیم عرفاً اور رسماً ہو جاوے۔ چاہے حکماً۔ ایک قسم کے احکام مین ایک مذہب کا آدمی اگر دوسرے مذہب مین چلا جاوے تو عام طور پر وہ بدنام نہین ہوتا۔ مثلاً کوی ہندو زکوۃ دیا کرے۔ یا کوئی مسلمان علی الصباح خواہ مخواہ ضروری نہالے۔ یا موچہین بڑہالے۔ تو اپنی قوم سے علی العموم علیحدہ نہین ہوجاتا۔ اور دوسری قسم کے وہ احکام ہین کہ کرنے سے جہٹ ایک قوم سے الگ اور دوسری مین شامل سمجہا جاتا ہے۔ مثلاً کوئی مرتد مسلمان عام مجلس مین نعوذ باللہ سور کہالے۔ یا کوئی آریہ کہلا کر ہماری نماز کی جماعت مین شامل ہوجاوے۔ اللہ تعالے نے رسول اللہ کے خالص احباب الگ کرنے کو ابتدا مین جب آپ مکے حضور اکثر عرب آتے تہے۔ اور مکہ کو قبلہ مانتے تہے بیت المقدس کو قبلہ بنایا تہا۔ مگر وہ حکم قرآن مین موجود نہین۔ جب مدینہ مین تشریف لیگئے اور یہود و نصارے سے سابقہ پڑا تو مکہ کو قبلہ ٹہرایا۔

تمت

نظم در مدح تصدیق البراہین از سید حامد شاہ صاحب اہلمد معافیات ضلع سیالکوٹ جس کے ہر ایک کے ابتدائی حرف اعداد جمع کرنے سے ۱۳۰۹ھ برآمد ہوتا ہے

کہان ہے طالب صادق کہان ہے ۔ صداقت کے لئے جو نیم جان ہے
کہان ہے راستی کا جو ہے بھوکا ۔ تلاش راستبازی مین دوان ہے
صراط مستقیم حق کا جو یان ۔ کدہر ہے کس طرف کو اب روان ہے
سپاس حمد رب العلمین ہے ۔ کہ جو بندون پہ اپنے مہربان ہے
وہ خود ناصر ہے دین احمدی کا ۔ مخالف ٹہرے یہہ طاقت کہان ہے
محبون کو بشارت ہے بشارت ۔ مبارک ہو یہہ برکت کا سمان ہے
پکارو چوٹ ڈنکے کی عزیزو ۔ سنا دو سب کو جو پیر و جوان ہے
کہ پہلی جلد تصدیق البراہین ۔ نکل کر راہ نمائے گمرہان ہے
کلام صدق پہلا ہے جہان مین ۔ بطالت کوئی دن کی میہمان ہے
تکذیب مین کہان تصدیق دیکھین ۔ ذرا جاگین کہ سونے مین زیان ہے
بہت سی شوخیان حق سے ہوئی ہین ۔ نگہبان حق کا خود حق ہے عیان ہے
صداقت منصفون سے داد لے گی ۔ عجب تصدیق کا طرز بیان ہے
ذرا تکذیب کو رکھہ کر مقابل ۔ بتائین کون ان مین بدزبان ہے
اودہر تلخی ادھر شیرین زبانی ۔ عوض مین بد کے کیا نیکی عیان ہے
ادب سیکھے ذرا وہ طفل مکتب ۔ بزرگون سے جو کرتا شوخیان ہے
بتا دے گی اسے تحریر تصدیق ۔ مصنف اس کا کیا رطب اللسان ہے
فضولی سے نہین ہرگز سروکار ۔ دلائل اور حقیقت کا بیان ہے
وہی سمجھے گا قدر ان موتیون کی ۔ ہدایت جس کے سینے مین نہان ہے
نہین تعریف کرنے کی غرض کچھہ ۔ صداقت خود بخود یان مدح خوان ہے
خزانہ ہر صداقت کا ہے قرآن ۔ یہہ دنیا کو جتاتا نے گمان ہے

یہ مصنف کو دعا دیتا ہے حامد +
یہ کہے آمین جو مشتاق جنان ہے +

ضرور ملاحظہ فرماوین!!!

اخبار پنجاب گزٹ سیالکوٹ یہہ بڑی تقطیع کے ۱۶ صفحہ کا اخبار ہفتہ وار نہایت عمدہ کاغذ پر شائع ہوتا ہے اور ہر قسم کے مضامین پولٹیکل سوشل اور رسال پر بڑی متانت سے دلچسپ بحث کرتا ہے قیمت سالانہ عہ نمونہ کا پرچہ مہر پر مل سکتا ہے۔ جو صاحب نمونہ کا پرچہ منگائینگے اسے پورا بے لاگ آزاد اور منصف مزاج پائینگے!!

عمر پاشا۔ یہہ عجیب اور دلچسپ ناول جسمین جنگ کریمیا (جو روس اور روم مین ہوئی ہتی) کے واقعات بڑی خوبصورتی کے ساتھہ بیان کئے گئے ہین اخبار پنجاب گزٹ سیالکوٹ کے ہمراہ ہفتہ وار ۸ صفحے شائع ہوتا ہے قیمت سالانہ ہفتہ وار خریداران سے ۱ جو صاحب مہینے کے پرچے اکٹھے منگائین انسے عہ سالانہ۔

ایڈورڈ گبن کی لائف۔ اس مشہور و معروف اور مستند انگریزی مورخ کی لائف (سوانح عمری) نہایت عمدہ ولایتی کاغذ پر خوشخط اور صاف چھاپی گئی ہے حجم ۵۰ صفحے قیمت بلا محصول ۴۔

بابا نانک کی سوانح عمری۔ اسمین بابا نانک کی لائف پر منصفانہ ریویو

کیا گیا ہے حجم چھوٹے ۱۶ صفحے قیمت بلا محصول ۱؍ پانچ جلد سے کم باہر نہین بہیجا جاسکتا+

اسلام پر لیکچر۔ جو سید حامد شاہ صاحب نے انجمن اسلامیہ سیالکوٹ کے جلسہ مین دیا تہا۔ نہایت خوشخط چہپا ہوا قیمت ۱؍ پانچ جلد سے کم باہر نہین بہیجا جاسکتا+

سفرنامہ علیگڈھ۔ قیمت ۱؍ پانچ جلد سے کم باہر نہین بہیجا جاسکتا+

گناہ پر لیکچر۔ نہایت عجیب وغریب لیکچر جو مولوی عبدالکریم صاحب نے سیالکوٹ کے ایک عام مجمع مین دیا۔ بالکل نئی تحقیقات ہے قیمت ۱؍ پانچ جلد سے کم باہر نہین بہیجا جاسکتا+

فاتح بنگالہ ایک دلچسپ بنگالی ناول "**بنگ وجیتا**" کا ترجمہ جسے دیوان کشن گوپال صاحب نایب تحصیلدار سیالکوٹ نے نہایت اعلےٰ درجہ کی اردو مین ترجمہ کیا ہے نہایت عمدہ ولایتی کاغذ پر خوشخط اور صاف چہاپا گیا ہے۔ واقعات بڑے ہی دلچسپ ہین جو صرف دیکہنے کے ساتہہ تعلق رکہتے ہین قیمت بلا محصول عہ ہے+

نماز اور اسکی حقیقت معہ ترجمہ۔ نہایت خوشخط چہپی ہے حجم ۲۰ صفحے قیمت بلا محصول ۴؍ +

المشتہر

غلام قادر فصیح پروپرائیٹر و مینیجر پنجاب پریس سیالکوٹ

تاریخ از نتائج طبع مولوی فیروز الدین صاحب بورڈ سکول سیالکوٹ

۱۳۰۹ھ	پھیلا ہے جہان مین نور تحقیق تاریخ ہوئی فروغ تصدیق		نیا سے اڑ ہی ہے ظلمت کذب چمکے جو جہان مین اسکے انوار

فصل الخطاب لمقدمۃ اھل الکتاب

مصنّفہ

لیم مولوی نور الدین صاحب ملازم سرکار جموں و کشمیر

بیش قیمت کتاب مین وا لجب قدر مصنف نے الزامی جوابات کے ساتھ جو بڑی متانت
ئستگی سے دیئے ہین حقیقی جواب صرف قرآن کریم سے دیئے ہین - اور
ان غیر متفرقہ موقعون پر کتاب اللہ کے مختلف مقامات کی نہایت لطیف تفسیر کردی
ہے - ہٹ دہرم عیسائیون کا زور توڑنے کے لئے یہہ کتاب اپنی پوری
ورت ثابت کرتی ہے - فی الحقیقت اس کتاب نے جدید لباس پہنکر ہر ایک
کرنے والے مناظرہ پسند علم دوست محقق کی دلی تعریف حاصل کی ہے ڈیمائی
ندو حصوں مین ۴۰۰ صفحہ سے زیادہ نہایت خوشخط قیمت عہ۸ بلا محصولڈاک

المشتہر

عبد الکریم بورڈ سکول سیالکوٹ

تصدیق براہین احمدیہ

جلد دوم

اس بیش قیمت کتاب کی دوسری جلد بھی بڑے اہتمام کے ساتھ
پنجاب پریس سیالکوٹ مین چھپ رہی ہے۔ اور عنقریب فروخت کیلئے
بالکل تیار ہو جائیگی۔ اس جلد مین بھی بڑے ضروری اور مفید مطلب
مضامین پر بحث کی گئی ہے خصوصاً مسئلہ تناسخ کی تردید مین مفصل
مضمون لکھا گیا ہے۔ درخواستین جلد آنی چاہئین*

المشتہر عبدالکریم بورڈ سکول سیالکوٹ

تصدیق براہین احمدیہ

جلد دوم

اس بیش قیمت کتاب کی دوسری جلد بھی بڑے اہتمام کے ساتھ
پنجاب پریس سیالکوٹ میں چھپ رہی ہے۔ اور عنقریب فروخت کیلئے
بالکل تیار ہو جائیگی۔ اس جلد میں بھی بڑے ضروری اور مفید مطلب
مضامین پر بحث کی گئی ہے خصوصاً مسئلہ تناسخ کی تردید میں بڑا مفصل
مضمون لکھا گیا ہے۔ درخواستیں جلد آنی چاہئیں۔

المشتہر عبدالکریم بورڈ سکول سیالکوٹ

-:RULES:-

1. The book must be returned on the date stamped above.
2. A fine of Re. 1/- per volume per day shall be charged for text-books and 10 P. per vol. per day for general books kept overdue.